فتعالی اللہ الملک الحق لا الٰہ الا ہو

بحسن توفیق خالق مطلق و رازق برحق گنجینۂ جواہر حقیقت نگاری آئینۂ صورت نمای حقداری

مرآۃ الحقائق

تصنیف حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری

رحمۃ اللہ الباری

از تازہ جلاء مصقلۂ خامۂ راستی گفتار جناب منشی برکت علی صاحب ملہم بالفیض البجاری

در مطبع عزیزی واقع دیار رامپور اتسمت نورٌ علی نور گردید

فہرست کتاب مرآۃ الحقائق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین کہ جسنے خاک سی ناچیز چیز سے انسان کو پیدا کیا۔ اور پہر بفحوای هُوَ الَّذِیْ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ۔ اسکو وہ علوم اور فنون کا خلعت پہنایا کہ جو فرشتوں کو بہی میسر نہ آیا۔ ونعت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنکی حدیث آفتاب انوار اور ہدایت ماہتاب آثار نے مشرق سے مغرب تک ایک عالم کو نعمت اسلام اور دولت ایمان سے مشرف وبہرہ ور فرمایا۔ بندہ برکت علی ابن محمد خیرات علی از اولاد حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ۔ حالات ستودہ صفات جناب مرحوم ومغفور جد اعلای خود آغاز پیدایش سے تا یوم ممات حضرت ممدوح بطور وقائع عمری جہانتک کہ احقر کو کتب مفصلہ ذیل مولفہ آنجناب بالالقاب یعنی اخبار الاخیار[1]۔ زاد المتقین[2]۔ صلوۃ الاسرار[3]۔ رسالہ وصیت[4]۔ زبدۃ الآثار[5]۔ فتح المنان[6]۔ فهرس التوالیف[7]۔ المکاتیب والرسائل[8]۔ شرح عربی مشکوۃ شریف[9] شرح سفر السعادت[10]۔ ونیز کتب مصرحہ ذیل مصنفہ دیگر بزرگان یعنی شاہجہان نامہ[1] مصنفہ منشی محمد امین قزوینی۔ احسن التواریخ[2] مصنفہ مولوی عبد الاول جونپوری۔ ماثر الکرام[3] تاریخ مشائخ بلگرام۔ فتح العارفین[4] نارنولی۔ شرح قران السعدین[5] مصنفہ حضرت شیخ نور الحق۔ اور نیز جو کچہ حسب فرمودہ بزرگان خود۔

وبالعض علماے بزرگ سے معلوم ہوسکے وہ علی الترتیب معرض تحریر مین لاتا ہے۔
اور چونکہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اخیر حصہ کتاب اخبار الاخیار مین اپنے خاندان کا ذکر صرف
جناب آقا محمدؒ سے ہی فرمایا ہے۔ اور اونسے پہلے جو بزرگ گذرے اونکے اسماے شریف
شاید کسی اور جگہ لکھے ہون۔ مگر جہانتک راقم کتب مصنفہ حضرت شیخ کے مطالعہ سے مشرف ہوا
معلوم نہین ہوے۔ لہذا یہ کمترین بھی اسی نام سے حال اس خاندان والا کا بطور شجرہ
دو قسم پر لکھتا ہے۔

قسم اول — از حضرت آقا محمدؐ تا حضرت شیخ عبدالحقؒ ونیز ہر سہ فرزندان حضرت کے
باندراج کیفیت اجمالی ہر واحد۔

قسم دوم۔ حضرت شیخ عبدالحقؒ سے مجھ احقر العباد برکت علی عفا اللہ الولی تک۔
واضح ہو کہ۔ مین نے ابتداءً لکھنا اس کتاب کا فارسی مین اختیار کیا تھا۔ لیکن جبکہ اوسکی آگے
عبارت نوشتہ حضرت کے لکھنے کی نوبت آئی۔ اور ایسا اتفاق متواتر ہوا۔ تو میری فارسی
بہت ہی بیوقعت نظر آئی۔ اسلیے اوسکے لکھنے سے درگذر کرکے تحریر اردو عمل مین لایا۔

حضرت آقا محمدؐ ترک البخاری

بہ نسبت ایشان حضرت شیخ علیہ الرحمہ تحریر میفرمایند

کہ جدّ بزرگ ما آقا محمدؐ ترک البخاری از بخارا در زمان عظمت نشان سلطان محمد علاء الدین خلجی بدہلی
تشریف آوردہ۔ وچون در انجا قبیلہ دار و سر قوم خود بود۔ جماعۂ کثیر از اتراک (ترکان ۱۲) کہ پیوند قرابت و رابطہ
تبعیت وخدمت بوے داشتند۔ نیز از وطن اصلی انتقال نمودہ۔ در ملازمت او درین دیار رسیدہ
واز پیش سلطان عالی باقصے (نوکری ۱۲) مراتب (پیروی ۱۲) شوکت وعظمت رسیدہ۔ براے تسخیر ممالک گجرات وفتح
بنادر متعین شد۔ واز امضاء وانصرام آن مہم بحکم سلطانی ہمانجا مخیم اقامت ساخت۔
بعد از انقضاے ایام سلطنت علائی۔ در عہد دولت محمد تغلق بادشاہ (کہ سلطنتش مابین ۷۲۵ھ

و ۷۵۲ھ بود) او با فرزندان کہ ہر یک در فضائل ذاتی و کسبی۔ و در دولت و نعمت سر آمد زمان خود بودہ اند بحکم اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا داد عیش و کامرانی میدادند۔ حق تعالے چندان در اولاد وے برکت ارزانی داشتہ کہ صد و یک تن اولاد صلبی او بودہ اند۔ و رای احفاد و اولادِ دیگر و در اندک مدتے آن ہمہ بحکم قادر مختار رخت اقامت بدار القرار بردند۔ غیر یک پسر کہ ملک معزالدین نام داشت و اکبر اولاد بود۔ حکمت بالغہ آلہی اقتضاے بقاے او کرد۔ (سوا فرزند زادگان ۱۲)

لاجرم ازین مصیبت صعب و واقعۂ عظیم آن ہمہ آسائش و فراغت بدرد و محنت مبدل شدہ۔ انتظام مہمات امارت و دولت بر او فتاد۔ لہذا ترک جمیع خیل و حشم گفتہ و لباس سیاہ پوشیدہ در خانقاہ شیخ صلاح الدین۔ درویش سہروردی (ہمسایہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی) عکوف نمود۔ (گوشہ نشینی ۱۲)

بعد از مدتے حضرت شیخ بمقتضاے اشارت غیبیہ۔ او را رجوع باہل و عیال ترغیب نمود و بشارت داد کہ انشاء اللہ تعالی ازہمین پسر تو اولاد تا قیام قیامت بر روے زمین باقی ماند۔ چونکہ ارادۂ حضرت آقا محمد بسبب انقطاع از دنیا براے شادی فرزند مطلق نبود لیکن بفرمودۂ شیخ موصوف ملک معزالدین را بمقام دہلی کتخدا نمود۔ کہ ازان پسرے پیدا شد و نامش ملک موسےٰ نہاد۔

زان بعد حضرت آقا محمدؒ از مہمات این عالم فراغ کلی بدست آوردہ بتاریخ ہفتدہم ربیع الآخر سنہ ۷۸۹ھ متوجہ عالم دگر شد۔ مقبرۂ او پس پشت عیدگاہ شمسی ست۔

ملک معزالدین بن حضرت آقا محمدؒ

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بہ نسبت ایشان نگاشتہ اند

کہ حق سبحانہ تعالی ملک معزالدین را چنان کرد کہ گویا جمیع فیض و استعداد و نعم آن صد کس را ہم بوی تنہا ارزانی داشت۔ و او را پسرے شد۔ بنجابت و سعادت موصوف و بہ فضائل و کمالات

منعوت ملک موسےٰ نام ۔ (تعریف کیا گیا ۱۲)

بعد از چند جایگاہ عزت و دولت را بوے سپردہ بریاض رضوان خرامید ۔

ملک موسےٰ بن ملک معز الدین

صفات ایشان حضرت شیخ علیہ الرحمہ پیش ازین فرمودہ اند

بعد ازان میفرمایند ۔ کہ ملک موسے در فترات (سستی ۱۲) کہ بعد از انقضاے عہد دولت فیروزی واقع شد ۔ باز بولایت ماوراء النہر رفتہ ۔ در رکاب دولت مآب صاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان بدہلی قدوم آوردہ سلسلہ آبا و اجداد تازہ کردہ ۔ قدم اقامت و استقامت محکم ساخت ۔ و دیگر ازین دیار ہیچکس ازین قبیلہ قصد دیار دیگر نکرد ۔ و از ملک موسے پسران شدند ۔ یکے فرزانہ جد ما شیخ فیروز نام داشت ۔

فائدہ ۔ عہد دولت فیروزی سے مراد فیروز شاہ تغلق ہے جو بعد اپنے چچا لاولد سلطان محمد تغلق کے تخت نشین ہوا ۔ اور سلطنت اوسکی مابین ۷۵۲ھ و ۷۹۱ھ رہی ۔ اور بعد وفات اوسکے تا ۷۹۶ھ تغیر چند بادشاہون کا اور ضعف و سستی سلطنت کی یہانتک ہوئی کہ صاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان خرابی سلطنت ہذا سے مطلع ہوکر سنہ ۸۰۱ھ واسطے تسخیر ملک ہندوستان کے دہلی آیا ۔ اور یہ فیروز شاہ تغلق وہ ہے ۔ کہ جسکا قلعہ بیرون دروازہ دہلی بہ کوٹلہ فیروز شاہ مشہور ہے اور جسمین ایک لاٹ کو رنڈ کی نصب ہے اور اوسکا ذکر سید احمد خان بانی کالج علیگڈہ نے اپنی کتاب آثار الصنادید مین بہت مفصل لکھا ہے ۔ کہ جسکو مین مختصراً لکھتا ہون ۔ کہ یہ لاٹ معلوم کس زمانہ سے بسواد قصبہ دہولڑی ضلع میرٹھہ نصب تہی ۔ بعہد دولت فیروز شاہ فلان فلان تدبیر سے اسکو وہان سے اوکہاڑ کر چالیس پہیونکی گاڑی مین تا لب دریاے جمن اور اسیطرح وہان سے بذریعہ پل کشتیان یہانتک لائی گئی ۔ اور فلان تدبیر سے اسکو یہان نصب کیا گیا نیچے اس لاٹ کے ایک پتہر گران وزن ہے ۔ اوسپر یہ عبارت کندہ ہے ۔ کہ یہ لاٹ اسقدر لمبی ہے

کہ ۲ حصہ اسکے زمین مین ہین اور ایک حصہ اوپر زمین کے ۔ اور ضخامت و دَور اسکے شروع مین اتنی ہے ۔ اور پہر کچہ دور چلکر اتنی ۔ علی ہذا تا آخر اسی تفصیل سے لکہا ہے ۔ مصنف مذکور یہی لکہتا ہے کہ ایسی ہی دو لاٹ ہندوستان مین اور ہین ۔ ایک وکہن مین ۔ اور دوسری جگہ کا نام کہ راقم کو اسوقت یاد نہین ہے ۔ قلعہ درگاہ قدم شریف و دروازہ بلند درگاہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی واقع نواح شاہ جہان آباد بہی اسی فیروز شاہ کی تعمیر سے ہے ۔

فائدہ ثانی ۔ ماوراء النہر وہ ملک ہے ۔ کہ جو نہر کے پار ہے ۔ اور نہر سے مراد ہی دریائے جیحون کہ جو قریب شہر بلخ کے ہے ۔ ہندوستان سے جانے والونکو بلخ سے پرلی طرف بسمت شمال ملتا ہے ۔ اور یہ دریا بہت مشہور ہے اوسکے پرلی طرف کے شہرونکو خواہ وہ بخارا ہو ۔ یا اوش (جہان کی پیدائش حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قطب الاقطاب دہلوی رضی اللہ عنہ کی ہے) یا سمرقند وغیرہ سب ملک پار کا ماوراء النہر کہلاتا ہے ۔

شیخ فیروز شہید بن ملک موسےٰ

نسبت ایشان حضرت شیخ علیہ الرحمہ می نگارند

کہ شیخ فیروز جامع فضائل صوری و معنوی و وہبی و مکتسبی بود ۔ و در علم سپاہ گری و وقائع حرب نادر زمان خود بود ۔ و در اکثر صنائع حربیہ بقوت طبع و جودت سلیقہ بنظیر وقت و در علم و شعر و شجاعت و سخاوت و ظرافت و لطافت و عشق و محبت و سائر صفات حمیدہ بعدیل عصر ۔ و در دولت و حشمت و جاہ و مکنت و عزت و عظمت مشہور روزگار ۔ معنی حلویت (شیرین کلامی ۱۲) و شعر و ظرافت در خانہ ما از وے پیدا شد ۔ او در اوائل عہد سلطان بہلول خان لودہی بادشاہ (کہ سلطنتش در میان ۸۵۴ھ و ۸۹۴ھ بود) بود ۔ قصہ آمدن سلطان حسین شرقی را ۔ و محاربہ وے با بہلول نظم کردہ ۔ آن نسخہ پیش ما بود ۔ و درین وقت پیدا نمی شود ۔ و این دو بیت از وے بخاطر ماندہ است ۔ از جانب حسین شرقی در مخاطبہ بہلول لودہی گفتہ است ۔ **بیت** ۔ ایا قابض شہر دہلی شنو

خدادادمارا خدا رہست ملک۔	منم قابض ملک مارہست ملک	حیاتت چو خواہی ازین جا برو

در بعضے غزوات بدیار بہرائچ متوجہ شدہ شہد شہادت چشیدہ ہم در انجا مدفون گشت در ۸۶۰ھ

بعہد سلطان ابو سعید مرزا ۱۲

او در وقتیکہ بغزا متوجہ میشد زوجۂ جلیلۂ حاملۂ ایشان عرضہ نمود کہ مارا چند روز ہست کہ امیدواری فرزندیست۔ فرمود کہ از خدا خواستہ ام کہ آن فرزند نرینہ باشد وازوے اولاد بسیار شود۔ اورا وشمارا بخدا سپردیم۔ تا بعد ازین مارا چہ پیش آید۔ قادر مختار بدعاے آن بزرگوار پسر عطا کرد شیخ سعد اللہ نام کہ جد حقیقی ما باشد۔

شیخ سعد اللہ بن شیخ فیروز شہید

نسبت ایشان حضرت شیخ علیہ الرحمہ نوشتہ اند

کہ این در فضیلت ولطافت وظرافت وعشق ومحبت وسائر اوصاف طریقت وارث پدر بزرگوار خود بود۔ ہم در صغر آثار رشد ونجابت از ناصیۂ حال او لائح بود۔

وے بعد از کسب علم وفضیلت۔ مرید مصباح العاشقین شیخ محمد منگن (کہ از کاملان وقت بود سابقاً درین کتاب ذکر وے گذشت) شد۔ ودر خدمت او کارہا کرد۔ وریاضتہا کشید۔ وقبولی خاص یافت۔ ونعمت واجازت وخلافت از خدمتش مخصوص گشت۔ شیخ رزق اللہ را کہ اکبر اولاد بود نیز مرید شیخ ساخت۔ وبتاریخ ۲۲ ربیع الاول ۹۲۸ھ یوم جمعہ وفات یافت وپسرے شیخ سیف الدین راگذاشت۔ کہ دران ایام ہشت سالہ بود۔ میفرمود۔ کہ چون رحلت ایشان قریب رسید وقت سحرے مرا برداشتہ ببالاے خانہ بردند۔ وبعد از اداے تہجد مرا مقابل قبلہ ایستادہ کردند۔ وگفتند خداوندا تو میدانی کہ پسران دیگر را تربیت کردہ واز اداے حقوق اوشان برآمدہ ام۔ این را یتیم میگذارم۔ وبیکس۔ حق این بر ذمہ من ہست۔ این را بتو می سپارم۔ مربی ومتولی امور او تو باش۔ این بگفت وفرود آمد۔

شیخ رزق اللہ متخلص بہ مشتاقی عم کلان فقیر۔ مردے کامل۔ وفاضل۔ وعارف	ذکر شیخ رزق اللہ

پسر کلان شیخ سعد اللہ حسب نوشتۂ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی

واز نوادرِ روزگار - واز مردم سلف یادگار - بود - جامع فضائل صوری و معنوی و در مشرب عشق و محبت - و سلامت عقل - و وسعت حوصله - و صبر بر مصائب - و دوام حضور - و استقامت احوال - یگانۂ عصر بود - عمر شریفش به نود و دو ۹۲ رسیده - و معنی ذوق و محبت و درد همچنان تازه بود - مصرع

من اگر پیر شدم عشق جوانست هنوز - در شان ایشان درست بود - کسیکه به صحبت ایشان میرسید چندان از سخنان معارف آمیز - و نکات محبت انگیز (که اهل مواجید و اذواق را باشد) می شنید که محظوظ می شد و در سلامت طبع - و طیب قلب - و نقل حکایات مشائخ و تواریخ ملوک هند همچو ایشان کم کسے دیده خواهد شد - و سخن را نیک با طمینان و لطافت و شیرینی می گفتند - و در وقت گفتن سخن محبت و یا شنیدن ازان - بکا و ذوق - و حالت - لازم حال ایشان بود - سفر کرده و صحبت ها اندوخته و تجربه دیده - و در صحبت غربا و فقرا و مشائخ بسیار رسیده - و شعر بزبان هندی و فارسی دارند - و رساله هائے که بزبان هندی گفته چنانچه پیمان - و جوت نرنجن بسیار مقبول و مشهور اند - و نام ایشان در هندی راجن است - و در فارسی مشتاق - ولادتِ او هشت صد و نود و هفت ۸۹۷ - و وفاتِ او بتاریخ بیستم شهر ربیع الاول سنه ۹۸۹ھ بنده در تاریخ وفات او گفته است -

قطعه

مخدومے عارفِ زمان مشتاق	وے گفت بوقتِ نقل (مشتاقم) ۹۸۹ھ
حقّی چو بتاریخِ وفاتش نگریست	نوکِ قلمش همان سخن کرد رقم

رحمة الله علیه و علی جمیع اسلافنا

شیخ سیف الدین بن شیخ سعد اللہ

حالات با برکات این حضرت۔ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی در اخبار الاخیار بچند اوراق درج فرمودہ کہ آن ہمہ قابل مطالعہ۔ و درین مختصر تحریر آوردہ نمی شود۔ مختصراً اینکہ۔
والدم بعد از فوت پدر بمقتضائے استعداد ذاتی و بموجب دعاے والد روز بروز آثار ترقی و رشد وقبول۔ مشاہدہ نمودہ۔ در خدمت والدہ صلہ ارحام (سلوک اقربا ۱۲) باوجود صغر سن۔ و وجود برادران بزرگ۔ انچہ حق آن باشد ادا نمود۔ و باوجود موانع و صوارف (حوادث ۱۲) روزگار در تحصیل علم و فضیلت نیز تقصیر راضی نشد۔ و در شعر و فضیلت۔ و قبول خواطر۔ و ذوق۔ و شوق۔ و محبت۔ و ظرافت۔ و لطافت۔ و بے تعلقی۔ و وارستگی۔ و طیب قلب۔ و حضور خاطر۔ و ذکر لطائف و نکات۔ و فہم دقائق۔ و اشارات یگانۂ روزگار۔ و افسانۂ دیار خود شد۔ مردم این شہر اتفاق دارند۔ کہ دہلی عبارت ازین برادران بود (یعنی از شیخ رزق اللہ و شیخ سیف الدین) و بعد از حصول مرتبۂ عقلی و تمیز جذبۂ محبت طریقۂ درویشان۔ و ہوائے خدمت ایشان۔ در دل وے نیفتاد۔ میفرمودند کہ روزے بالاے قلعۂ تغلق آباد نشستہ بودیم و شوق داشتیم کسے کہ با وے تعلقے بود۔ پایان دیدہ شد ازہمان جا بر زمین افتادیم۔ دران وقت اصلاً آزارے نرسید۔ اکنون آن زخمہا در ضعف پیری سر میکشند۔
و گاہیکہ این برادران یعنی شیخ رزق اللہ و شیخ سیف الدین در خلوت بہم می نشستند۔ ذوقہا و حالتہا میکردند و سخنہاے درد آمیز و حکایتہاے دلاویز میگفتند۔ الآن از ہیچکس (اب ۱۲) این معنی و حالت مشاہدہ نمی افتد مجلس ایشان از اول تا آخر شوق۔ و گریہ۔ و درد۔ و محبت بود۔
نسبت شیخ رزق اللہ۔ در سوز۔ و گرمی چنان بود۔ کہ آتشی در زیر خاکستر نہان می باشد۔ اندک کہ کاویدند۔ ہمہ آتش برآمد۔
و مثال شیخ سیف الدین۔ والدم۔ چنانکہ آبے از چیزے چکیدہ میماند۔ ادنی آزارے کہ با وے رسید

تراوید۔ بغایت رقیق القلب و سریع التاثیر بوده اند۔ سخنی از درد و محبت پیش ایشان بگذرد و متاثر نشوند۔ و گریہ نکنند۔ نبود۔

فقیر را یاد نیست کہ این رباعی خیام[1] را پیش ایشان خوانده باشم۔ و ایشان را گریہ و حالت دست نداده باشد۔ اگر خود در یک روز ده بار بخواند۔ **رباعی**

این کوزه چو من عاشق زارے بوداست	در بند سر زلف نگارے بوداست
این دست کہ در گردن او مے بینم	دستیست کہ در گردن یارے بوداست

والدم را اشعار بسیار بود۔ واز غزل و قصیده و رباعی۔ ولیکن اکثر آنها بیاض نارسیده فوت شد یکے از او باشان۔ تمام کتب و رسائل تصوف وغیره کہ مدت عمر بدست آمده بودند بدزدید خیال کرد کہ آن اسباب دیگر است۔ اگرچہ بعد ازان مطلع شد۔ کہ این نہ آن اسباب کہ بکار رو آید۔ بتوهم آنکہ مبادا ظاهر شود۔ همہ را بسوخت۔

میفرمودند کہ ما را فصاحت و بلاغت آن مقدار نیست کہ دعوی فضل و سخن آرائی۔ و کمال معنی روائی توانیم کرد۔ چند چیز فقیرانہ و مفلسانہ هست۔ کہ بحکم وقت املا نموده شده است۔ یکے رسالہ ایست مسمے بہ مکاشفات۔ و دیگر رسالہ ایست مسمی بہ سلسلة الوصال مثنویست قریب بپانصد بیت میفرمودند کہ آن بغلبۂ شوق دریکے روز گفتہ شده است۔ و باز هرگز بران عبور نیفتاده۔ اگر جائے سہوے و خطائے واقع شده باشد صلاح کنید۔

میفرمودند کہ سیفی بخاری شاعر بزرگ است۔ ما را با وے مشارکتی نیست فقیر تهمت این تخلص بر خود نمی نهاد۔ ولیکن چون نام فقیر سیف الدین بود۔ بعضے یاران بجد شدند۔ کہ سیفی تخلص کنید بدان سبب در گذاشتن این تخلص مسابلہ کرده شد۔

شاعی ۱۲ / آسانی ۱۲

والدم مرید حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی قادری بودند۔ در مدح شیخ میفرمایند۔ **مدح**۔

هرچہ ز من در سخن آید یقین	هست هم از صحبت آن مرد دین
ورنہ چہ حد است کہ راز درون	

[1] نام حکیم عمر خیام کہ رباعیاتش مشهور است ۱۲

ازدهن چون سخنے آید برون	من که یم و کیستم و چیستم	از دم عیسے نفسے زیستم
اوست درین راه مرا رهنما	خاک درش چشم مرا توتیا	هست دل او بحق آویخته
آب صفت در همه آویخته	دست من و دامن او بالیقین	مقصد و مقصود من آن شاه دین

عشق رخش همدم و همساز من | درد و غمش مونس و همراز من

ایشان بهرکه توجه می نمودند و تربیت میکردند - در هر مرتبه که آن کس مے بود - البته قبولے و امتیاز
می یافت - و این معنی بسیار تجربه کرده شده است - و حق سبحانه تعالے در نظر عنایت و تربیت
ایشان تاثیرے عجیب نهاده بود که هرچند کسے در ادنے مرتبۂ قابلیت و استعداد بودے -
توجه ایشان البته کارگر افتادے -

یاد دارم که روزے در ملازمت ایشان تقریر بعضے سخنان علمی میکردند - و ایشان بجانب بنده
ناظر بودند - در اثنائے سخن ایشان را حالتے در گرفت - و نعره ها زدند و گریه ها کردند - و بعد ازان حالت
هر دو دست بر روئے فقیر برآوردند - دعا کردند - و بعد از فرود آمدن آن حالت فرمودند - که مارا
از مشاهدهٔ شما تجلی دست داد و نورے مشهود شد - که تعبیر از کیفیت آن ممکن نباشد -
خدا داند که آن چه حالت بود -

میفرمودند که مارا از صفائی صحبت درویشان و طول ملازمت ایشان این مقدار شده است
که حقیقت احوال آدمی را مے شناسم - و این معنی از ایشان بسیار تجربه کرده شده است -
هر کرا بهر صفت که ایشان موصوف میساختند اگرچه بالفعل از وے آن صفت ظاهر نبود
ولیکن در آخر البته آن صفت سر می کشید - مبالغه کرده میفرمودند - که اگر شب تاریک کسی را
مساس کنم امید هست که حقیقت حال او دریابم -

و درین زمان که اوان ضعف و پیری بود - چندان معنی فنا و نیستی بر حال ایشان غالب بود -
که هیچ چیز از طعام و لباس و فراغت و آسایش و صحبت و مخالطت (اختلاط) تعلقے که تبعیت شوق و رغبت باشد نبود
و اگر برائے حفظ صحت یا دفع مرضے علاجے میبایستے کرد مفید نشد - و میفرمودند که کدام کار خیر

از دست ما می آید۔ کہ خود را بپروریم۔ باشیم یا نباشیم۔ برابر است۔ وچندان معنی خوف خشیت بر ایشان غلبہ داشت کہ کم وقتی ازین معنی فارغ وخوشحال مے بودند۔
میفرمودند کہ من در نفس خود یک چیزے نمی بینم۔ کہ آن را دستاویز خود سازیم۔ ودانم کہ پیش خدا کار خواہد آمد۔ وگریہ میکردند۔ تا آنکہ در قرب ایام رحلت این نسبت بغایت غلبہ کردہ بود۔ اکثر اوقات چنان بودے کہ فقیر چون در خانہ تلاوت قرآن مجید کردے۔ آیات وعید را پست تر خواندے۔ وگاہے اگر بلند خواندہ شدے۔ وبسمع ایشان رسیدے بحدے گریہ واضطراب دست دادے۔ کہ از خود رفتندے۔
وآیات وعدہ ورحمت بقصد بلند خواندہ شدے۔ وایشان را باستماع آن تازگی دست میداد۔ شبے ایشان را در ہمہ ایام از اول شب ضعفے وفروفتگی شد۔ کہ تا سہ پاس شب ازین عالم شعور نبود۔ چون آخر شب افاقتے دست داد۔ وباین عالم باز آمدند۔ فقیر بشوق تمام وبآواز بلند تلاوت میکرد۔ چون باین آیات سورۂ سجدہ پارۂ بست وچہارم رسید۔
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۵
بملاحظہ استماع ایشان مرا شوق زیادہ تر شد۔ بسیار بسیار وقت ایشان خوش وذوقی حال آمد۔ مکرر فرمودند رحمت باد صد رحمت باد زادا اللہ فی شوقکم وذوقکم برخوردار باشی۔
ہنوز ذوق آنوقت از خاطر این فقیر نمیرود۔ وامیدوارم کہ مرا دعاے آن شب سرمایہ دنیا وآخرت شود۔ انشاء اللہ تعالے۔ وچون رحلت قریب تر آمد۔ فرمودند بعضے ابیات وکلمات کہ مناسب معنی عفو ومغفرت باشد۔ در کاغذی بنویسی۔ وباکفن ہمراہ کنی۔ یکی این رباعی ۵

صد وقعر در کمین بیا مرز ومپرس	دارم دلکے غمین بیا مرز ومپرس
اے اکرم الاکرمین بیا مرز ومپرس	شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم

۱؎ ترجمہ تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے اترتے ہیں فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تھا

و دیگر این دوبیت۔

قَدِمْتُ عَلَى الْكَرِيْمِ بِغَيْرِ زَادٍ[۵۱]	مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالْقَلْبِ السَّلِيْمِ[۵۲]
فَحَمْلُ الزَّادِ اَقْبَحُ كُلِّ شَيْءٍ[۵۳]	اِذَا كَانَ الْقُدُوْمُ اِلَى الْكَرِيْمِ[۵۴]

و فرمودند که در جواب منکر و نکیر بنویس۔

رَبِّيَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْاِسْلَامُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ وَشَيْخِي الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيُّ[۵۵]

فرمودند۔ دیگر ما را تعلقے بانیجا نیست۔

بعد از دو سه روز ازین واقعه وقت نماز عصر ایشان را حالتے دست داد و بعضے بیتها و رباعی‌ها خواندند و گریه بسیار کردند۔ فقیر در مسجد بود طلبیدند۔ دیدم که در روے ایشان آنقدر اثر ذوق و خوشحالی و تازگیست که شرح آن نتوان کرد۔ و باخود زمزمه دارند۔ بفقیر خطاب کردند۔ که بابا بدانکه ما را اکنون اصلاً رنجے و محنتے و کوفتے نیست۔ شوق در شوق و طرب در طرب است۔ هر زحمتے و بیماری که در بدن ما بود بدر رفته است۔ ولیکن ترا باید که مشغول شوی۔ و دعا کنی که مرا زود ازینجا بردارند۔ هر مطلوبے که در تمام عمر بود۔ دست داده است۔ مبادا باز این حالت نماند روزے فرمودند۔ که اگر از حافظان خوشخوان که آشناے شمااند۔ کسے را بطلبید تا استماع قرآن بکنیم۔ باز فرمودند۔ تو خود شب و روز بحضور من تلاوت می کنی۔ بس است۔ حالا و قت هیچ آرزو و خواهش نیست۔ وقت عبودیت است اگر نصیب است۔

همان روز۔ که ازین عالم رحلت خواهند کرد۔ فقیر بقصد تلقین که در حالت احتضار مسنون است گفت۔ که ظاهراً فقرا درین وقت بپاس انفاس مشغول میشوند۔ چشم کشادند۔ و آهسته گفتند پاس انفاس از براے امروز کار نمے آید۔ که اعضا همه از کار رفته است۔ و قوت دم زدن نمانده است۔ چند بار زور نمودند۔ و بلند تر ذکر لا اله الا الله فرمودند۔ و ساکت شدند۔

---

[۵۱] میں آیا ہوں کریم کے پاس بغیر توشہ ۱۲ [۵۲] نیکیاں ہیں اور نہ قلب سلیم ہے ۱۲ [۵۳] مگر توشہ لیجانا تو ناموزوں بات ہے ۱۲ [۵۴] جبکہ آنا ہووے ایک کریم کے پاس ۱۲۔ یعنی وہ خود ہی بے توشہ پر رحمت فرماویگا۔

[۵۵] رب میرا اللہ ہے اور دین میرا اسلام ہے اور نبی میرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخ میرے جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

وبپاس انفاس مشغول شدند۔ بعد از چند ساعت برحمت حق پیوستند۔
یکے درحالت سکرات از ایشان پرسید۔ کہ چہ چیزے مے بینید۔ فرمودند۔ باغہا وآبہا می بینم
وسادات بخارا حاضر اند۔ ایشان را می بینم۔
وفات ایشان بتاریخ ۲۷ رشعبان ۹۹۰ھ ہجری بعمر ہفتاد سال وچند ماہ گردید۔
بعہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ۔
آن زمان عمر حضرت شیخ عبدالحق فرزند ایشان سی ودو سال وہفت ماہ بود۔ ودر رسالۂ وصیت
درحق ایشان نوشتہ اند۔ کہ پدر من شیخ سیف الدین از عالم نیستی وفقر وفنا وتوحید وتجرید
وتفرید نصیبۂ کامل داشت۔ وتکلف وتصنع را گرد سراپردۂ حال وے مجال نبود۔ نظر او را
تاثیرے بود۔ کہ ہر کرا بعنوان محبت نظر میکرد۔ بقدر استعداد ومناسب حال اثر قبول می آورد

حضرت شیخ ابوالمجد عبدالحق حقی محدث دہلوی

ولادت بابرکت این عالیجناب تقدس مآب در ماہ محرم الحرام ۹۵۸ھ نہ صد وپنجاہ وہشت
ہجری بعہد سلیم شاہ بن شیر شاہ رو بظہور آوردہ۔ حالات وصفات خود از ابتدا تا انتہا
این حضرت بتشریح تمام زیب رقم فرمودہ اند۔

مختصرش اینکہ

والدم را۔ اواخر عمر کہ زمان ضعف وپیری بود مشغولی خاطر منحصر در فقیر بود۔ سہ چہار سالہ
بودم کہ ایشان را مرضے صعب عارض شد۔ دران مرض باعث دفع دلگیری ورفع کلفت
ضعف وپیری ہمین فقیر بود شب وروز در کنار رحمت وجوار عنایت ایشان تربیت می یافتم
وہم دران ایام طفولیت سخنان این طائفہ را در کام جان این حقیر ریختہ۔ تربیت باطنی ضمیمہ
شفقت ظاہری میساختند۔ ومن نیز بحکم فطرت ومقتضی جبلت۔ والہ ودیوانۂ آن کلمات
بودم۔ اگر اندکے خاموش میشدند۔ خود را فراموش میکردم۔ وچون طلب عادۂ این افادہ

میکردم۔ بعضے از سخنان باخصوصیات وقت۔ ہنوز در خزینۂ خیال من ماندہ است۔ خالی از غرابتے نیست۔ وغریب تر از وے آنکہ فقیر را حالت انفطام خود[شیرخوارگی ۱۲] کہ مدت عمر دو سال یا دو نیم سال خواہد بود۔ آنچنان در خاطر است کہ گویا حکایت دیروز است۔ دران زمان نیز کہ آثار تربیت وعنایت ایشان بظہور آمدہ تحصیل علوم حاصل شدہ بود۔ شب و روز در خدمت ایشان در تذکرۂ تذکار وبحث وتکرار میگذشت۔ شبہا بسر می آید۔ وبندہ را بہمزبانی خود قبول داشتہ محظوظ بودند خصوصاً در تلقین علم توحید وتحقیق مسئلہ وحدت وجود۔ بر وجہے کہ موافق علم وشہود است۔ واگر گاہے بمقتضائے تقیید[قید ۱۲] مقدمات علم کسبی۔ بقصد تحقیق این علم وہبی دغدغہ وشبہہ در میان آوردہ میشد میفرمودند مارا ازین نوع شبہات وشکوک درین مسئلہ بسیار بود۔ انشاء اللہ رفتہ رفتہ پردہ از روے کار بکشاید۔ وجمال یقین روے نماید۔ ولیکن باید کہ دایم درین خیال باشند۔ وہر مقدار کہ دست دہد سعی کنید۔

ذکر تعلیم وخواندن ونوشتن خود

اول از قرآن مجید بسیابقہ تعلیم فرمودہ اند۔ سبق در سبق ایشان مے نوشتند ومن می خواندم از قرآن ہمین مقدار تعلیم کردہ ام۔ بعد ازان باثر تربیت وشفقت ایشان چنان قوت بہم رسید۔ کہ ہر روز قدرے از قرآن میخواندم۔ وہر مقدار کہ میخواندم پیش ایشان میگذرانیدم در دو سہ ماہ ختم قرآن کردم۔ ودر خط وسواد چنانچہ معلمان صبیان اطفال را در مکتبہا یاد دہند مقید نشدند فقیر را تا فا وقاف بطریقۂ اطفال مقید شدہ نویسانیدند۔ بعد ازان بطریقۂ اجمال۔ دراندک مدت شاید اگر مقدار یک ماہ تعین کنیم۔ دروغ نگفتہ باشیم۔ قدرت کتابت وسلیقہ انشا پیدا شد۔ حق سبحانہ تعالے در توجہ وعنایت ایشان اثرے وخاصیتے نہادہ بود کہ اگر ہر چند کسے در مرتبۂ استعداد وقوت دور تر افتادہ بودے۔ بتوجہ وتربیت ایشان زود از قوت بفعل آمدے۔ مرا ہرچہ ہست اثر توجہ وعنایت ایشان است۔ وایشان را جمیع حقوق

از ابوت و تربیت و تعلیم و ارشاد بر ذمہ این نامراد ثابت است۔ و از کتابہائے نظم و شعار کہ تعلیم آن متعارف این دیار ست۔ شاید کہ چند جز از بوستان و گلستان و دیوان خواجہ حافظ تعلیم کردہ باشند۔ و ہم از ابتدائے حالت صغر سنی بعد از ختم قرآن میزان الصرف یاد دادند۔ تا مصباح و کافیہ خود تعلیم فرمودند۔

حکایت۔ روزے طالب علمان نشستہ از احوال یکدیگر تفحص می نمودند۔ کہ نیت در تحصیل علم چیست۔ بعضے طریق تکلف و تضیع بیہودہ می گفتند۔ کہ مقصود ما طلب معرفت الٰہی است۔ بعضے براہ سادگی و راستی رفتہ می نمودند۔ کہ غرض تحصیل حطام دنیاوی است۔ از من کہ دران زمان کافیہ بلکہ پایان تر ازان چیزے میخواندم۔ پرسیدند کہ بارے تو بگو در تحصیل علم چہ نیت داری۔ و نظر ہمت و قصد بر چہ می گماری۔ گفتم من اصلا ندانم کہ بر تحصیل علم معرفت الٰہی مترتب شود یا اسباب ملاہی مرا بالفعل خود شوق نیست۔ کہ بارے بدانم کہ چندین عقلا و علما گذشتہ اند۔ چہ گفتہ اند۔ و در کشف حقیقت معلومات مسائل چہ درہا سفتہ۔ یا بعد از حصول آن چہ حالت دست دہد۔ بحظ نفس برد۔ یا بمحبت مولے بہ تحصیل دنیا کشد یا طلب عقبے۔

درہمان زمان اکثر اوقات بر نفس مبارک ایشان میگذشت۔ انشاء اللہ تعالٰی تو زود دانشمند شوی میفرمودند کہ مرا خط غریب دست دہد۔ بتصور آنکہ حق تعالے ترا بجائے کہ من خیال کردم برساند و من در حوزۂ درس و افادۂ تو بر وسادۂ ضعف پیری تکیہ کردہ نشستہ باشم۔ و گاہے کتابہا را تعداد میکردند۔ و میفرمودند ہمین چند کتاب را کہ خواندی دانشمند شدی میفرمودند۔ تو یک مختصر از ہر علم بخوان ترا بس است۔ بعد ازان انشاء اللہ چنان ابواب برکت و سعادت بر تو بکشاید کہ جمیع علوم بے تکلف تحصیل روے نماید۔

این نفس پاک ایشان اثر آورد و در تحصیل علوم یک سرعتے و عبورے دست داد کہ مشاطے زبان و مکان کہ می گویند باشند۔

از مختصرات نحو مثل کافیہ ولب وارشاد شاید کہ در بعضے اوقات یک یک جزو بلکہ بیشتر بے
می نمودم۔ بلکہ بسبب حرص وشوقے کہ بر اتمام تحصیل وفراغ داشتم چنان بودم کہ اگر جزوے
ازین مختصرات مصحح ومحشی بدست مے افتاد۔ بگذرانیدن آن پیش استادمی پرداختم
وبے مجالے از مطالعہ کہ دران اوان بنظر حواشی دست میداد۔ اکتفا کردہ بجزو دیگرے مے انداختم
واگر مبحثے آسان پیش آمدے۔ یادر کتاب سابق آن حکایت ومضمون معلوم شدہ بودے
طبیعت کفایت پیشہ بفکر واندیشہ آن دست تفر سودے۔ خدا داند کہ دران زمان
چہ میدیدم وچہ مے فہمیدم۔ ولیکن نظر بر ہر متن وحاشیہ کہ مے گماشتم۔ تحت اللفظے از سواد
آن بہرہ میداشتم۔ وہر کتاب کہ در نظر آمدے وجزوے ازوے در وقت پیدا شدے
خواہ از کتاب سابق یا لاحق۔ از اول تا آخر عبور بران از واجبات وقت حال بود۔
مقید نبودم۔ کہ شروع از اول کتاب باید نمود واختتام بآخر آن باید کرد۔ مطمح نظر تحصیل علم
بود۔ ہر نوع کہ باشد۔

دوازدہ یا سیزدہ سالہ بودم کہ شرح شمسیہ وشرح عقائد میخواندم۔ و پانزدہ یا شانزدہ سالگی
مختصر ومطول راگذراندم۔ وبیشتر یا پیشتر یک سال از عددے کہ ظرفا در شمار عمر از ذکر آن
ملاحظہ کنند۔ (یعنی جو اندازہ عمر کے واسطے تکمیل علم قرار دیا گیا ہے (یعنی وہ عدد اٹھارہ
سال ہے کہ مٹھا برس مشہور ہے) از علوم عقلی ونقلی انچہ در افادہ واستفادہ از صورت ومادہ
کافی ووافی باشد تمام کردم۔

ذکر حفظ قرآن مجید

والحمد للہ کہ بعد ازان بحفظ قرآن مجید موفق شدم ودر کنف حفظ در آمدم۔ ودر مدت یکسال
وچیزے۔ این نعمت را کہ در صد سال شکر حرفے ازان ادا نتوانم کرد بدست آوردم۔
وبالجملہ بہمین قیاس کہ برخواندم۔ بر سائر کتب عبورے کردم وعشورے نمودم۔

غیر آنکه - مدت هفت هشت سال بلکه زیاده - بعد از رسیدن بکتب عربیت و منطق و کلام
وحصول نوعے از قوت اکمال واتمام - ملازمت درس از بعضے دانشمندان ما وراء النهر
بطور رسے نموده شد - که بر تمامی شب و روز شاید که دو سه ساعت از مطالعه و تعقل و اشتغال
فرصتے دست نمیداده باشد - وچون بجد و توجه باطن اُستادان در اثنائے درس بحثها
وسخنان مفید از طبع فاطر این حقیر میزائید - اکثر این عزیزان می گفتند - که ما از تو مستفیدیم -
وما را بر تو منتے نیست - (یعنی ہمارا احسان تجھپر نہین ہے) خدا داند که آن چه شوق بود
وچه طلب - اگر آن قدر شوق و ذوق در طلب مولٰی و ریاضت باطن می بود - تا کار بجای کشید

ذکر محنت بہ تحصیل علوم

از ابتدائے ایام طفولیت نمیدانم که بازی چیست - وخواب کدام - ومصاحبت کیست
وآرام چه - وآسایش کو - وسیر کجا - وشب خواب چه - وسکون کدام ست - هرگز در شوق
کسب و کار طعام بوقت نخورده وخواب در محل نبرده -

هر روز با وجود غلبهٔ برودت هوائے زمستان - وشدت حرارت تابستان - دوبار بمدرسه
دهلی که شاید از منزل ما بعد دو میل داشته باشد میل میکردم - درمیان روز ادنی وقفه
در غریب خانه بسبب تناول چند لقمه که بسبب عادی قوام حرکت ارادی است -
واقع میشد - ومدتے پیشتر از وقت صبح بمدرسه میرسیدم - ودر سایهٔ چراغ جزمی کشیدم -
غریب تر آنکه - با وجود احاطهٔ اوقات وشمول ساعات بمطالعه وتذکار وبحث وتکرار -
هر چه از کتب خوانده میشد - بلکه ورائے آن از شروح وحواشی بنظر می آمد - تقیید آن بکتابت
مقید کرنا ۱۲
از ضروریات وقت می دانستم -

اکثرے از شب - وپارهٔ از روز بمطالعه میگذشت - وپارهٔ از شب واکثرے از روز
بکتابت میرفت - دائم پدر ومادر من در پے آن بودند - که یکدم با کودکان محله بازی کنم -

یا شب بوقت متعارف پا دراز کشم - و من می گفتم که آخر غرض از بازی خاطر خوش کردنست
و مرا خاطر ہمین خوش است - که چیزے بخوانم - یا مشقے کنم -

برعکس آنکه - پدران و مادران - اطفال را برخواندن و بمکتب رفتن زجر کنند و عتاب نمایند
مرا در جانب دیگر بمبالغه خطاب میکردند -

گاہے در اثنائے مطالعه که وقت از نیم شب درمیگذشت - والدم قدس سره مرا فریاد
میزد که بابا چه می کنی - من فی الحال دراز می شدم تا دروغ واقع نشود - و می گفتم که خفته ام چه میفرمایند
باز بر می نشستم و مشغول میشدم - و چندبار در دستار و موے سر آتش چراغ درگرفته باشد -
و مرا تا رسیدن حرارت آن به جمجمهٔ دماغ خبر نه -

چه دود ہای چراغی که در دماغ نرفت	کدام بادهٔ محنت که در ایاغ نرفت	کدام خواب و چه آسایش و کجا آرام
چه خار خار که در بستر فراغ نرفت	بجیب ترم ز دل خود که عمر رفت و لے	ز کنج غمکده ہرگز به صحن باغ نرفت

و باوجود شوق و شغف تحصیل و تکرار علم - در کثرت صلوٰۃ و اوراد و شب خیزی و مناجات ہم
در اوان طفولیت بمقتضائے جبلت صوری - جد و اجتهاد بوجود مے آمد - چنانچه مردم حیران
آن مے بودند - و ہنوز ذوق آن اسحار و اوقات در کام وقت پیدا ہست - تا الآن که بتفضل
نامتناہی الٰہی و ما توفیقی الا بالله - جزائے وافر و قسطے کامل حاصل وقت شده است -
زیاده ترا زان محنت و ریاضت می کشم - و مشغولی تعلیم و افاده معاذ الله - بلکه تعلم و استفاده
بسر می برم - در زاویهٔ غربت افتاده - و دل بامیدواری نهاده - با ہیچکس از نیک و بد کارے
و از ہیچ آفریده بر دل غبارے نه - و از مصاحبت این و آن فارغ بالم - بلکه از ذکر زید و عمرو
که در تراکیب نحو مذکور شود - نیز در ملالم - گویا که این مقطع غزل مطلع معرفت احوال من است -

حتی کجا و صحبت کس کز خیال دوست	دارد بخود چو مردم دیوانه عالمے -

از بد و فطرت بحکم وصیت پدر که می گفت ہان تا ملّاے خشک و ناہموار نباشی - ہمواره
از عشق و محبت دمے میزنم - و در طریق غربت و دردمندی قدمے مے نهم -

دل ہم دل دردناک داریم۔	بیدرد نئیم ہرگز از عشق

بعد از حصول راحت۔ و زوال وسواس (کہ لازم حال حرمان و یاس ہست) دست از ہمہ کار شستہ و چشم از اغیار بستہ بر در دل نشستم تا چہ پیش آید و کدام در بکشاید۔ ناگاہ بحکم۔ مَا خَابَ[۱] مَنْ اَنَابَ اِلَی اللّٰہِ وَقَدْ نَجِیَ[۲] مَنِ الْتَجَأَ اِلَیْہِ۔

تذکرہ رفتن حج

چارہ گر بیچارگان۔ و راہ نمائے آوارگان۔ مرا بجانب خود طلبید۔ و من بیجان و مان را سلسلۂ شوق در گردن افگندہ بسوے خانۂ خود کشید۔ و منِ نامراد را بمنزل مراد رسانید یعنی بدرگاہ حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم جاے داد۔ و از حریم مرحمت و عنایت محروم باز نفرستاد شعر ذیل و اپسی کے تاسف مین آپ نے فرمایا ہے۔ شعر

يَرْجِعُ[۴] الْجَارُ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمٍ	حَاشَاهُ[۳] اَنْ يُحْرَمَ الرَّاجِيْ مَكَانَهُ

انچہ من فقیر حقیر از اکرام و انعام حضرت بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم بشارت یافتم۔ اشارت نتوانم کرد۔ امید وارم کہ ظہور آثار و انوار متکفل ابراز و متضمن اظہار آن گرد ان شاء اللہ تعالے۔

بیان مولف

یہانتک جو لکہا گیا۔ اخبار الاخیار سے انتخاب کر کے تحریر کیا گیا۔ آیندہ اس سے جو لکہا جاتا ہے وہ دیگر تصانیف حضرت شیخ علیہ الرحمہ و نیز معلومات دیگر سے معرض بیان مین آتا ہے۔ اور کسی موقع پر اس کتاب سے بہی کچہ لکہا جاویگا۔

لہ نہین نقصان پایا اوس شخص نے جسنے رجوع کی طرف اللہ کے ۱۲ سلہ اور تحقیق نجات پائی اوس شخص نے جسنے التجا کی طرف اوسکے ۱۲
سلہ کیا شان پاک کہ احرام باندہتا ہے امیدوار ہوکر اوسکے مکان کا ۱۲ سلہ اولٹا ہی پہرتا ہے اوس سے بغیر احرام کے ۱۲

رجوع باصل ذکر

اخبار الاخیار سے یہ نہین پایا جاتا کہ آپ کب مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے - اور کتنے عرصہ تک وہان مقیم رہے - اور حالت قیام مین مشغولیت خاطر شریف کس امر مین ہی - اور کب وہان سے واپسی ہوئی - لہذا اس روئداد کو حیز تسطیر مین لاتا ہون -

وہ یہ کہ

کتاب زاد المتقین مین آپ تحریر فرماتے ہین - کہ در سنہ ۹۹۶ سنہ ست وتسعین وتسع مائتہ - جاذبہ از غیب در رسید و وحشت در دل پدید آمد - چارہ نماند - جز دیوانگی کردن و زاد ہمت بخیال سفر بربستن وغیرہ وغیـــــرہ -

وبعد عزیمت سفر راہے نہ نمود - جز بدرگاہ عالم پناہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسعادت قدوم بلد اللہ الحرام وتشرف بزیارت عالی مقام ومشاہدۂ جمال کعبۂ امانی وآمال وادائے مناسک حج - الخ

اور کتاب اخبار الاخیار مین لکھتے ہین - کہ محرر سطور در وقتیکہ بقصد زیارت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہ احمد آباد گجرات رسید - از متاخرین مشائخ آن دیار کہ شیخ وجیہ الدین جامع کمالات وبرکات ومسن ومعمر ومرتاض مشغول بتدریس علوم وتصنیف کتب وترتیب وارشاد طالبان بود - بملاقات وے مستسعد شد - (سعادت جوینده ۱۲۰) وببعضے اذکار واشغال بسلسلۂ عالیۂ قادریہ مشرف گردید -

تو اس روسے نہضت فرما ہونا آپکا دہلی سے سنہ ۹۹۶ھ مین (یعنی پانچ سال بعد اپنے والد ماجد کی وفات سے) بعہد جلال الدین اکبر بادشاہ (کہ جب عمر شریف اڑتیس ۳۸ سال ہوگئی تھی) احمد آباد گجرات (یعنی ملک مفتوحہ اپنے حضرت آقا محمد جد اعلے مین) ہوکر تشریف لیجانا مکہ معظمہ کو مسلم الثبوت ہے -

اور رسالہ صلوۃ الاسرار مین لکھا ہے۔ کہ ہمارے جہاز پر ایک درویش قادری سوار تھا صبحدم جب لنگر جہاز کا اٹھایا جاتا تھا۔ اور روانگی ہوتی تھی۔ وہ درویش ایک طرف جہاز کے بیٹھا ہوا پکارا کرتا تھا۔ یَا جِیلَانِی شَیْئًا لِلّٰہ۔ یَا گِیلَانِی شَیْئًا لِلّٰہ۔ یَا عَبْدَ الْقَادِرِ شَیْئًا لِلّٰہ۔ اور یہ کہنا اوسکا اچھا معلوم ہوا کرتا تھا۔ مگر یہ تحریر نفرمایا کہ کس بندر سے جہاز پر سوار ہوے۔ لیکن اس قیاس سے۔

(کہ اون ایام مین سواے بندر سورت کے اور کوئی بندر چلتا ہوا نہین تھا) چنانچہ جہانگیر بادشاہ وشاہجہان کے وقت مین مسٹر طامس رو سفیر انگلستان و ڈاکٹر برنیر فرانسیسی اسی بندر سے ہندوستان مین آئے تھے (کہ کتب تاریخ مین درج ہے) تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ آپ اسی بندر سے راہی سفر بحری ہوے۔

جیسا کہ تاریخ اور ماہ روانگی حضرت کا دہلی سے پایا نہین گیا۔ ویسا ہی پہونچنا مکہ معظمہ کا معلوم نہین ہوا۔ مگر از روے زاد المتقین اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ آپ ماہ رمضان سے اتنی مدت پیشتر پہونچے کہ صحیح مسلم۔ وصحیح بخاری اوس بلاد شریفہ کے علماے محدثین سے حاصل فرما چکے تھے۔

اور ماہ رمضان سے رجوع بحضور جناب عبد الوہاب متقی قطب مکہ مکرمہ لائے۔ اور انہین کے ساتھ سنت اعتکاف عشرۂ اخیرۂ رمضان ادا کی۔ تب سے تا قیام مکہ معظمہ بلکہ تا واپسی وطن بغرض حصول ہر نعمت ظاہری و باطنی انکی ہی خدمت مین رہے۔ اور آغاز علم ظاہری کا انکے حضور مین مشکوۃ شریف سے ہوا۔

مناسک حج ۹۹۶ھ ہجری بھی انہین کے ساتھ ادا کیے گئے۔ اور موقف عرفات مین حاضری رہی۔ اور ببرکت انہین کے بمقام مزدلفہ حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کے جمال سے بھی مشرف ہوے۔

بعد حج و مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہین کی اجازت مورخہ ۲۳ ماہ ربیع الثانی

۹۹۷ سنہ ہجری سے (یعنی بعد قیام دس ماہ کے روانہ مدینہ منورہ ہوے) اور وہان پہونچکر زیارت و معانقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوے۔ کہ جسکی کیفیت تامہ معائنہ زاد المتقین سے معلوم ہوسکتی ہے۔ اور مین بہی آگے اس سے ایک موقع مستلزمہ پر ظاہر کرونگا۔

یہان آپ تا آخر ماہ رجب ۹۹۸ سنہ ہجری قیام پذیر رہے۔ یعنی ایام حج ۹۹۷ سنہ ھ اسی مقام گذر گئے۔ ۱۷ یا ۱۸ ماہ رجب ۹۹۸ سنہ ہجری کو شب پنجشنبہ پہر زیارت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوبارہ ہوئی۔ اور چند روز ہی بعد یعنی ۳ بارہ بعد ہوجانے رجبی کے جو شب ۲۷ ماہ رجب کو عرس حضرت سید الشہدا امیر حمزہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ یہان آپ لکھتے ہین۔ کہ لیلۃ المعراج بقول مختار نیز ہین (یعنی بعد قیام پندرہ ماہ کے) آپ روانہ مکہ معظمہ ہوے۔ اور وہان پہونچکر بحضور جناب ممدوح اتمام مشکوۃ شریف کا کیا۔ اور پہر جس جس کتاب کے مطالعہ کے واسطے اونہون نے فرمایا ویسا ہی عمل مین لایا گیا۔ بعدہ اونہون نے فرمایا کہ الحمد للہ نسبتی باین علم شریف بوجہ اتم حاصل شدہ است۔ و این مقدار شدہ است۔ کہ از عہدہ خدمت این علم توانید آمد اکنون چند روز بکار دیگر ہم بپردازید۔ واندکے لذت خلوت و ذکر اللہ نیز دریابید۔ پس این فقیر را آداب۔ و اوضاع ذکر۔ و تقلیل طعام۔ و آداب خلوت فرمودہ۔ درخلوت خاص خود کہ در حرم شریف متصل باب جیاد و مقابل ما بین حجر اسود و رکن یمانی است بنشاندند۔ الخ

بہر جمعہ حسب عادت در حرم شریف آمدہ۔ فقیر را نیز دران خلوت مشرف می ساختند و پرسش احوال میکردند۔ و میفرمودند۔ کہ الحمد للہ ظہور احوال موافق مقصود است۔

فائدہ خلوت مراد اوس مکان سے ہے۔ کہ پچھلے دالان ہاے حرم شریف مین واسطے نشست و ذکر و شغل ایسے ہی بزرگوارون کے بنے ہوے ہین۔ کہ اونکو وہان

خلوت۔ اور یہاں حجرہ کہتے ہیں۔ اور وہ باجازت خاص شریف مکہ کسی کو ملتے ہیں۔
بعد از اتمام این خلوت بر نسخہ از صحیح مسلم کہ قرآت آن پیش ازین ارادہ کردہ شدہ بو
گذرانیدہ آمد۔ فرمودند۔ اکنون عزیمت ہندوستان بکنید۔ وبخانۂ خود بروید۔ کہ والدہ
وفرزندان شما بسیار پریشان حال وبجانب شما نگران خواہند بود۔
عرض کردہ شد۔ کہ فقیر را نیت اقامت این مقامات شریفہ بسیار است۔ وبعد ازان
نیت سیر بغداد وزیارت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ ہست۔
فرمودند۔ شما را بعد ازین گنجایش ندارد۔ کہ این جا باشید یا جاے دیگر روید۔ اِلا
بوطن اصلی خود۔
حق شرع بر ہمہ مقدم است۔ وحضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ با شما اند۔ ہر جا کہ باشید
محبت و اعتقاد و توجہ بایشان درست دارید۔ وقصد اتباع ایشان بکنید۔ وبر فرمودۂ
ایشان روید۔ ایشان ہرگز راضی نیستند۔ کہ ایذاے والدہ وزوجہ وفرزندان صغیر
بکنید۔ وشما خود می گفتند۔ کہ والدۂ من مرا رضاے حرمین دادہ۔ وگفتہ است کہ جاے ثالث
نروی۔ پس چون می توانید رفت۔
عرض کردم۔ کہ فقیر نیت کردہ است۔ کہ از ہمان راہ ببغداد رسیدہ۔ بہندوستان رود۔
چہ این راہ وچہ آن راہ پس گویا جاے ثالث نرفتہ۔
فرمودند۔ این چنین اگر کنید درست است۔ اما میتوانید۔ کہ در بغداد یک ماہ یا چہل روز
باشید۔ بعدہ از انجا بر آئید۔ نمیتوانید۔ این نسبت کہ شما بجناب ایشان دارید۔ بر آمدن شما
از انجا مشکل است نمیتوانید۔ از انجا بر آمد۔ سفر ممتد میشود۔ جماعۂ شما در انتظار ہلاک میشوند
وایذا می کشند۔
عرض کردم کہ توجہ فرمایند۔ کہ ہر چہ خیریت بندہ است پیش آید۔
فرمودند۔ انشاء اللہ تعالےٰ خیریت است۔ استخارہ بکنید۔ اکنون در ظاہر خود خیریت

منحصر است - در آنکه بخانه خود رو ید -

روزے دیگر بخدمت ایشان عرض کرده شد - که شیخ عبد الله بلیانی بزرگیست از ارباب احوال سنیه در نفحات ذکر مناقب ایشان کرده است - وے فرموده است - که شرط طالب این راه آنست که بداند - که هیچ حقے از حقوق بالاتر از حق باری تعالی نیست - و پیشتر از تحصیل معرفت وے سبحانه تعالی هیچکس را بر وے حقی نیست - خواه مادر و پدر باشد - یا زوجه و فرزندان ترک همه باید گفت - و طالب معرفت موے باید بود - و تکمیل نفس باید کرد - اندکی متوقف ماندند و فرمودند همچنین خود نیست - که ایشان گفته اند حقوق شرع همه حقوق الله اند - و رعایت آن مورث معرفت حق تعالی و موجب قرب رضای وے تعالی است - اگر از طلب حق و دین اسلام مانع آیند آن دیگر است - عرض کرده شد - دیگر همین بزرگ گفته است - که طلب رزق و کسب معیشت نباید کرد - زیرا که حق سبحانه تعالے گفته است -

نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ -

فرمودند این مسئله مختلف فیه است تفصیلی دارد مطلق نیست - به شیب و تجرد هر دو طریق قرب و وصول است - دیگر گاه گاہے در اوقات از مقوله سفر بغداد بخدمت ایشان سخنی کرده میشد - هر بار که مذکور ساخته میشد - تغافل می زدند - و خاموش می ماندند یا میفرمودند خیر باشد ببینید تا چه شود -

و از غرائب تصرفات ایشان که درین باب مشاهده کرده میشد - آن بود که چون این فقیر بمنزل خود می آمد - و تنها می بود - بخود قرار میداد - که بهندوستان نرود و مطلق این عزیمت فسخ می نمود - باز چون در خدمت ایشان رفته میشد - تا استشاره و استخاره درین باب نماید اصلا مجال آن نمی شد - که ازین مقوله حرف تواند زد - یا آن را تصور تواند کرد همین معقول میشد - که میباید رفت - و اصلا زهره آن نبود که برخلاف آن دم زند - تا آنکه دیگر موسم حج در آمد یعنی جب وقت حج ۹۹۸ھ ہجری آیا تو حج ادا کیا گیا - اور بعد حج مکہ معظمہ میں واپس آئے

تو بشب ۱۲ ذی الحجہ سنہ مذکورہ بار دیگر بسعادت مشاہدہ جمال حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطرز عجیب و غریب مشرف ہوئے۔ کہ کیفیت حال اس مشاہدہ کی آپنے پانچ صفحہ پر زاد المتقین میں لکھی ہے۔ کہ جسکا انتخاب بکمال اختصار ذیل میں ہند اس سے زیر عبارت زیارت اول کے تحریر میں لاؤنگا انشاء اللہ تعالے اور پھر اسی شب میں زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام سے شرفیاب ہوئے۔ یعنی بعد حج اول آپ زیارت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے بمقام مزدلفہ (کہ جہان بعد حج میدان عرفات سے تین کوس چلکر شب باش ہوتے ہین) سعادت یاب ہوئے تھے۔ اور اس دفعہ بعد حج ثانی زیارت جناب حضرت امام حسین علیہ السلام سی بمقام مکہ معظمہ بمحلہ سوق اللیل قریب مکان مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستفید ہوئے۔

اب پھر بسر اصل ذکر آتا ہون

بعد حج پھر آپ نے حضرت عبد الوہاب متقی سے عرض کیا۔

فقیر میخواہد کہ ہمراہ قافلہ بغداد برود۔ آن روز صریح منع کردند۔ و گفتند ما راضی نیستیم۔ کہ شما جائے بروید۔ مگر بوطن مالوف کہ عزیمت سفر سست شد۔ زیرا کہ باوجود صریح بے رضائے ایشان اقدام بر فعلے گنجائش نداشت۔

بعد از رسیدن موسم رجبیہ در سال دوم (یعنی ۹۹۸ھ) از خدمت ایشان استیذان عزیمت مدینہ مطہرہ نمودہ شد۔ و مکنون ضمیر این حقیر آن بود۔ این بار کہ بمدینہ منورہ بروم ہمانجا باشم۔ و اگر نصیب باشد برائے حج بیائیم و الاخیر ہم از انجا عزیمت بغداد نمودہ بزیارت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سفر کنیم۔ این معنی در باطن مصمم و مجزوم بود۔ و بخدمت شیخ اظہار کردہ نمی شد۔ ناگاہ در خاطر ترددے در عزیمت این سفر افتاد۔ و چنان محسوس شد کہ چیزے مثل کلوخ از بالا در دل از غیب افتاد۔ و قلقی و اضطرابی بباطن

راہ یافت۔ وتا وقت صبح حال بہمین منوال گذشت۔ بعد ازان بخدمت ایشان رفتہ عرضہ کردہ شد۔ کہ فقیر را در ضمن عزیمت آن سو مدینہ این معنی مکنون خاطر بود۔ کہ از شما پوشیدہ میداشتم۔ امروز وقت سحر یکایک تردد بخاطر راہ یافت۔ تا حقیقت حال چیست۔ این سخن گفتہ شد۔ بسیار خوشحال شدند۔ فرمودند بسیار خوب شد رضاے ماہم درین است وخیریت شما نیز انشاء اللہ درین باشد۔

عرض کردہ شد۔ پس اگر عزیمت این سفر انفساخ یابد۔ ویکسال دیگر ہمدرین مقام شریف در ملازمت شما گذرانیدہ شود۔ سعادت است۔ بعد از یکسال برخصت عالی متوجہ وطن مالوف شدہ آید۔ زیرا کہ این فقیر در صحبت شما ہر روز فائدہ جدید در خود مے یابد۔ وآن فائدہ محسوس ومعلوم من میشود۔ خدمت شما غنیمت است۔

فرمودند۔ اکنون فائدہ شما درین است۔ کہ بوطن خود بروید۔ واہل حقوق را بملاقات خود مسرور سازید۔ این نیز عبادت است۔ وامتثال امر است۔ وفرمودند انچہ مقتضاے استعداد فطری شما بود۔ ازین مقامات ودیگر انچہ از صحبت ما بالفعل حاصل کردہ آید نتیجۂ آن بظہور خواہد رسید۔ آخر آن گل خواہد گرد۔ وبر خواہد داد۔ ہر چہ نصیب شما بود رسید۔ ودیگر انچہ نصیب است نیز خواہد شد۔ اکنون فائدہ شما[۱۲] درین است۔ کہ بوطن خود بروید۔ وشکر کنید کہ حق تعالے شما را باین مقامات شریف مشرف ساخت۔ وسالماً وغانماً بوطن باز گردانید۔ این مقدار کہ بتوفیق الٰہی میسر شدہ است بسیار است۔

پس در آخر شہر شعبان ۹۹۹ھ بسوے طائف حجاز براے زیارت سیدی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رخصت گرفت۔ ودر وقت رجوع از میقات قرن احرام بستہ غرۂ ماہ رمضان بمکہ معظمہ رسید۔

بعد تشریف آوری طائف شریف سے جوجوار شادپیگاہ حضرت عبد الوہاب متقی قطب مکہ معظمہ سے تا آخر ماہ رمضان المبارک صدور پاے۔ اور اونکی تعمیل آپکی طرف سے

ہوئی۔ یا جن جن امورات خاص مین اسناد اور اجازت عطا ہوئین۔ یا ہدایات فرمائی گئین۔ (کہ جو بچند اوراق ہین) اونکا تفصیلاً معلوم ہونا منحصر بملاحظہ کتاب زاد المتقین ہے۔ مگر بروقت مرخص ہونے آپکے جو کچہ اونھون سنے فرمایا اور عطا کیا اوسکی بابت آپ یہ لکھتے ہین۔

تا ماہ شوال شد۔ و موسم کشتی رسید۔ و روا روسفر ہندوستان پیش آمد۔ حیرتے در وقت پیش آمد۔ گویا کہ این ہمہ خواب و خیالے بود۔ کہ گذشت وچنان نمود۔ کہ گویا یک روز اینجا اقامت نہ نمودہ بود۔

و در وقت وداع پیراہن خاصہ عنایت کردند۔ و فرمودند این خرقہ حضرت شیخ عبد القادر ست و دیگر مشائخ نیز بایشان میرسند۔

و فرمودند کہ بیکار نباشید۔ و ازینجانب امداد انوار انشاء اللہ متوالی خواہد بود۔

و فقیر در جدہ بود کہ خریطہ متقیہ کہ آنرا سالہا خود استعمال کردہ بودند۔ فرستادند و السلام والحمد للہ علی اتمام النعمۃ ونعمۃ الاتمام۔

واضح ہو۔ کہ فہرس التوالیف مین حضرت شیخ الاجل علیہ الرحمۃ نے مجمل احوال اپنا ابتداے عمر سے تا واپسی از مکہ معظمہ مفصل لکھا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے اور اوسکا اظہار اسی جگہ پر ہونا مناسب ہے۔ چنانچہ بجنسہ اوسکو لکھتا ہون۔

نقل عبارت موصوفہ

بدانکہ چون صانع پروردگار از اول فطرت این غریب خاکسار را بہ نشاء خاص مخصوص گردانیدہ بود۔ ہم در عنفوان جوانی کہ اوان نشو و نما و کامرانی است۔ اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کردہ و تکمیل نمودہ و بعد از تحصیل و استفادہ بدرس و افادہ مشغول شد و ہم درین ایام بتوفیق و تائید الٰہی بحفظ قرآن مجید مشغوف ماندہ۔ و بجاذبہ غیبی ترک یار و دیار و مفارقت

کتاب پر ان الفاظ سے درج فرمایا ہے۔

قال بعض اصحابنا فی تاریخ ہذا الکتاب ؎

طیب اللہ حقی انفاسک	زاد ک اللہ قوۃ و غنیٰ	تا مرا تاریخ این کتاب عزیز	گر کنی (ذکر الاولیاء) حسن

مگر پھر اسکو تین دفعہ تین طرح پر ترقیم و ترتیب فرمایا۔ جیساکہ آپ رسالہ فہرس التوالیف مین ۹۹۹ لکھتے ہین۔

(و منہا اخبار الاخیار احوال الابرار در ذکر مشایخ و علماء و صلحاے این دیار) نسخۂ اول بقدر پانزدہ ۱۵۰۰۰ ہزار بیت۔ و متوسط دوازدہ ۱۲۰۰۰ ہزار بیت۔ و منتخب آخر کہ قرار یافتہ نہ ہزار ۹۰۰۰ و کسرے زائد۔ و ثبت درین مجموعہ نسخۂ متوسط است۔ و این اول تصنیفے است۔ کہ رقم زدۂ کلک این مسکین شدہ است۔ برقرار داشتہ شدہ۔ الخ

یعنی اول جو یہ کتاب آپ نے لکھی تخمیناً پندرہ ہزار بیت کی تھی۔ اوس مین سے انتخاب بارہ ہزار بیت کا کر کے دوسری کتاب مرتب کی۔ پھر اوسمین بھی نو ہزار کسرے زائد انتخاب فرما کر تیسری کتاب ترتیب فرمائی۔ اور نسخۂ دوم کو بنام متوسط قرار دیا۔ اور اوسی کو برقرار رکھا۔ کہ جواب شایع ہے۔

پس اب یہ معلوم ہونا چاہئے۔ کہ یہ تینون ترتیب کب کب عمل مین آئین۔ سو وہ یہ ہے کہ صفحہ نمبر ۱۸۵ جو بذیل ذکر حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی مرید شیخ مینا کے ذکر شیخ اللہ دیا خیر آبادی انکے مرید کا ہے۔ کہ جو نسخۂ اول سے منتخب ہو کر اسمین تحریر ہوا ہے۔ اوسمین مندرج ہے۔ کہ (ہمدرین سال نہ صد و نود و سہ ۹۹۳ است وفات یافت) تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ نسخۂ اول ۹۹۳ھ مین تصنیف ہوا۔ یعنی سفر حج سے (کہ جو ۹۹۶ھ مین ہوا) تین برس پہلے۔ نسخۂ دوم ملقب متوسط کہ جو منتخب نسخۂ اول کا ہے اوسکو حضرت نے ماقبل یا مابعد حج کے ۹۹۷ یا ۹۹۸ھ مین بمقام مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ یا جہاز مین ہنگام واپسی باضافۂ ذکر حضرت شیخ وجیہ الدین احمد آبادی مندرجہ صفحہ نمبر ۱۵۷ (کہ جبسے آپ بحالت

جانے مکہ معظمہ کے سنہ ۹۹۶ھ مین ملے تھے) مرتب فرمایا۔ اور بعد واپسی مکہ معظمہ سے
سنہ ۹۹۹ھ مین بمقام دہلی خاتمہ کتاب پر احوال جانے اور آنے مکہ معظمہ و دیگر کوائف متعلقہ کا
از صفحہ نمبر ۲۹۸ تا صفحہ نمبر ۳۰۶ یعنی نو صفحہ پر تحریر فرما کر تمام کیا۔

اور نسخہ سوم جو نسخہ دوم سے منتخب کیا گیا۔ اوسکا سنہ ترتیب کہین لکھی ایما تحریر سے
حضرت کے پایا نہین جاتا۔ مگر بہر حال ترتیب اوسکی بعد سنہ ۹۹۹ھ کہی ہوئی ہوگی۔
درین صورت واضح ہے۔ کہ دوران اس سفر خیر اثر آمد و رفت و قیام حضرت کا اندر
چار سال کے ہے اس تفصیل سے۔

قیام بہ مکہ معظمہ بدفعہ اول	سفر آمد و رفت مدینہ منورہ	قیام بمقام مدینہ منورہ	قیام مکہ معظمہ بدفعہ ثانی
تخمیناً دس ماہ	تخمیناً ایک ماہ	تخمیناً پندرہ ماہ	تخمیناً چودہ ماہ

سفر خشکی و تری آمد و رفت ہندوستان
تخمیناً آٹھہ ماہ

اور قیام حضرت کا بہر دو دفعہ بمقام مکہ معظمہ تا مدت دو سال خود مندرجہ ذیل تحریرات
حضرت سے ثابت ہے۔

اول یہ کہ بزمانہ روانگی واپسی اپنی کی نسبت حضرت عبدالوہاب متقی رضی اللہ عنہ آپنے
لکھا ہے (کہ درین مدت دو سال ہرگز ایشان را در طواف نیافتہ بود)

سوم یہ کہ دیباچہ زاد المتقین مین آپ لکھتے ہین کہ تا مدت دو سال و کسرے بحالت
قیام مکہ معظمہ انچہ دیدم یا شنیدم ضبط کردم۔

ذکر مریدی حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ

تحریرات حضرت علیہ الرحمۃ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اتفاق دست بیع ہونیکا
بزرگان وقت سے چار مرتبہ ہوا۔

اول	بزمانۂ طفولیت آپ مرید والد بزرگوار خود (یعنی حضرت شیخ سیف الدین) طریقۂ قادریہ مین تھے۔ چنانچہ رسالۂ وصیت مین آپنے لکھا ہے (کہ والدم را بمن حق پدری و استادی و دوستی و پیری جمع است۔ جزاہُ اللہُ خیراً۔
دوم	بعمر اٹھائیس سالہ سید موسےٰ اولاد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے (کہ جنکا مزار معروف بہ سید موسےٰ پاک شہید بمقام اوچہ نواح ملتان ہے جیسا آپ اسی رسالہ مین لکھتے ہین) کہ با مرید پر مرید حضرت سیدی سندی کلیم الٰہی الشیخ موسےٰ گیلانی ام۔ وے درین سلسلۂ علیۂ عالیہ (یعنی سلسلۂ قادریہ) مطالع انوار و مہبط اسرار تجلی بود۔ وجمال صورت و معنی داشت۔ و درین صفت (یعنی خوش جمالی) وارث امام مجتبےٰ حسن بن علی علیہ السلام بود۔ غایت محبت بمن داشت۔ و مرا بفرزندی قبول کرد۔ و تلقین نمود۔ و خلافت داد۔ و در بعضے معاملات باسم سیادت مشرف گردانید۔ جزاہُ اللہُ خیراً۔ یہ ذکر حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار مین بکمال توضیح چند صفحات پر درج فرمایا ہے۔ اور ہاتھ اپنا اونکے ہاتھ مین دینا یکم شوال ۹۸۵ھ کو بمقام دہلی لکھا ہے۔
سوم	حضرت عبد الوہاب متقی مکہ معظمہ سے (کہ جنکی نسبت آپ رسالۂ موصوفہ مین تحریر فرماتے ہین) کہ بعد شرفیابی از سید موسےٰ گیلانی بمکہ رفتم۔ و بخدمت شیخ ولی اجل اعز و اکرم قطب الوقت عبد الوہاب متقی رضی اللہ عنہ مشرف شدم۔ وے نیز مرا قبول کرد۔ و بمہمان عظیم داشت۔ و علم ظاہر و باطن تربیت فرمود۔ و وے در انتساب قادری۔ و در سلوک و ارشاد شاذلی و از سلسلۂ مدنیہ و چشتیہ کہ از راہ بالا بجناب ولایت مآب شیخ مودود چشتی میرسد نیز خلافت داشت مرا نیز بخلافت این سلاسل مشرف گردانید۔

یہ حال حضرت شیخ نے اخبار الاخیار مین بچند ورق و زاد المتقین مین بحپ جز و
لکھا ہے۔

فائدہ۔ ارشاد شاذلی کی شرح یہ ہے۔کہ سلسلۂ شریفہ قادریہ مین ایک بزرگ
سید حسنی شیخ ابو الحسن شاذلی تھے۔ رہنے والے قصبہ شاذل کے (جو مین کی
طرف یا دیار بکر کے قریب ہے) وہ حضرت مصر مین رہتے تھے۔ اونکے
حج کے جانے کا ایک ماجراے عجیب زاد المتقین مین بحسب بیان حضرت
عبد الوہاب متقی اسطرح پر لکھا ہے۔

کہ ایشان قریب موسم حج بایاران خود خبر دادند۔کہ درین سال انشاء اللہ تعالیٰ
وقوف بموقف عرفات مارا میسر است۔ زود باشید و تہیۂ اسباب سفر وا زار
کشتی بسازید عرض کردند۔کہ موسم کشتی بآخر رسید۔ و وقت سفر دریا نماندہ۔
و ایام حج قریب شد۔حالا چہ وقت سفر است۔ فرمودند ما خود را در آنجا دیدہ ایم
شک و تردد نکنید۔ از امتثال حکم ایشان چارہ نبود پس کشتی پیدا شد شکستہ
و بے ساز و بیسامان۔ فرمودند ہمین را بسازند بسم اللہ غم نیست چنانچہ
برہمین کشتی سوار شدند۔ و بدریا روان ساختند طوفانہا و موجہا کہ لازم غیر وقت
موسم است پیدا شد کہ در قیاس نیاید۔ ہم در اثناے این حال از حضرت رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم حزب کبیر را تلقین نمودند میگویند۔کہ کشتی بر بالاے موج
در جو سما میرفت و ایشان ہمین حزب را میخواندند۔پس در اندک مدت کہ موافق
معتاد نبود بموسم حج رسیدند صاحب کشتی از جنس نصاری بود۔ وے نیز
بمشاہدۂ این کرامت مسلمان شد و مرید شیخ گشت۔

ان بزرگوار نے کہ قادریہ طریقہ مین تھے۔ اپنے مریدون کو جو ایجادی اعمال
و اشغال بتاے۔ یا جس طرح ہوا ونکے مریدون اور اہل سلسلہ کو نظر اونکی نسبت کے

شاذلی کہتے ہین۔

جیسے چشتیہ حضرت نظام الدین اولیا کے سلسلہ والے نظامی ہین۔ جس طرح سب نظامی چشتی ہین۔ اور سب چشتی نظامی نہین ہین۔ اسیطرح سب شاذلی قادری ہین۔ مگر سب قادری شاذلی نہین ہین۔

ہمارے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قادری شاذلی ہین۔ آپ کو شاید سات واسطے درمیان ہوکر حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی سے حزب البحر کی اجازت ہے۔

مگر زاد المتقین سے واضح ہے کہ بارِ دوم اسکی اجازت آپکو حضرت شیخ عبد الوہاب متقی قطب مکہ معظمہ سے بھی ہوئی یعنی جبکہ آپ مکہ معظمہ سے عازم ہندوستان ہوتے تھے۔ اور حضرت ممدوح نے نعمت ہاے ظاہری و باطنی آپ کو عطا فرمائین۔ کہ جنکا ذکر آپکے بیان واپسی مین اوپر ہو چکا ہے۔ تو یہ بھی دریافت فرمایا کہ حزب البحر شما را از جاے سند ہست گفتم ہست ولیکن اگر در ملازمت شما سند کردہ شود سعادتے دیگر ہست کہ با جازت مقرون گردید۔ عرض کردم کہ بعضے مردم این حزب کبیر را حزب البر گویند چہ معنی دارد۔ فرمودند۔ ہر گاہ کہ آن حزب البحر شد۔ این حزب البر ہم شد۔ حزب البحر بدان جہت است۔ کہ ورود آن بر حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ در حالت رکوب بحر شد۔ عرض کردہ شد کہ این اشارات و رموز کہ در خواندن این حزب میکنند اصلے دارد فرمودند۔ داشتہ باشد۔ اینہا اسرار ہست۔ ولیکن شما ہمین حزب خالص را بخوانید۔ حاجت باین رموز و اشارات نیست۔ الخ

چہارم حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب دہلوی سے۔ چنانچہ اسی سالہ مین آپ لکھتے ہین چون بہندوستان آمدم (یعنی واپس از حرمین شریفین) صحبت افتاد۔

مرا با خواجہ محمد باقی نقشبندی۔ مدتے مشق نسبت خواجگان (یعنی حضرات نقشبندیہ) کردہ۔ طریقۂ ذکر۔ و مراقبہ۔ و رابطہ۔ و حضور۔ و یادداشت حاصل نمودہ۔
یہ پانچون اعمال سلسلۂ نقشبندیہ کے معمولات مین سے ہین۔ ذکر۔ و مراقبہ۔ مشہور ہے۔ رابطہ۔ تصور قلب بشیخ مرشد۔ و حضور ضد غیبت سے ہے۔
و یادداشت بہی اعمال قلبی مین سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
حضرت خواجہ باقی باللہ نے سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین وفات پائی۔ حضرت شیخ نے قطعۂ تاریخ لکہا ہے۔ کہ جسکا مصرع اول و آخر یاد ہے۔ دوسرا و تیسرا یاد نہین آتا آتا ہے۔ خدا کرے کہ کہین سے حضرت شیخ کا دیوان غزلیات و اشعار بہم پہونچے۔ تو وہ دونون مصرع معلوم ہون۔ اسواسطے یہ دونون مصرع اس انداز سے لکہے گئے ہین۔ کہ جب وہ میسر آوین تو اپنے اپنے مواقع پر لکہدیئے جاوین۔

قطعہ

خواجہ باقی مطلع شمس ہدایت روے او	
	گشت تاریخ وفاتش الصراط المستقیم ۱۰۱۲ھ

یہ چار مرتبہ تو مرید ہونا آپکا عالم ظاہری مین ہوا۔ اور پانچوین مرتبہ بعالم باطنی یعنی خواب مین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے ہے۔ کہ یہ ذکر حضرت شیخ نے حاشیہ پر کتاب زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار کے باین نمط رقم فرمایا ہے۔
کہ مجھے بحکم جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب غوث الاعظم رض نے حضور مین آنحضرت کے مرید کیا۔ اور بعد مرید ہوجانے کے آنحضرت صلعم نے بزبان فارسی مجکو بشارت دی۔ ان الفاظ مین کہ (بزرگ خواہی شد)
اور یہ زبدۃ الآثار حضرت شیخ کی ہی تصنیف ہے۔ کہ بہجۃ الاسرار سے آپ نے

انتخاب فرمایا ہے۔

اور کتاب بہجۃ الاسرار بزبانِ عربی مصنفہ شیخ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی کہ اونکے اور جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان فقط دو واسطہ ہین۔ یعنی اونہون نے جس صاحب سے روایت کی ہے۔ اونہون نے دوسری صاحب سے اور دوسرے صاحب نے جناب غوث پاک سے۔ تو اس صورت مین بہت قریب العہد حضرت سے ہین۔ یہ بڑے عالم اور قادری طریقت رہنے والے شنطوق نام مشہور کے تھے۔ اسلیے شیخ نور الدین شنطوقی لکھے جاتے ہین۔ علمِ قراءت مین بڑے مشہور استاد ملک مصر مین تھے۔ بمقام قاہرہ تخت گاہ ملکِ مصر مین ۶۴۴ھ مین پیدا ہوے تھے اور شنبہ کے دن ظہر کے وقت ۱۹ ذی الحجہ ۷۱۳ھ مین وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ (یہ سب حال خود حضرت شیخ نے زبدۃ الآثار مین رقم فرمایا ہے)

واضح ہو۔ کہ یہ کتاب بہجۃ الاسرار جناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے حالات وکرامات مین ہے۔ اور ہمارے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اوسکا انتخاب عربی مین کیا ہے۔ اور اوسکا نام زبدۃ الآثار رکھا ہے۔

اور بعدہ بفرمایش شاہزادہ داراشکوہ ولیعہد شاہجہان بادشاہ کے (کہ وہ قادری طریقت مین مرید تھے) حضرت شیخ نے اوس انتخابِ عربی کا ترجمہ فارسی مین فرمایا کہ یہ دونون منتخب وترجمہ سنہ ۱۳۰۴ھ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۶ء مین بمقام بمبئی چھپ گئی ہین اور بہی بماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۸ھ یعنی ماہ اگست سنہ ۱۹۰۰ء مین ایک کتاب فروش کی فہرست مطبوعہ مین دیکھا گیا۔ کہ زبدۃ الآثار کا اردو ترجمہ بہی ہوگیا ہے۔ بنام تحل الابصار اور چھپ بہی گیا ہے۔

ذکر اشغال حضرت علیہ الرحمہ بعد آنے کے حرمین الشریفین سے

بعد تشریف لانے وہان سے آپ ہمہ تن مصروف ومتوجہ باشاعت علوم وخصوص

علم حدیث شریف کے زیادہ تر ہوئے اور ایسی کتابین صحیح اور معتبر اس فن مین تصنیف
فرمائین کہ پہلے اس سے کبھی علماے متقدمین و متاخرین سے نہ ہو سکی تہین۔
اور تمام بلاد و امصار ہندوستان مین علم حدیث شریف کا شایع کر دیا۔ کہ جس سے ملقب
بہ محدث ہوئے۔ ورنہ پہلے اس سے ہند مین کوئی محدث نہین ہوا۔ اور جو محدث
ہوئے بعد مین آپ کے وہ سب مقلد اور پیرو آپ ہی کے ہوئے۔ لہذا آپ
امام المحدثین و مستند المحدثین ہین۔
اور ایسی ہی کتابین فاخرہ دیگر علوم مین تصنیف کین۔ کہ جنپر علماے زمانہ فخر کرتے ہین۔
اور اونکو اپنا دستور العمل جانتے ہین۔ اور علم باطنی سے بہی بہت لوگونکو مستفید فرمایا
پس اس صورت مین آپ جامع علوم ظاہری و باطنی مستند ہر اہل اسلام کے ہین۔
اگرچہ خاص علم فقہ مین مطابق روش فقہا کے حضرت نے کوئی کتاب نہین لکھی۔
مگر شرح مشکوۃ شریف مذکورۂ بالا کے ہر باب و فصل کے ذیل احادیث شریف مین
کوئی معاملہ فقہ کا حضرت نے مسائل لکھنے سے باقی نہین چہوڑا۔ اور شرح سفر السعادت
بہی مسائل سے بہری ہوئی ہے۔ اور فقہ بالحدیث کی کتاب فتح المنان فی تائید
مذہب النعمان بہی عربی مین اسی قسم کی ہے۔ کہ اسمین حضرت شیخ نے بہت بڑا کام
کیا ہے۔ کہ تمام معتبر حدیثین کتب احادیث کی طرح جمع کی ہین۔ اور پہر ہر باب کے
آخر مین تنبیہ کر کے محاکمہ کیا ہے۔ مثلاً وضو کے باب مین ایمہ اربعہ مین ان مسائل مین
اختلاف ہے۔ بعدہٗ لکہا ہے کہ اس امام کے ماخذ و منشا کے اختلاف مین
فلان حدیث ہے۔ اور اس امام کی فلان۔ غرض چارون امامونکا ماخذ بیان کیا ہے
اور آخر مین امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے ماخذ کی قوت کو دیگر ائمہ کے ماخذ پر
ترجیح ثابت کی ہے۔
مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین کہ جو فارسی مین مخلوط بعربی ہے۔ و تحصیل التعرف جو خاص

عربی ہے - انکے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جامع ہین فقہ اور تصوف کے
عمر جنکہ باون سال تک اسی ذوق وشوق اور تکمیل وتعمیل مین رہے - اور باعث یادگار
عالم تا یوم قیام ہوے -

اس موقع پر مضمون مندرجہ شاہجہان نامہ کے لکھدینے کا بھی عین موقع ہے -
واضح ہو - کہ شاہجہان نامہ کئی مصنفون نے علیحدہ علیحدہ لکھے ہین ایک منشی محمد امین
قزوینی نے بابت دہ سال ابتدائی یعنی سنہ ۱ جلوس تا ۱۰ - دوسرا ملا عبد الحمید لاہوری نے
بابت بست سال یعنی سنہ ۱۱ جلوس تا تیس ۳۰ - تیسرا محمد طاہر ملقب بخطاب عنایت خان
بن ظفر خان وزیر جہانگیر بادشاہ نے اس طور پر کہ شاہجہان نامہ مرتبہ عبد الحمید سے
بیس سال کا حال سہل عبارت مین نقل کیا ہے - اور دو سال ماہ چھبیس روز کا حال
خود لکھا ہے - کہ مدت سلطنت شاہجہان کی اتنی ہی تھی یعنی بتیس ۳۲ سال ماہ چھبیس روز
منشی محمد امین کا شاہجہان نامہ حضرت شیخ کے زمانہ حیات مین لکھا گیا - خواہ پورا اسکی تکمیل
بعد مین ہوا ہو - وہ لکھتے ہین کہ بالفعل ایک ہزار سینتالیس ہجری مین حضرت شیخ کی عمر نوے
برس کی ہوگئی ہے - باوجود اسکے آپ کے حواس ظاہری وباطنی مین کچھ فتور
اور کوئی خلل نہین پڑا ہے - اور التزام عبادات - و اوراد - و ذکر - و تلاوت قرآن -
و تعلیم فرزندان و شاگردان - و تصنیف - و تصحیح کتابونکی ایام جوانی کی طرح فرمارہے ہین -
اور آپکے بیٹے اور بیٹیان اور پوتہ و نواسہ (بلفظ اولاد و احفاد از ذکور و اناث لکھا ہے)
مرد اور عورتین سب ملا کر پچاس نفر سے زیادہ ہین - چھ سات آدمی حضرت کی اولاد مین سے
فارغ التحصیل ہین - اور لوگون کو پڑہاتے ہین -

التماس راقم

کہ یہ مضمون شاہجہان نامہ کا حضرت کی کمال پیرانہ سالی مین آپکی ہمت وقوت علمی

اور مشغلہ درس و تصنیف و تصحیح کتب و کثرت اولاد امجاد - اور فرزندون اور عزیزون کے ذی علم ہونے پر ایک ہمعصر مورخ کی عمدہ شہادت ہے -

ذکر تو الیف و تصانیف حضرت علیہ الرحمہ

تحریرات بالاسے ظاہر ہے کہ حج سے آنیکے بعد آپ باون ۵۲ برس تک یعنی تا حیات خود ہمہ تن بتوالیف و تصانیف کتب مصروف رہے - لہذا اونکی تعداد اور اسما کی صراحت ضرور ہے

وہ یہ کہ

آپ نے ایک مستقل رسالہ اپنی تالیفات کی فہرست کا لکھا ہے - اور چند فصل فہرستے اور بھی تحریر فرمائی ہین - اصلی نام اوسکا یہ ہے - تَالِیفُ قَلْبِ الْاَلِیْفِ بِذِکْرِ فِہرِسِ التَّوَالِیْفِ - (یعنی الفت دلانا محبت والے دل کو ساتھ ذکر کرنے اپنی تصنیفات کے) مگر مین اسکا مخفف کر کے صرف نام فہرس آیندہ ہر جگہ پر لکھونگا -

فائدہ - فہرست لفظ فارسی ہے - عربی والے اوسے اپنی بولی مین معرّب کر کے فہرس لکھتے اور بولتے ہین - چنانچہ اوس فہرست مین چہل و ہشت جلد علیحدہ علیحدہ مع تعداد ہر ایک کتاب کے مندرج فرمائین -

بعدہ - زیر فہرست موصوفہ ایک دوسری فہرست تحریر فرمائی - اور اوسمین اڑتھہ کتابونکا نام بتعداد ہشت ہزار بیت درج فرما کر یہ لکھا - (کہ این ہمہ را یک صحیفہ سازند - و در یک جلد شیرازہ بہ بندند)

و اگر انہا را جدا جدا بشمارند و رسم دکانداری در میان آرند دانی کہ عدد آن بچند رسد - و ہنوز سلسلہ سخن دراز است و در فیض الٰہی باز - بکجا رسد و بکجا رساند -

اور ایک مضمون بطور دیباچہ لکھکر سر ورق ان اڑتھہ رسائل کا ذکر کر کے نام اوسکا ارسال المکاتیب والرسائل الے ارب الکمال والفضائل رکھا - کہ مطابق اسی کے

عمل مین آیا یعنی یہ اڑسٹھہ[۶۸] رسائل بعد طبع ہونے کے بھی ایک ہی جلد مین ہین - مراد
اس عبارت مندرجۂ حضرت سے (کہ اینہمہ را یک صحیفہ سازند - الخ) اوس مقام پر یہی
خیال کیجاتی ہے - کہ یہ اڑسٹھہ[۶۸] عدد ایک ہی عدد متصور ہو -
کہ اس روسے اڑتالیس[۴۸] وہ اور ایک یہ ہمگین او نچاس[۴۹] ہوتے ہین - لیکن آخر فہرست مین
جو حضرت نے میزان کل اپنی تصانیف کی دی ہے - تو انکو جدا جدا شمار مین لائے ہین
یعنی اڑسٹھہ[۶۸] ہی اعداد محسوب فرماتے - نہ کہ ایک - تو اس صورت مین اڑتالیس[۴۸] وہ
اور اڑسٹھہ[۶۸] یہ - جملہ ایک سو سولہ[۱۱۶] ہوئین -
اور درحقیقت جبکہ ہر ایک رسالہ کئی کئی اجزا کا ہے - اور ہر ایک کا علیحدہ نام ہے
اور علیحدہ مضمون ہے - تو وہ ایک کتاب کیونکر سمجھی جاسکتی ہے -
رہی یہ کتاب فہرس التوالیف - کہ اڑتالیس[۴۸] اور اڑسٹھہ[۶۸] کے علاوہ ہے - اور اقسام جداگانہ
سے ہے - لہذا اسکو اڑتالیس[۴۸] کتب جداگانہ مین داخل کیا گیا - تو اب بجای اڑتالیس[۴۸] کے
او نچاس[۴۹] ہو کر مع اڑسٹھہ کے ایک سو سترہ[۱۱۷] ہوگئین - اور نسبت تعداد بیت ہاے
جملہ کتب مندرجۂ ہر دو فہرست مذکورۂ بالا کے حضرت نے خاتمۂ کتاب پر یہ لکھا
(کہ عدد ابیات اینہا قریب بپانصد ہزار و اصل ہست - اگر چیزے ازان بمرتبۂ قبول
یافت الحمد للہ و گرنہ ہیچ مقصود رضاے حق و عطاے اوست -
فائدہ - یہان لفظ ابیات کا بمعنی اشعار کے نہین ہے - بلکہ مراد سطور سے رہے ہے
کہ جو مطابق اصطلاح کاتبون کے ایک مقدار معین کا نام بیت ہے - کہ اوسپر کاتب لوگ
اجرت کتابت لیتے ہین - اور وہ بقدر ایک سو حرف کے معین ہے -

ذکر توالیف آیندہ

اور بعد اختتام فہرست موصوفہ جو بمضمون اس فقرہ کے (کہ ہنوز سلسلۂ سخن دراز است

و در فیض آلہی باز بحار رسد و بحار ساند) اور کتابین تصنیف فرمائی گئین - اونکی تعداد بالتحقیق معلوم نہین ہو سکتی -

کہ وہ بطور تتمہ اس فہرست مین مندرج ہوئین - اور نہ دوسری فہرست علیحدہ نسبت اونکے مرتب ہوئی اور جو ہوئی تو وہ پائی نہین جاتی -

مگر چونکہ وقت دریافت کے موجودگی گیارہ کتاب کی کتب خانہ مولوی انوارالحق صاحب برادر جدی راقم مین پائی گئی - اسلیے یہی تعداد قائم رکھی گئی - (کہ اونکا نام بشمول اونچاس کتاب مذکورہ بالا آیندہ بیان ہوگا -

تو اب بایزادی ان گیارہ جلدون جداگانہ کے بجاے اونچاس ۴۹ جلد علیحدہ علیحدہ کے ساٹھہ ۶۰ جلدین ہوئین - اس صورت مین کل مجموعہ تصانیف صغیر وکبیر حضرت حسب صراحت بالا ایک سو اٹھائیس ۱۲۸ باین تفصیل ہوا -

۱ مندرجہ فہرس التوالیف	۲ غیر مندرجہ فہرست موصوفہ	۳ ارسال المکاتیب والرسائل	۴ فہرس التوالیف
۴۸	۱۱	۶۸	میزان ۱۲۸

فائدہ - فتح المنان فی تائید مذہب النعمان متذکرہ بالا عربی مین کیسی کچہ کتاب ضخیم آپکی تصنیفات سے مشہور ہے (کہ جسمین حضرت شیخ نے تمام معتبر حدیثین کتب حدیث کی طرح جمع کی ہین - اور پہر ہر باب کے آخر مین تنبیہ کرکے محاکمہ کیا ہے) یہ کتاب بعد تصنیف شرح مشکوۃ کے جو مسائل ضروری حنفیون کے مثل عدم رفع یدین وتامین بالسر باقی رہگئے تہے لکہی ہے - وہ منجملہ انہین گیارہ ۱۱ جلد غیر مندرجہ فہرس التوالیف کے ہے -

التماس راقم

فہرست چہل ۴۸ ہشت کتاب علیحدہ علیحدہ کی جو حضرت نے مرتب فرمائی وہ نہ باعتبار تقدم وتاخر زمانہ تالیف کی ہے - نہ برعایت اسکے کہ کتب عربی یکجا ہون اور کتب

فارسی یکجا - اور نہ بلحاظ اسکے کہ ہر ایک علم کی کتابین یکجا مندرج ہون - سب تقدیم و تاخیر کے ساتہ مخلوط بایکدیگر ہین -

معلوم ہوتا ہے کہ ہنگام ترتیب فہرست جملہ تصانیف بلا لحاظ بالا یکجا جمع کر کے اول سے آخر تک جس جس پر نظر یکے بعد دیگرے پڑی اوسکو لکھتے گئے -

چنانچہ اس خیال کی تائید مین دو تین مثالین معرض تحریر لاتا ہون -

اول یہ کہ آپ لکھتے ہین کہ تین کتابین ذیل کی نحو اور مناظرہ مین با ثنای طالب علمی لکھی گئین -

نمبر	نام کتاب	تعداد بیت	کیفیت
۱	نکات العشق والمحبۃ	بمقدار دو ہزار ۲۵۰ بیت یا کچہ زیادہ	درزمان کودکی و بازی نوشتہ شد -
۲	الافکار الصافیہ	آٹہہ ہزار و کسرے	در صغر سن با بتدای طالب علمی بعمر پانزدہ یا شانزدہ سال تسوید نمودہ شد
۳	نظم آداب المطالعۃ (منظوم)	ہفتصد و کسرے	در ایام تحصیل نوشتہ شد -

تو اس صورت مین یہ تینون کتابین از نمبر ۱ تا نمبر ۳ مندرج فہرست ہونی تہین مگر نمبر ۱ نمبر ۴۳ پر اور نمبر ۲ نمبر ۲۴ پر اور نمبر ۳ نمبر ۳۴ پر ثبت ہے -

اور اوسی تحریر بالا کے ہی ساتہ آپ لکہتے ہین - کہ بعد الفراغ طالب علمی سب سے پہلے دو کتابین ذیل کی قبل از جانے حج کے تحریر پائین - اور دیگر کتب بعد آنے حج سے کہ واپسی اونکی حج سے آخر ۹۹۹ھ مین ہوئی -

نمبر	نام کتاب	تعداد بیت	کیفیت
۴	اخبار الاخیار	پندرہ ہزار	کتاب ۹۹۳ھ مین بمقام دہلی لکھی گئی اور آپ حج کو ۹۹۶ھ ہجری مین گئے -
۵	آداب الصالحین	تین ہزار یا کچہ	اسکا سال تصنیف پایا نہین جاتا -

تو اس رو سے یہ دونون کتاب بنمبر ۴ و نمبر ۵ ہوتین لیکن نمبر ۴ بنمبر ۱۸ اور نمبر ۵ بہ نمبر ۳۰ درج ہے۔

پھر آپ نسبت دو کتاب ذیل کے لکھتے ہین۔

نمبر	نام کتاب	تعداد بیت	کیفیت
۶	جذب القلوب	ہفت ہزار بیت	مسودہ این حروف در سنہ ۹۹۸ ہجری در مدینہ طیبہ بودہ و تبییض آن بہ سنہ ۱۰۰۱ھ در بلدہ دہلی یافتہ۔
۷	زاد المتقین	چار ہزار	احوال این کتاب بمکہ معظمہ ضبط کردم و بہ سنہ ۱۰۰۲ھ آنرا تفصیل تمام

اس صورت مین یہ دونون کتابین بہ نمبر ۶ و نمبر ۷ قابل اندراج تھین مگر بنمبر ۱۲ اور نمبر ۷ بہ نمبر ۱۵ درج فہرست موصوفہ ہین۔

دوم یہ کہ ترجمۃ الاحادیث برائے شاہجہان بادشاہ تالیف شدہ بنمبر ۲۲ مندرج ہے، اور رسالہ نورانیہ سلطانیہ برائے جہانگیر بادشاہ تالیف شدہ بنمبر ۲۹ درج ہے، یہ کیسا اختلاف پس و پیش کا ہے کہ رسالہ متعلقہ جہانگیر بادشاہ جو ماسبق شاہجہان کے قابل رقم تھا۔ وہ مابعد شاہجہان کے لکھا گیا۔ اور نسخہ متعلقہ شاہجہان جو مابعد جہانگیر کے ثبت ہوتا۔ وہ قبل جہانگیر کے تحریر پایا۔

آداب الصالحین متذکرۂ بالا جو قبل سنہ ۹۹۶ ہجری تصنیف پائی۔ وہ بعد رسالہ نورانیہ متعلقہ جہانگیر بادشاہ (کہ جسکی سلطنت مابین سنہ ۱۰۱۴ و سنہ ۱۰۳۶ تھی) درج فہرست متذکرہ ہوئی۔

ذکر ملوک تاریخ سلاطین ہند بہ سنہ ۱۰۱۶ھ تصنیف ہوئی۔ یہ بنمبر ۹ ہے۔ اور شرح فتوح الغیب جو بہ سنہ ۱۰۲۳ھ لکھی گئی۔ وہ بنمبر ۱۵ ہے۔ حالانکہ موخر مقدم ہونی چاہیئے تھی۔

سوم یہ کہ یہی حال نسبت اجتماع کتب عربی و فارسی کے ہے۔ کہ اسماء الرجال عربی کے

آگے اشعۃ اللمعات فارسی ہے - احوال ائمہ اثنا عشر فارسی کی آگے زبدۃ الآثار عربی - ہے تعلیق الحاوی عربی کے آگے ہدایۃ الناسک مخلوط بعربی و فارسی ہے - علے ہذا وغیرہ وغیرہ -

اگرچہ مجکو فہرست مذکورہ اسجگہ پر نقل کر دینے مین بہت آسانی تھی - مگر بلحاظ اختلاف بالا اسکی نقل کرنے مین تامل ہوا - اور یہ چاہا کہ ترتیب اس فہرست کی بلحاظ مقدم و موخر زمانہ تالیف کے دیجاوے - تو بوجہ اسکے کہ نہ فہرس التوالیف مین ہر ایک کتاب کی نسبت حضرت نے سال تصنیف لکھا ہے - اور نہ بجز معدودے چند ہر ایک کتاب کے دیباچہ یا آخر مین تاریخ تالیف تحریر فرمائی ہے - لہذا اسکی بجا آوری سے معذوری رہی -

اور جو یہ چاہا کہ بلحاظ اقسام علوم اسکو مرتب کیا جاوے - تو یہ امر مانع ہوا - کہ بعض بعض کتاب مشتمل بہ دُو - دُو علم ہے - مثلاً چند کتابین خالص علم حدیث مین ہین اور بعض بعلم فقہ و حدیث - یا چند کتابین صرف بعلم تصوف ہین اور بعض بعلم فقہ و تصوف - یا یہ کہ بعض کتابین بشمول علم شریعت و طریقت کے ہین - کہ انکا یکجا کرنا کسی ایک علم کے ساتھ ہو نہین سکتا بدین نظر اسکی تکمیل سے بھی مجبوری ہوئی -

پس مرتب کیا جانا اسکا از روے حروف تہجی مناسب معلوم ہوا - کیونکہ ترتیب فہرست سے کچھ تو کوئی بات پیدا ہونی چاہئے - اسمین ایک تو یہ فائدہ ہوگا - کہ اگر کسی کو کسی غرض سے کسی کتاب کا دیکھنا منظور ہو - تو وہ اوسی ردیف مین دیکھلے - اول سے فہرس التوالیف کے دیکھنے کی تلاش اوسکے محنت نکرنی پڑے - دوسرے یہ کہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے - کہ اتنی اتنی کتابین اس اس ردیف مین حضرت نے تالیف فرمائی ہین -

گوکہ اسطرح کی ترتیب مین مجکو کسیقدر دقّت ہوئی - اور صرف اوقات کا ہوا - مگر وہ مین نے گوارا کیا - اور اسی ترتیب کو عمل مین لایا - اور آخر خانۂ فہرست مین پتا بھی ہر ایک کتاب کا موافق ترتیب حضرت مندرجۂ فہرس التوالیف بنام فرد نمبر اس غرض سے لکھدیا گیا - کہ حضرت سے نے باستثناء بعض کتاب کے نام ہر ایک کتاب کا (خواہ وہ عربی ہے یا فارسی) عربی مین بالفاظ مقفٰی طوالت کے ساتہ لکھا ہے - اور مین نے اوتنے ہی لفظ لکھے ہین کہ جتنے الفاظ کے ساتہ وہ عام مشہور رہے -
اور نیز اکثر کتابون کے نام کے آگے چند چند سطور عربی و فارسی تحریر فرمائی ہین یعنی عربی کتابونکی نسبت عربی مین - اور فارسی کی بابت فارسی مین - اور اونمین حال اوس کتاب کا لکھا ہے - اور مین نے ماخذ اوسکا دو تین لفظونمین ہی ادا کر دیا ہے - مگر واضح ہو کہ فہرست موصوفہ مین حضرت سے نے نہ مدّات قائم کیے ہین - اور نہ اعداد شمار ہر ایک کتاب کے - صرف سیدہی سطرون مین نام ہر ایک کتاب کا مع حالات متعلقہ اوسکے مسلسل لکھتے چلے گئے ہین - ہان اتنی علامت سے ہر ایک کتاب کا نام معلوم ہوتا ہے - کہ شروع نام پر اوسکے لفظ (منہا) بخط جلی لکھا ہے - سب سے اول کتاب لمعات التنقیح اسطرح پر لکھی ہے - فمنہا لمعات - اور آگے اسکے جو کتابین ہین وہ بحرف (و) بدین نمط لکھی ہین - ومنہا اسماء الرجال ومنہا جامع البرکات وغیرہ وغیرہ تا چہل و ہشت -
پس جو کتاب جس کتاب کے آگے شروع سے آخر تک مندرج ہے - وہی نمبر اوسکا ایک سے اڑتالیس ۴۸ تک سمجھا جاتا ہے - بدین نظر مین سے نے اپنی مرتبہ فہرست کے خانۂ اخیر مین اسی خیال کو نمبر ہر ایک کتاب مندرجۂ فہرست موصوفہ کا قرار دیکر اس غرض سے لکھدیا ہے - کہ اگر کسی اہل شوق کو نسبت کسی کتاب کے جملہ مضمون نوشتۂ حضرت کا دیکھنا منظور ہو تو قریب قریب اسی انداز کے لفظ (منہا) پہ

نظر انداز ہو۔ بتقدیم و تاخیر دو ایک لفظ منہاج کے کتاب مقصود کو دیکھ لے۔
اور بنظر مصلحت انتہا اسکا بھی مناسب ہوا۔ کہ باستثناء تیرہ[۱۳] کتابون کے جو ایام غدر سنہ ۱۸۵۷ء مطابق سنہ ۱۲۷۳ھ ضایع ہوگئین۔ اور سب کتابین مندرجہ فہرست ہذا قلمی کتب خانہ مولوی محمد انوار الحق مین (کہ جو اولاد امجاد حضرت شیخ الاجل محدث دہلوی سے ہین۔ اور بمقام ترایہ بہرم خان رہتے ہین۔ اور اکابر اور مشاہیر دہلی سے اور خطاب یافتہ خان بہادر گورنمنٹ انگریزی سے ہین) موجود ہین۔ اور اکثر انمین اوسی عہد کی لکھی ہوئی ہین۔ کہ منجملہ اونکے چند کتابونکا حاشیہ بعض بعض جگہ حضرت شیخ کے قلم خاص سے لکھا ہوا ہے۔ اور ایک کتاب موسومہ انوار الجلیہ تو بالتمام حضرت ہی کے دست مبارک کی لکھی ہوئی ہے۔ کہ جو مثل تبرک سمجھی جانی چاہیئے اور نیز جو کتابین کہ انمین سے چھپ گئی ہین۔ اونکی بھی ایک ایک جلد اونکے کتب خانہ مین موجود ہے۔

جملہ

قبل از غدر مذکورہ بالا انکے ہان بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ جو بزرگون کے عہد سے مجتمع ہوتا چلا آتا تھا۔ مگر اب بھی بفضلہ تعالے کل مجموعہ کتب و رسائل کا۔ انکے کتب خانہ مین مع مکررات قریب سولہ[۱۶۰۰] سو کتابون کے ہے۔

افسوس اتنا ہے۔ کہ باوصف ہونے خود عالم و فاضل مستطیع کامل کے طبع کرانے کتب غیر مطبوعہ مولفہ حضرت شیخ الاجل مین ہمت کو کار فرما نہین ہوتے۔ یعنی ان تمام کتابون مندرجہ فہرست آیندہ سے کوئی ایک بھی کتاب اونھون نے اپنی طرف سے نہین چھپوائی۔ اور جو منجملہ اونکے کسیقدر طبع ہوئی ہین۔ وہ دیگر اشخاص ذی مقدرت و عالی ہمت نے طبع کراکے شایع کی ہین۔ خدا تعالے اونکو بھی ہمت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

ذکر اصطلاحات فہرست ہذا

پس اب اصطلاحات ترتیب اس فہرست کی بیان کرتا ہون - کہ جو حروف بعدد بخانہ ۴ - ۵ - ۶ - مندرج ہین - وہ یاین ایما ہین -

م — اس سے یہ مراد ہے - کہ یہ کتاب حضرت کے رسالہ فہرس التوالیف مین مندرج ہے - اور جس کسی خانہ ذیل مین اسکے نقطہ پایا جاوے تو یہ سمجھنا چاہیئے - کہ یہ کتاب بعد فہرس التوالیف کے تالیف ہوئی -

ص — اس سے یہ مقصود ہے - کہ یہ کتاب مولوی محمد انوار الحق دہلوی کے کتب خانہ مین موجود ہے - اور بذیل اسکے جس خانہ مین نقطہ ہو - تو یہ تصور کیا جاوے - کہ یہ کتاب کتب خانہ موصوفہ مین نہین ہے -

ط — اس سے یہ مطلب ہے - کہ یہ کتاب طبع ہو گئی ہے - اور بذیل اسکے جس خانہ مین نقطہ دیکھا جاوے - تو عدم مطبوع ہونا اوس کا خیال کر لیا جاوے -

خانہ دوم مین جو آگے نام ہر ایک کتاب کے حروف لکھے ہین اونکا منشا یہ ہے -

ع — حرف (ع) سے یہ اشارہ ہے - کہ یہ کتاب بالتمام عربی مین ہے -

ف — حرف (ف) سے یہ کنایہ ہے - کہ دراصل یہ کتاب فارسی مین ہے -

عف — حرف (عف) سے یہ اظہار ہے - کہ یہ کتاب مخلوط العربی و فارسی ہے -

فہرست تالیفات حضرت شیخ الاجل ابو المجد شاہ عبد الحق محدث دہلوی البخاری قدس اللہ سرہ العزیز بترتیب حروف تہجی

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۱	اجازات الحدیث فی القدیم والحدیث ع	۱	م	ص	۰	اسمین نقول اسناد احادیث کی ہین جو حضرات اساتذہ و شیوخ سے حضرت شیخ کو عنایت ہوئین جنمین اجازت روایت احادیث کی سند درج ہے	۷
۲	اجوبۃ الاثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی سید البشر ع	۱	م	ص	۰	اسمین درود شریف - اللہم صل علی محمد الخ کما صلیت علی ابراہیم - الخ - کی توجیہ درباب تشبیہ ساتھ حضرت ابراہیم کے درج ہے -	۲۵
۳	احوال ائمہ اثنا عشر خلاصۂ اولاد سید البشر ف (یعنی حضرات ۱۲ دوازدہ امام علیہم السلام)	۱	م	ص	۰		۱۳
۴	اخبار الاخیار فی احوال الابرار ف {در ذکر احوال مشائخ و علماء و صلحاے این دیار}	۱	م	ص	ط	اسمین ذکر دو صد ۲۷۹ و ہفتاد و نہ بزرگان دین کو اور پانچ نساء صالحات کا درج ہے - اور یہ کتاب چند بار چند مطبع مین طبع ہوئی ہے، نسبت اس کتاب کے حضرت شیخ لکھتے ہین - کہ اگرچہ بحسب لفظ و عبارت نہ دران مرتبہ است لیکن بسبب اشتمال بر احوال و حکایات و کلمات بزرگان بغایت شیوع و اشتہار موسوم گشتہ است	۱۸

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد شمار	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۵	آداب الصالحین منتخب از ربع العادات از کتاب ف احیاء علوم الدین دربیان آداب اکل و شرب و منام و معاشرت و مصاحبت (خوابگاه ۱۲ باہم زیست کردن ۱۲) باضیاف انام و ازواج (مہمانان ۱۲ مخلوق ۱۲) و اولاد و اصحاب و خدام	۱	م	ص	ط	اسکا ترجمہ اردو مولوی نواب قطب الدین صاحب دہلوی مرحوم و مہاجر نے کیا تہا۔ کہ وہ چھاپہ ہوگیا ہے۔ اور اوسکا نام تاریخی (ہادی الناظرین) سے ہے۔ ۱۲۶۲ ھ	۳۰
۶	آداب اللباس ف (بیان طریق سنت در ملبوسات)	۱	۰	ص	ط	یہ اور اسکا ترجمہ بہی اردو مین چھاپہ ہوگیا ہے اور یہ کتاب فہرس التوالیف سے باہر ہے	۰
۷	آداب المطالقہ والمناظرہ ف (گفتگو ۱۲) (بیان طریق مطالقہ و مناظرہ) (مثنوی)	۱	م	۰	۰	یہ کتاب منجملہ اون تینون کتابون کے ہے جو حضرت نے بایام تحصیل علم تالیف فرمائی	۴۳
۸	اسماء الاستاذین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ع	۱	م	۰	۰	اسمین حضرت نے اپنے اُستادون کے نام لکھے ہین۔	۸
۹	اسماء الرجال و الرواۃ المذکورین فی کتاب المشکوۃ ع	۱	م	ص	۰	اسمین نامہائے راویان احادیث مسطورہ کتاب مشکوۃ شریف حضرت نے تحریر فرمائی ہین	۲
۱۰	اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوۃ ف (در علم حدیث شریف)	۴	م	ص	ط	یہ کتاب طبع ہوگئی ہے۔ تیس ہزار ایکسو بیتین اسکی ہین۔	۳

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد سلسلہ وار	نام کتاب	تعداد مجلد	م	ص	ط	کیفیت	تعداد اوراق
۱۱	افکار الصافیہ فی ترجمۃ کتاب الکافیہ ف (در علم نحو)	۱	م	۰	۰	یہ کتاب منجملہ اون تینون کتابون کے ہے جو حضرت نے بایام تحصیل علم تالیف فرمائین	۴۲
۱۲	انتخاب المثنوی المولوی المعنوی ف (در علم تصوف)	۱	م	۰	۰	افسوس کہ یہ کتاب کتب خانۂ موصوفہ مین موجود نہین ہی۔ اسمین بڑی بڑی نکات و مطالب حضرت نے حل کئی ہونگے۔ دو ہزار تین سو بیتین اسکی ہین ۲۳۰۰	۴۷
۱۳	انوار الجلیہ ف فی احوال مشائخ الشاذلیہ {دربیان احوال مشائخ سلسلۂ شریفۂ شاذلیہ}	۱	م	ص	۰	یہ کتاب حضرت شیخ کے قلم متبرک و دستخط خاص سے لکھی ہوئی کتب خانۂ موصوفہ مین موجود ہے قریباً چہار ہزار بیت۔	۱۶
۱۴	بناء المرفوع فی ترصیص حیث مبنا الموضوع ع (در علم حکمت)	۱	م	۰	۰	یہ کتاب کتب خانۂ موصوفہ مین موجود نہین ہے۔	۳۸
۱۵	تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف ع (در فقہ و تصوف)	۱	م	ص	۰	فقہ اور تصوف کے مطالب عالیہ اسمین درج ہین۔	۴۳
۱۶	تحقیق الاشارۃ الی تعمیم البشارۃ ع {اس بیان مین کہ حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے سوا اور بہی حضرات صحابہ بشرید خول جنت ہین}	۱	م	ص	۰		۲۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد سلسلہ	نام کتاب	تعداد جلد	م	ص	ط	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۷	ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین ف	۱	م	ص	۰	چالیس حدیثین در باب نصیحت بادشاہان کہ انکا ترجمہ واسطے شاہجہان بادشاہ کے لکھا گیا	۲۲
۱۸	ترجمۃ زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار ف (در احوال حضرت غوث الاعظم رض)	۱	۰	ص	ط	یہ ترجمہ بفرمائش شاہزادہ دارا شکوہ ولیعہد شاہجہان بادشاہ عربی سے فارسی مین فرمایا اور اصل کتاب زبدۃ الآثار دیکھو بہ نمبر ۲ مندرجہ فہرست ہذا۔	۰
۱۹	ترغیب اہل السعادات علی تکثیر الصلوۃ علی سید الکائنات ف	۱	م	۰	۰	درود شریف زیادہ پڑھنے کے فضائل وترغیب۔ یہ کتاب کتب خانہ موصوفہ مین موجود نہین ہے۔	۲۴
۲۰	تسلیۃ المصاب بنیل الاجر والثواب (در بیان صبر بر مصائب و بلایا) ف	۱	م	ص	۰	اسمین مصیبت زدہ کی تسلی اجر وثواب پانے سے تحریر فرمائی ہے۔	۲۵
۲۱	تعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی ع (در علم تفسیر)	۱	م	۰	۰	حضرت نے حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف پر لکھا ہے۔	۲۷
۲۲	تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان ف (در علم عقائد)	۱	م	ص	ط	اسمین حضرت نے بیان عقائد اہل سنت وجماعت وبایراد عبارت عربی وشرح آن بزبان فارسی باذکر فوائد شریفہ ونکات لطیفہ وبسط کلام در بعضے مسائل خصوصاً مسئلہ خلافت فرمایا ہے یہ اصل کتاب اور اسکا اردو ترجمہ بھی طبع ہو گیا ہے	۳۲

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد شمار	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۲۳	تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف ع	۱	م	ص	۰	سبب تصنیف اور وجہ تسمیہ کتاب ہذا یہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ کہ قدمی ہذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ یعنی یہ میرا قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ یہ ذکر اخبار الاخیار مین اور بہت سی کتب فن مین درج ہے۔ اسپر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ نے اپنی کتاب مسمیٰ عوارف المعارف مین ایسا تحریر فرمایا ہے۔ کہ جناب غوث الاعظم کا یہ فرمانا۔ قدمی ہذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ۔ بحالت مستی وجذبہ سکر کے تھا کہ ایسے احوال حضرات مشائخ عظام کو پیش آتے ہین (جیسے حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ سبحانی ما اعظم شانی یعنی میری کیسی بڑی شان ہے۔ ایسے الفاظ ہین۔ کہ جناب رب العزت کے لئے خاص ہین۔ مگر حضرت نے بحالت سکر فرمائے تھے) حضرت شیخ محدث دہلوی نے عوارف المعارف کے اوس مضمون تحریر بالا کا جواب تحریر فرمایا ہے۔ کہ وہ سکر نہ تھا۔ بلکہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بحکم الٰہی مامور ہوکر فرمایا تھا۔ اس جواب کا نام ہے تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف	۱۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد شمار	نام کتاب	تعداد جلد	م	ص	ط	کیفیت	نمبر فہرست التالیف
۲۴	توصیل المرید الی المراد به بیان الاحزاب والاوراد عف در بیان علوم وقواعد متعلقه باوراد وادعیه واحزاب وتوفیق میان مذہب محدثین ومشائخ ۔	۱	م	ص	ط	یہ کتاب آگرہ مین طبع ہوئی ہے ۔ فائدہ ۔ توفیق بمعنی چیزی را بچیزی برابر کردن وباصطلاح موافق گردانیدن ۔ خدا اسباب را موافق خواہش بندہ ۔ تا آن خواہش او سرانجام یابد ۔ واستعمال لفظ توفیق در بہم رسیدن اسباب امور خیر باشد نہ امور شر ۔	۲۴
۲۵	جامع البرکات منتخب شرح المشکوۃ عف (در علم حدیث شریف)	۲	م	ص	٠	مقدار کتابت این کتاب سی و دو ہزار بیت است ۔	۴
۲۶	جذب القلوب الی دیار المحبوب ۔ ف (علم تاریخ ۔ در احوال مدینہ مطہرہ)	۱	م	ص	ط	کلکتہ ولکھنؤ ودہلی مین تین چار بار یہ کتاب طبع ہوئی ۔ اور اسکا اردو ترجمہ بھی چھپ گیا ۔	۱۲
۲۷	جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوم الدین ع (در علم حدیث شریف)	۱	م	ص	٠	ترجمۂ فارسی اسکا برعایت حروف تہجی اس سے اوپر بنمبر ۱۷ درج ہے ۔	۲۱
۲۸	جواب بعض کلمات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ۔ ف (در تصوف)	۱	٠	ص	٠	یہ کتاب فہرس التوالیف سے باہر ہے	٠

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۲۹	حاشیۃ الفوائد الضیائیہ (حاشیہ شرح ملا) ع (در علم نحو) بہ ہشت ہزار بیت	۱	م	۰	۰	یہ کتاب کتب خانہ موصوفہ مین موجود نہین ہے۔	۴۱
۳۰	حسن الاشعار فی جمع الاشعار ف (دیوان) (در علم شعر)	۱	م	۰	۰	ایضاً	۴۸
۳۱	دُرّۃ البہیہ فی اختصار الرسالۃ الشمسیہ ع (در علم منطق)	۱	م	ص	۰		۳۹
۳۲	دُرّۃ الفرید فی قواعد التجوید ع (در علم قراءت)	۱	م	ص	۰	فہرس التوالیف مین تو اس کتاب کا نام دُرّۃ الفرید ہی لکھا ہی۔ جسکی معنی یکتا موتی وہ جو سیپ مین سے تنہا نکلتا ہی۔ کلانی اور آبداری مین بیش اور فائق ہوتا ہی اون موتیون سی کہ جو ایک سیپ مین سے ایک وقت مین دو نکلین یا زیادہ اوس سے لیکن اس کتاب کی ایک نسخہ پر دُرّ النضید لکھا دیکھا۔ وہ شاید کاتب نے لکھدیا ہی جسکی معنی ہین پرویا ہوا موتی۔ مگر غالباً وہی نام صحیح ہی کہ جو حضرت سے نے فہرست موصوفہ مین لکھا ہے	۳۷
۳۳	ذکر ملوک تاریخ سلاطین ہند ۱۰۱۶ھ ف (در علم تاریخ)	۱	م	ص	۰	حضرت شیخ لکھتے ہین کہ (ذکر ملوک) نام تاریخی اوست ۱۰۱۶ھ اصل مسودہ مقدار سہ ہزار بیت بود بعد از تتمہ احوال سلاطین کتاف و اطراف این ولایت کہ بر جمع سابق ناقص ماندہ بود بچہار ہزار بیت رسید	۱۹

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
اعداد نمبر وار	نام کتاب	اعداد جلد کتاب	م	ص	ط	کیفیت	نمبر فہرست کتب خانہ
۳۴	رسالۂ اقسام حدیث ع (در علم حدیث)	۱	۰	ص	۰	یہ کتاب فہرس التوالیف سے باہر ہے۔	۰
۳۵	رسالۂ شب برات ف (در علم حدیث)	۱	۰	ص	۰	ایضاً	۰
۳۶	رسالۂ صلوۃ الاسرآ ف (در تصوف) بہ بیان نماز غوثیہ	۱	۰	ص	۰	ایضاً	۰
۳۷	رسالۂ عقد انامل ف { اونگلیون پر شمار اعداد کا بیان متعلق باوراد }	۱	۰	ص	۰		۰
۳۸	رسالۂ نورانیہ سلطانیہ عف { در بیان قواعد و ارکانِ سلطنت بنام نور الدین محمد جہانگیر بادشاہِ ہندوستان }	۱	م	۰	۰	یہ کتاب کتب خانۂ موصوفہ مین موجود نہین ہے۔	۲۹
۳۹	رسالۂ وجودیہ عف (در علمِ تصوف)	۱	۰	ص	۰	یہ کتاب فہرس التوالیف سے باہر ہے۔	۰
۴۰	رسالۂ وظائف عف (در علم اشغال و اوراد)	۱	۰	ص	۰	ایضاً	۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۴۱	زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین ف اس کتاب کے دیباچہ مین نام کو پہلی حضرت شیخ لکھتی ہین کہ اگر صراط المستقیم منہج قویم نیز نام آن کنم شاید۔ ومیزان عدل ودین حق لقب وے نہم تواند۔ وگمان آنست کہ اگر سالکی باین رفتار رود بمنزل مرا برسد اگر این را حاکم وقت و دستور حال خود سازد از جادہ برون نیفتد	۱	م	ص	۰	اور فہرس التوالیف مین نام کتاب سے پہلے مختصراً یہ تحریر فرمایا ہی۔ (کہ رسالہ ایست بسی مفید ونافع مر قاصدان صراط المستقیم وسالکان طریق قویم را) افسوس کہ باانہمہ صفات یہ کتاب ابتک طبع نہین ہوئی شاید کہ ہنوز کسی علم دوست فی الاستطاعت وباہمت کے مطالعہ مین نہین آئی کہ جوتا حال چھپنے سے باز رہی۔ فائدہ۔ قویم یعنی سیدہا راست استوار۔	۱۷
۴۲	زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار ع در احوال برکت اشتمال جناب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	۱	م	ص	ط	یہ کتاب سنہ ۱۳۰۳ھ مطابق سنہ ۱۸۸۶ء مع ترجمۂ فارسی مندرجہ نمبر ۱۸ فہرست ہذا بمقام بمبئی طبع ہوگئی۔ اور اردو ترجمہ بھی اسکا طبع ہوگیا معتقدین جناب غوث پاک کو ضرور ہی کہ جس زبان مین وہ مہارت یافتہ رکھتے ہون منگا کر ضرور اوسکی مطالعہ سی مشرف ہون	۱۴
۴۳	شرح سفر السعادت ف (در علم سیرت وفقہ)	۱	م	ص	ط	حضرت شیخ لکھتے ہین۔ کہ نام این کتاب در اصل سفر السعادت است ومشہور میان مردم بصراط المستقیم شدہ۔ واضح ہو۔ کہ یہ اصل کتاب تصنیف شیخ مجد الدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب قاموس کی ہے۔ حضرت شیخ الاجل قدس اللہ سرہ نے سنہ ۱۰۲۳ھ یہ نام کتاب ۱۲ میں شرح اوسکی لکھی ہی۔ اور بمقدار کتابت اس شرح کی قریب تیس ہزار بیت کے شرح فرمائی ہی یہ کتاب کلکتہ اور لکھنؤ مین دو تین مرتبہ طبع ہوئی ہی	۱۱

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۴۴	شرح شمسیہ ع (در علم منطق)	۱	م	ص	۰		۴۰
۴۵	شرح صدور تفسیر آیت نور عف (در علم تفسیر)	۱	م	ص	۰	یعنی آیت نور السموات والارض کی تفسیر ہے مقدار کتابت ہزار بیت کسر ہے۔	
۴۶	شرح فتوح الغیب عف نام تاریخی (مفتاح فتوح)	۱	م	ص	ط	یہ لاہور وغیرہ مین حال المتن طبع ہوئی ہے حضرت شیخ لکھتے ہین۔ این کتاب از تصانیف عظیمہ حضرت غوث الاعظمؓ است۔ (کہ در تحقیق مقالات دین وکمالات اہل یقین موافق لسان رسالت وزبان نبوت است چنانکہ شان معارف صدیقان است فرمودہ اند)	۵
۴۷	صحیفۃ المودۃ ف	۱	م	۰	۰	حضرت شیخ نسبت اسکے تحریر فرماتے ہین۔ صحیفۃ المودۃ مثنوی کہ در مراسلت ومکاتبت بہ برادر عزیز ویاران ودوستان واصحاب ارباب تمیز نوشتہ شدہ بود شہر آشوب عالم محبت است خالی از سلاستی وملاستی نیست وکسی کہ مطلع باشد براحوال جماعہ مکتوب الیہم۔ داند کہ در ضمن بیان معانی آن چہ نکتہا ظہار افتہار رعایت کردہ شدہ است چند صد بیت۔ یہ تالیف بہی قابل دید ہے افسوس کہ کتب خانہ موصوفہ مین موجود نہین ہے	۴۶

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۴۸	فتح المنان ع فی تائید مذہب النعمان کتاب ضخیم (علم فقہ با لحدیث)	۱	۰	ص	۰	یہ کتاب فہرس التوالیف سے باہر ہے اور اسکی فضیلت کا ذکر دوجگہ اوپر آچکا ہے۔	۰
۴۹	فصول الخطب عف لتفسیلی اعالی الرتب	۱	م	۰	۰	چونکہ یہ کتاب کتب خانۂ موصوفہ مین نہین ہے، لہذا بصحت معلوم نہین ہوسکتا۔ مگر قیاساً وغالباً اسمین خطبہ ہای جمعہ وعیدین وحج وغیرہ ہونگے۔	۹
۵۰	فہرس التوالیف عف کہ جسکا نام دراصل (تالیف قلب الالیف) ہے یعنی تصنیفات حضرت شیخ کی فہرست ہے۔	۱	م	ص	ط	یہ کتاب مطبع مجتبائی واقع دہلی مین بہ ۱۳۰۹ھ طبع ہوئی ہے۔ الاکمیاب ہے۔ واضح ہو۔ کہ بلحاظ ردیف اصل نام کی اسکا لکھا جانا ردیف (ت) مین چاہیئے تہا۔ مگر چونکہ میری زبان پر لفظ فہرس التوالیف چڑہا ہوا ہے اسواسطے وہی لکھدیا گیا۔ اور یہ لفظ فہرس التوالیف زود فہم بہی ہے جسکا استخراج آسان ہے۔	۰
۵۱	لمعات التنقیح ع فی شرح مشکوۃ المصابیح	۲	م	ص	۰	فہرس التوالیف مین حضرت شیخ نے یہی کتاب بنمبر اول لکھی ہے۔ اور تعداد بیت ثمانین الف یعنی ہشتاد ہزار تحریر فرمائی ہے۔	۱
۵۲	ماثبت بالسنۃ ع فی ایام السنۃ (درعلم حدیث شریف) بہ بیان اعمال ماہانہ تمام سال	۱	م	ص	ط	یہ کتاب مع ترجمہ اردو دہلی مین طبع ہوگئی ہے۔	۲۶

۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
[illegible]	کیفیت	ط	ص	م	[illegible]	نام کتاب	[illegible]
۵	یہ کتاب لکھنو مین دو تین مرتبہ طبع ہوگئی ہے۔	ط	ص	م	۲	مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ عف (در علم سیر) یعنی در سیر حضرت سید مختار و امام الثقلین و الابرار صلی اللہ علیہ وسلم مقدار چہل و دو ہزار بیت	۵۳
۳۱	یہ کتاب کلکتہ و کانپور مین طبع ہوچکی ہے۔	ط	ص	م	۱	مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین عف (جامع فقہ و تصوف) در جمع میان شریعت و حقیقت و ذکر بعضی از اوضاع و افعال مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم مأخوذہ از نہایۃ البیان	۵۴
۲۳		۰	ص	م	۱	مطلب الاعلیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ عف (شرح اسماء الٰہی و بیان خواص) بتعداد ایک ہزار پانسو بیت	۵۵
۶		۰	ص	م	۱	مطلع الانوار البہیہ فی الحلیۃ النبویۃ عف (حلیہ شریف جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) بمقدار ایک ہزار بیت	۵۶

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	نام کتاب	تعداد جلد	م	ص	ط	کیفیت	[illegible]
۵۷	نکات الحق والحقیقۃ ف من باب معارف الطریقۃ (متفرق مسائل تصوف وغیرہ) بقدار سہ ہزار بیت	۱	م	ص	ط	یہ کتاب طبع ہوگئی ہے۔	۴۵
۵۸	نکات العشق والمحبۃ ف	۱	م	۰	۰	یہ کتاب منجملہ اون تینون کتابون کے ہے جو حضرت نے بایام تحصیل علم تالیف فرمائین نمبر ۱۷ و نمبر ۱۱ اوپر لکھے گئے۔ تیسرا نمبر ۵۸ یہ ہے۔	۴۴
۵۹	وصیت نامہ ف	۱	۰	ص	۰	اسمین وصایا ے حضرت شیخ قدس اللہ سرہ درج ہین۔	۰
۶۰	ہدایت الناسک الی طریق المناسک عف {در اعمال حج و زیارت حرمین شریفین}	۱	م	ص	۰	آگے نام اس کتاب کے حضرت شیخ لکھتے ہین کہ رسالہ ایست مضبوط منقح کہ زبدہ مناسک حج و آداب زیارت جہت سالکان این راہ و قاصدان این درگاہ ذکر کردہ شدہ نزدیک بدو ہزار بیت۔	۴۸
۰	میزان	جلد ۶۶	۴۹	۴۵	۱۵	ازروی نمبر شمار دراصل ساٹھ کتابین ہین مگرچہ اسکے نمبر ۱ چار جلدون مین اور نمبر ۲۵ و نمبر ۵۱ و نمبر ۵۳ دو دو جلدون مین ہین۔ لہذا شمار جلدون مین یہ چھہ جلدین بڑھ گئین۔ اسی خانہ تعداد جلد مین میزان چھیاسٹھ جلد کی آئی۔	

ہر چند کہ اس فہرست مین اُن تیرہ کتابون غیر موجودہ کتب خانۂ متذکرۂ بالا کی نسبت اور نیز اون گیارہ کتب مولفۂ مابعد فہرس التوالیف کی بابت محاذی نام ہر ایک کتاب کے خانۂ کیفیت مین لکھدیا گیا ہے۔ کہ یہ موجود نہین ہین۔ یا یہ فہرس التوالیف سے باہر ہین۔ مگر ناظرین کو شاید اونکے یکجا جمع کرنے مین کچھ دقت ہو۔ لہذا احقر ہی اونکے نمبرون کا انتخاب کیے دیتا ہے۔

وہ یہ ہے

تیرہ کتاب غیر موجودہ کتب خانۂ موصوفہ			گیارہ کتاب مولفۂ مابعد فہرس التوالیف		
۱	۲	۳	۱	۲	۳
[illegible]	نام کتاب	[illegible]	[illegible]	نام کتاب	[illegible]
۱	آداب المطالقة والمناظره	۷	۱	آداب اللباس	۶
۲	اسماء الاستاذین	۸	۲	ترجمہ زبدة الآثار	۱۸
۳	افکار الصافیہ	۱۱	۳	جواب بعض کلمات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ	۲۸
۴	انتخاب المثنوی	۱۲	۴	رسالہ اقسام حدیث	۳۴
۵	بناء المرفوع	۱۴	۵	رسالہ شب برات	۳۵
۶	ترغیب اہل السعادات	۱۹	۶	رسالہ صلوة الاسرار	۳۶
۷	تعلیق الحاوی	۲۱	۷	رسالہ عقد انامل	۳۷
۸	حاشیة الفوائد	۲۹	۸	رسالہ وجودیہ	۳۹
۹	حسن الاشعار	۳۰	۹	رسالہ وظائف	۴۰
۱۰	رسالہ نورانیہ سلطانیہ	۳۸	۱۰	فتح المنان	۴۸
۱۱	صحیفة المودة	۴۷	۱۱	وصیت نامہ	۵۹
۱۲	فصول الخطب	۴۹	۰	۰	۰
۱۳	نکات العشق	۵۸	۰	۰	۰

تعداد کتب بہ ہر ردیف

الف	ب	ت	ج	ح	د	ذ	ر	ز	ش	ص	ف	ل	م	ن	و	ی	میزان حروف ۱۷
۱۳	۱	۱۰	۴	۲	۲	۱	۷	۲	۴	۱	۳	۱	۵	۲	۱	۱	میزان کتب ۶۰

تفصیل اس امر کی کہ کتنی کتابین کس کس زبان مین ہین

۱ عربی	۲ فارسی	۳ عربی و فارسی آمیز	۴ میزان
۱۹	۲۷	۱۴	۶۰

مین نے ترتیب اس فہرست مین حتے الوسع خود تنقیح کل تعداد کتب۔ و تصحیح نام۔ و تصریح زبان۔ و تشریح علوم۔ و توضیح ماحصل مطلب وغیرہ وغیرہ ہر ایک کتاب سے کوئی دقیقہ لکھنے سے باقی نہین چہوڑا۔ گویا کہ اس جدول کو آئینہ کل تصانیف حضرت شیخ علیہ الرحمہ کا بنا دیا ہے۔ اور سوائے کتابون مشہورہ کے جو جو کتابین کہ عام طور پر ظاہر نہین تہین۔ اور نظرون سے پوشیدہ تہین۔ اونکو رونماے عوام کر دیا ہے۔ صاحبان حق بین اگر مطابق اس قول میر حسن دہلوی کے ؎

جو دیکہین گے منصف کہین گے یہی	نہ ایسی ہوئی ہے نہ ہوگی کبہی ؁

نہ فرمائین گے۔ تو البتہ اتنا تو ضرور فرمائین گے۔ کہ یہ بطرز عمدہ و پسندیدہ لکہی ہے کہ اتنا ہی فرمانا اونکا میرے حق مین موجب فلاح دارین ہوگا۔

چونکہ شمار اعداد اس فہرست مرتبۂ احقر کی ساٹہہ تک ہے۔ آگے اس سے نمبر اکسٹہہ پر کتاب المکاتیب و الرسائل کو اسواسطے نہین لکہا۔ کہ وہ مجموعہ ہے اڑسٹہہ رسائل کا۔ اور اوسکی فہرست حضرت نے از نمبر ایک تا نمبر اڑسٹہہ علیحدہ لکہی ہے۔ کہ وہ شامل اوسی جلد کے ہے (جیسا کہ مین اوپر اس سے مفصلاً لکہہ چکا ہون) اور وہ

مطبع مجتبائی واقع دہلی مین طبع بہی ہوچکی ہے۔ تو اوسکے اعداد شمار لسلسلۂ اعداد اس فہرست سے کے آسکتے نہ تھے۔ مگر نقل اوس فہرست کی تبرکاً و تیمناً واسطے ملاحظہ ناظرین ذیل مین لکھتا ہون۔ اس فہرست مین حضرت علیہ الرحمۃ نے اعداد اور اسمائے کتب مع ماحصل کتاب لعبارت مقفّٰی عربی مین تحریر فرمائے ہین حالانکہ عربی مین صرف تین ہی کتاب نمبری ۲ و ۵۶ و ۵۷ ہین اور اور سب کتابین فارسی مین ہین۔ اس لیے مین مثل فہرست بالا نہ تخفیف نام کتاب مین کرسکتا ہون۔ اور نہ اوسکے ماخذ مین۔ جیساکہ لکھا ہے بجنسہ ویسا ہی تحریر مین لاتا ہون۔ مگر قبل از تسوید فہرست موصوفہ نسبت اس کتاب مستطاب کے یہان یہ لکھدینا ضرور بلکہ واجب ہے۔ کہ حضرت نے واسطے مطالعہ اس کتاب کے بہت تاکید اور صراحت سے وصیت فرمائی ہے۔ تہوڑی عبارت اوسکی یہ ہے۔

نقل عبارت

خوب ہمنشینے است۔ اگر این مجموعہ رانگاہ می کردہ باشند۔ گاہے چہ وصیت می کنم۔ کہ یک بار از اول تا آخر حرف بحرف بخوانند۔ کہ بروے بجانب راہ راست وارد۔ و در طبیعت انصاف گوارا دارد۔ واگر در اوقات خلوت جلیس وقت وانیس حال سازند۔ ذوقے دیگر ولذتے دیگر خواہد آورد

فہرس المکاتیب والرسائل حضرت سند المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی البخاری قدس سرہ

نمبر شمار	اعداد کتب بزبان عربی	نام کتاب	کیفیت
١	الرسالۃ الاولے	سلوک طریق الفلاح عند فقد التربیۃ بالاصلاح	بحضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
٢	الرسالۃ الثانیۃ	اصول الطریقۃ لکشف الحقیقۃ	ایضاً
٣	الرسالۃ الثالثۃ	تبیین الطریق لاہل الارادۃ بالتزام وظائف الخیر والعبادۃ	ایضاً
۴	الرسالۃ الرابعۃ	تنبیہ اہل العلوم والنہا بتفاوت حال الابتداء والانتہا	بحضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
۵	الرسالۃ الخامسۃ	تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقر المحمدی	ایضاً
٦	الرسالۃ السادسۃ	قرع الاستماع باختلاف احوال المشائخ واقوالہم فی السماع	ایضاً
٧	الرسالۃ السابعۃ	ورود الامداد بالاستقامۃ علی الاوراد	ایضاً
٨	الرسالۃ الثامنۃ	رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیۃ من ارباب الاحوال	بشیخ عبد اللہ نیازی رحمۃ اللہ علیہ
٩	الرسالۃ التاسعۃ	ایراد العبارات الفصیحۃ فی شرح قول النبی علیہ السلام الدین النصیحۃ	
١٠	الرسالۃ العاشرۃ	اقامۃ المراسم فی اعمال المواسم	
١١	الرسالۃ الحادیۃ عشر	تطریب الالحان لمناصحۃ الخلان	
١٢	الرسالۃ الثانیۃ عشر	اختیار التخلی لانتظار التجلی	بنواب خانخانان سپہ سالار

نمبر شمار	اعداد کتب بزبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۱۳	الرسالة الثالثة عشر	تحصیل المطلوب بانتظار المحبوب ورعایة الاعتدال فی العلم والحال	به رکن السلطنت نواب مرتضی خان
۱۴	الرسالة الرابعة عشر	تذکیر اولی الاحلام بان لذات الدنیا کلها آلام ورفع التعب والعنا بالجمع بین الفقر والغنا	بنواب خانخانان سپه سالار
۱۵	الرسالة الخامسة عشر	رفع صوت الخیبات بالتمام ضعف المشیب	بشیخ ابوالخیر مبارک
۱۶	الرسالة السادسة عشر	تقسیم الانام علی اربعة اقسام	بنواب فرید مرتضی خان
۱۷	الرسالة السابعة عشر	تنبیه الغافلین بغبار الدنیا وأربابها واغترار الجاهلین بزخارفها واسبابها	این رساله در واقعه حلت جلال الدین اکبر بادشاه برکن السلطنت بنواب سید فرید مرتضی خان برای اطلاع وآگهی نور الدین محمد جهانگیر بادشاه فرستاده شده
۱۸	الرسالة الثامنة عشر	سلوک اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل صلی الله علیه وآله وسلم	بنواب خانخانان
۱۹	الرسالة التاسعة عشر	صدق التعطش والدوام فی طلب المقصد والمرام	ایضاً
۲۰	الرسالة العشرون	تثبیت القدم علی الاصطبار بترک صحبة الاضداد والاغیار	بشیخ ابوالفیض
۲۱	الرسالة الحادیة والعشرون	تجدید الذکر فی بیان حقیقة الشکر	بنواب فرید مرتضی خان
۲۲	الرسالة الثانیة والعشرون	اتحاف الاحبة ببیان حدیث المحبة	بنواب خانخانان سپه سالار

نمبر شمار	اعداد کتب زبان عربی	نام کتاب	کیفیت
٢٣	الرسالة الثالثة والعشرون	حفظ الوقت بترك الاختلاط والمجانبة عن صحبة الاخلاط	بشیخ اسمعیل
٢٤	الرسالة الرابعة والعشرون	تسبيب الخير لدفع الغير ودوام الالتجاء بالخوف والرجاء	بنواب سید فرید مرتضی خان
٢٥	الرسالة الخامسة والعشرون	كشف استار الظلم عن لسان الحال والقال والقلم	برکن السلطنت سید فرید مرتضی خان
٢٦	الرسالة السادسة والعشرون	سلوك الطريق الفجاج بالاجتناب عن الانحراف والاعوجاج	
٢٧	الرسالة السابعة والعشرون	كشف الاستار عن تحقيق معنى الكسب والاختيار	
٢٨	الرسالة الثامنة والعشرون	ترك الاختيار والتدبير بالاكتفاء بتدبير العليم الخبير	
٢٩	الرسالة التاسعة والعشرون	تحقيق الياس عن قول ايمان الياس	
٣٠	الرسالة الثلثون	وجود الغناء في احدية الذات بالغيبة عن جميع النسب والجهات	در بیماری خود نوشته اند
٣١	الرسالة الحادية والثلثون	سلوك طريق التعليم ببيان حقيقة الرضا والتسليم	ایضاً
٣٢	الرسالة الثانية والثلثون	مشاهدة الابرار بين التجلي والاستتار	
٣٣	الرسالة الثالثة والثلثون	التعظيم لامر الله والشفقة على خلق الله	بنواب فرید مرتضی خان

نمبر شمار	اعداد کتب بزبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۳۴	الرسالة الرابعة والثلثون	ہدایة الانام الی التمسک بالشرائع والاحکام	
۳۵	الرسالة الخامسة والثلثون	تنبیه اولے الالباب بالمواظبة علی الادعیة والاحزاب	
۳۶	الرسالة السادسة والثلثون	استیناس انوار القبس فی شرح دعاء انس	
۳۷	الرسالة السابعة والثلثون	تجلیة القلوب بقدس الملکوت بشرح دعاء القنوت	
۳۸	الرسالة الثامنة والثلثون	تحصیل البرکات به بیان معنی التحیات	
۳۹	الرسالة التاسعة والثلثون	تثبیت الفواد بتصور عظمة رب العباد	بشیخ نور الحق رح
۴۰	الرسالة الاربعون	دفع الکسل بالمواظبة علی العمل	
۴۱	الرسالة الحادیة والاربعون	تنویر القمر لیلة البدر فی تصور معنی شرح الصدر	
۴۲	الرسالة الثانیة والاربعون	تدقیق البیان فی ایجاب الشکر المزید واستلزامه بحصول المحبة فی التوحید	
۴۳	الرسالة الثالثة والاربعون	تحقیق الدعاء والاستمداد بلسان القال والحال والاستعداد	
۴۴	الرسالة الرابعة والاربعون	علی لسان القلم ببیان معنی قولهم لا راحة الا فی القدم او العدم	
۴۵	الرسالة الخامسة والاربعون	اظهار الحسرة والاستبعاد بتقصیر النفس فی اصلاح المبداء والمعاد	
۴۶	الرسالة السادسة والاربعون	حرقة الجنان بتمنی الکشف والعیان	بشاہ ابوالمعالی قدس سرہ

نمبر شمار	اعداد کتب زبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۴۷	الرسالۃ السابعۃ والاربعون	طیب المذاق بوجدان الذوق فی مقام الاطلاق	
۴۸	الرسالۃ الثامنۃ والاربعون	حراستہ الایمان عن مکائد النفس والشیطان	
۴۹	الرسالۃ التاسعۃ والاربعون	توصیتہ الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب	
۵۰	الرسالۃ الخمسون	تنبیہ اہل المنکر برعایۃ آداب الذکر	
۵۱	الرسالۃ الحادیۃ والخمسون	تذکیر اہل الذکر ببیان فضیلۃ علی الفکر	
۵۲	الرسالۃ الثانیۃ والخمسون	الاعتصام بحبل الصبر والثبات عند اجتماع اسباب اللذات والشہوات	الشیخ نور الحق علیہ الرحمۃ
۵۳	الرسالۃ الثالثۃ والخمسون	تسویتہ الادنے والاعالے بالخوف والسکوت فی حضرت لاابالے	
۵۴	الرسالۃ الرابعۃ والخمسون	تذکیر اہل المجاہدہ بان المکاتبۃ عین المشاہدہ	
۵۵	الرسالۃ الخامسۃ والخمسون	تبصرۃ الاغنیا بان الفقر مرآت جمال الغنا	
۵۶	الرسالۃ السادسۃ والخمسون	اسقاط اعتبار الاجساد والاشباح عند ملاقاۃ القلوب والارواح	
۵۷	الرسالۃ السابعۃ والخمسون	فی ذکر الاحوال والاقوال علی رعایۃ طریق الاستقامۃ والاعتدال	
۵۸	الرسالۃ الثامنۃ والخمسون	تحصیل الغنائم والبرکات بتفسیر سورۃ والعادیات	

نمبر شمار	اعداد کتب زبان عربی	نام کتاب	کیفیت
۵۹	الرسالۃ التاسعۃ والخمسون	ترجمۃ مکتوب النبی الاجل فی التعزیۃ ولد معاذ بن جبل	
۶۰	الرسالۃ الستون	ایراد العبارات بلسان الاشارات	بشاہ ابوالمعالی قدس سرہ
۶۱	الرسالۃ الحادیۃ والستون	طلاق اللسان بشکایت حال الھجران	
۶۲	الرسالۃ الثانیۃ والستون	اظہار القلق والاضطراب فی حصول المطلوب بلا ارتیاب	
۶۳	الرسالۃ الثالثۃ والستون	توصیۃ الاخوان بالصبر علی جفاء اہل الزمان	
۶۴	الرسالۃ الرابعۃ والستون	طلب الغور فی قصۃ سفر لاہور	بشیخ نور الحق رح
۶۵	الرسالۃ الخامسۃ والستون	سلوک الطریقۃ علی نہج المجاز قنطرۃ الحقیقۃ	
۶۶	الرسالۃ السادسۃ والستون	تسلیۃ السائل ببیان المسائل	
۶۷	الرسالۃ السابعۃ والستون	وجدان البرد باشتمام الورد	
۶۸	الرسالۃ الثامنۃ والستون	جمع الکلمات العارفین من اہل الصدق والیقین	

انتباہ	عند المقابلہ فہرس التوالیف و نیز سرنامہ ہر ایک رسالہ مشمولہ اصل کتاب کے دو اختلاف پاے گئے۔
ایک	یہ کہ بعض اعداد و اسماے رسائل مندرجہ فہرست موصوفہ کے کتاب مین پیش و پس لکھے گئے ہین یعنی اس کتاب کے دو حصہ ہین۔ سو حصہ اول مین از نمبر ۲۹ تا نمبر ۳۳ اور حصہ دوم مین از نمبر ۵۴ تا نمبر ۶۸ ہمگین بیس نمبر مین اتنا اختلاف ہوا ہے۔ مثلاً فہرست مین جس نمبر پر جو نام کسی نسخہ کا لکھا ہے۔ کتاب مین وہ دوسرے نمبر پر مندرج ہے۔
دوسرے	یہ کہ فہرست از نمبر ۱ تا نمبر ۶۷ ہے۔ اور کتاب از نمبر ۱ تا نمبر ۶۸ پایا جاتا ہے۔ کہ ایک رسالہ کسی سبب سے فہرست مین لکھنے سے رہ گیا اسلئے مین نے موافق اعداد و اسماے رسائل یہ فہرست مرتب کی کیونکہ تبدل اعداد شماریہ مندرجہ فہرست سے یا فرو گذاشت ہوجانے ایک عدد کے کچھ حرج کسی نوع کا نہین ہے جبکہ ہر ایک نسخہ مطابق منشا اسم اپنے کے موجودہ کتاب ہے۔

ہر چند کہ مجھکو اس مضمون کے لکھنے کی چندان ضرورت نہین تھی۔ مگر اس خیال سے کہ شاید کوئی اہل مطالعہ از روے نمبر مندرجہ فہرس التوالیف کے دیکھنا کسی نسخہ کا اصل کتاب مین چاہے۔ اور اوس نمبر پر اوسے نہ پاوے۔ تو مجھپر معترض نہو۔

قابل الاظہار

اس موقع پر یہ بات بھی قابل الاظہار ہے۔ کہ حضرت نے جو تعداد ابیات اپنی کل تصانیف کی فہرس التوالیف مین قریب پانچ لاکھ کے تحریر فرمائی۔ وہ بہ ثبت اونھین کتابون کے ہے۔ کہ جو قبل از فہرست موصوفہ تالیف ہوئین۔ مگر بعد مین اوسکی جو گیارہ

کتابین مولفهٔ حضرت کی اوربائی گئین۔ اونکی تعداد ابیات بسبب نہونے اونکی فہرست کے معلوم نہین ہوتی۔ لیکن مین بلحاظ اونکی ضخامت کے کہ جنمین فتح المنان سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ اور اوس سے کمتر کہہ سکتا ہون۔ کہ ایک لاکہ سے کم نہونگے۔ بلکہ کچہہ زیادتی ہون تو بعید نہین۔ تو اس صورت مین مجموعہ کل ابیات کا تعداد چہہ لاکہ کے ہوتا ہے۔

جملہ

فردوسی علیہ الرحمتہ نے ایک حساب سے پچاس ہزار اور ایک حساب سے اسی ہزار ابیات شاہنامہ کے تیس برس مین لکھے ہین۔ اور اونکے لکھنے مین بہت ہی رنج ومحنت ظاہر کی ہے۔ اور اس تصنیف پر بہت کچہہ خودستائی کی ہے۔ چنانچہ آخر شاہنامہ کے جو ہجو سلطان محمود کی لکہکر شامل کی ہے اوسمین ایک مقام پر فرماتے ہین۔

بسے رنج بردم درین سال سی	عجم زندہ کردم بدین پارسی
جہان از سخن کردہ ام چون بہشت	ازین پیش تخم سخن کس نکشت
سخن گستران بیکران بودہ اند	سخنہا بے اندازہ بیمودہ اند
ولیک ارچہ بودند ایشان بسے	ہمانا نگفت است زین سان کسے

دوسرے مقام پر فرماتے ہین۔

بہ سی سال اندر سرائے سپنج	چنین رنج بردم بامید گنج
زابیات غرا دو دہ سی ہزار	مرآنجملہ در شیوہ کارزار

یعنی اگر دو دس اور ایک تیس سمجھے جائین تو پچاس ہزار۔ اور جو دو دس اور دو تیس تصور کیے جائین تو اسی ہزار ابیات ہوتے ہین۔ پہر فرماتے ہین۔

چو سی سال بردم بہ شہنامہ رنج	کہ شاہم بہ بخشد بپاداش گنج
مرا زین جہان بے نیازی دہد	میان یلان سرفرازی دہد
چو عمرم بنزدیک ہشتاد شد	امیدم بیکبارہ برباد شد

بیاد آش رنجِ مرا در کشاد ❊	بمن بجز بہائے فقاعے نداد

اور ہمارے حضرت شیخ نے چہہ لاکہ ابیات چورانوے سال کی عمر تک لکہہ ڈالین اور کبہی ایک حرف تک بہی رنج و محنت کا زبانِ قلم پر نلاے ۔ اور خود ستائی تو کیسی ۔

ذکر تصنیفات نظم حضرت شیخ الاجل رحمۃ اللہ علیہ

واضح ہو کہ ہر طرح کی نظم حضرت کی مثل دیوان غزل و قصائد وغیرہ بقدر دو یا اڑہائی ہزار شعر کے ہے ۔ اور حقی آپکا تخلص ہے ۔ اونمین سے چند اشعار جو میری نظر سے گذرے وہ یہ ہین ۔ ایک مطلع اور مقطع ایک غزل کا لکہتا ہون

دو ویرش (دیوارش) از کثرت اغیار نجاتم دادند	رہ بسوے حرم وحدتِ ذاتم دادند
حقی از گوشہ دہلی نہ نہم پا بیرون	خود گرفتیم (یعنی فرض کردیم) کہ ملکِ گجراتم دادند

مطلع مین مضمون تصوف کا ہے ۔ اور حضرت کے مقام فنا فی اللہ سے خبر دیتا ہے اور مقطع حضرت کے تمکن دہلی ۔ اور حضرت کے جدِّ اعلے کے تاریخی مضمون سے مطلع کرتا ہے یعنی حضرت آقا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے گجرات اور بندرہاے سمندر متعلقہ گجرات فتح کیے ۔ اور اون حدود کے سردار و حاکمِ اعلے تہے ۔ اگر اونکی میراث مین مثلاً حضرت شیخ کو ملکِ گجرات قبضہ مین دیا جاوے ۔ تو بہی حضرت کا یہ عزم بالجزم ہے کہ موافق ارشادِ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے (کہ آپکے حق مین یہ حکم فرمایا تہا کہ دہلی سے آپ باہر قدم نہ نکالین) نہ جاؤن ۔ اور ایک یہ خوبی اس شعر سے نکلتی ہے کہ بود و باش آپ کی کنارہ آبادی دہلی کہنہ پر تہی ۔ تو لفظ گوشہ سے حضرت نے گویا پتہ بہی اپنے مقامِ سکونت کا ظاہر کر دیا ۔

شعر

حقی کجا و صحبت کس کز خیالِ دوست	دارد بخود چو مردم دیوانہ عالمے

رباعی

حقی ز پئے قصه و افسانه شدی — چون مردم روزگار فرزانه شدی
درویشی ترا ز ذکر شاہان چه غرض — مفتون سخن گشتی و دیوانه شدی

یہ اشعار بھی مثل مطلع اول متصور ہین- اور ایک قصیدۂ نعتیہ تمام و کمال یہ ہے-

قصیده

بیا ایدل دمے از ہستی خود ترک دعوے کن — میفگن چشم بر صورت نظر در عین معنے کن
فگندی چون نظر در عین معنی بعد ازان ایدل — چو عنقا از سر عزت بقاف فقر ماوے کن
ز چاک سینه ہر دم صد نوائے در دل بشنو — بدین قانون محنت ترک بزم اہل دنیا کن
چو زین دار فنا قصد سفر سوئے دگر داری — چرا غافل نشینی ایدل اسبابش مہیا کن
بصد خون جگر در زیر ران کش توسن نفست — بدینسان زاد و راحل گیر و قصد راه عقبے کن
پس انگه بر سر کوی فنا نه پائے استغنا — وجود خویش را گم در شہود نور مولے کن
اگر خواہی تماشائے جمال شاہد معنی — نخست این چشم صورت بین و مثل چشم اعمی کن
بشاگردی برآ در مکتب جان پس بلوح دل — بتعلیم دبیر عشق حرف شوق املا کن
مبند ای خفته دل چشم تماشا سر فرو مفگن — بعین عبرت آخر سیر صنع حق تعالے کن
چه حاجت کز پئے خلوت روی در کنج تنہائے — بیاد دوست خود را از خیال غیر تنہا کن
بیا در انجمن خلوت گزین و از ره دیگر — بچشم دل جمال دوست را ہر دم تماشا کن
بلسش غیر را محرم مگردان بلکه در خلوت — چنان پوشیده کن ذکرش که از دل نیز اخفا کن
چو نفی ماسوی کردی چه دل گو جان همه هیچ اند — دلیلت کل شیئ ہالک الا وجہه را کن
چو فرق واضح آمد درمیان مہلک و ہالک — ہلاک و نیستی را حکم بر ہر چیز حالا کن
کش از پرگار لا خط عدم بر صفحۂ عالم — بسان دائره آنرا محیط جمله اشیا کن
پس انگه نقطۂ ذات ست کامد مرکز ہستی — برون زین دائره آن نقطه را اثبات الا کن

برون از روی صورت شو و از معنی درون آیش
همان نقطه تحرک کرد و آمد دائره پیدا
چو بینی نور مطلق خویشتن را در میان ناری
مسمی واحد و اسمای او از حد و عد بیرون
در اسمای حقیقی شد مسمی عین هر اسمی
معمائیست مشکل در حساب عاقلان وحدت
کمال نفس در تهذیب اخلاقت بدست آید
حقیقت از شریعت نیست پیش عارفان بیرون
برین کشتی نشین تا بگذری زین بحر بی پایان
زبان بگشا بنا فرموده شارع اهل شرع ۱۲ سخن بنیت
دهان را قفل خاموشی نه و سربسته دار آن در
وگر خواهی زبان بگشائی و راه سخن پوئی
سرمه آرای ملک آفرینش احمد مرسل
نشد تا بر سر منشور عالم خاتم حکمش
بیان قربت او قاب قوسین است او ادنی
قیاس رتبه و مقدار فضل از انبیا تا وی
حبیب الله بود او انبیا را دان محب الله
بخود دیر فت موسی لیکن او را حق بخود بردش
چو خود بردند او را حق او قدر او ای گفتند
خطاب با عتاب ان تولیتم اگر خواندی
اگر از حسرت دنیا و عقبی آرزو داری

میان نقطه و آن دائره غیرت با فنا کن
مثال از بهر این از نقطه جیم الله پیدا کن
هو الحق از انا الحق بعد ازین مختار او کن
بهر اسمی شهود نور ذات آن مسمی کن
عجب مشکل حدیث است این بگوش هوش اصغا کن
بتحصیل کمال نفس حل این معما کن
وگر این راه هوس داری بنای شرع برپا کن
مثال آن بکشتی ساز و شیب این بدریا کن
نه چون فرعون خود را غرق بحر کفر و اغوا کن
پی اسمای توقیفی زبان عجز گویا کن
کلید امر شش آور و آن در بسته را وا کن
ثنای پادشاه یثرب و سلطان بطحا کن
که پیش از وی نشد در ملک هستی کار فرما کن
ز دیوان ازل نا مدبران منشور طغرا کن
بمقدار حلوق قدر او این نیز ادنی کن
ز قطره تا بدریا یا ز ذره تا به بیضا کن
قیاس کار از اسری بعبده و جای موسی کن
ز رفتن تا بردن فهم فرق آشکارا کن
بموسی لن ترانی فهم تفضیلش از نیجا کن
باین وانی والا قدر ملک دین تولا کن
بدرگاهش بیا و هرچه میخواهی تمنا کن

بیا ایدل قدم نه بر سرِ کوی وفا وانگه　　ز راهِ صدق جان را خاکِ راهِ آن کفِ پا کن

سر و تن را براهِ جلوهٔ آن سرو بالا کش　　دل و جان را فدای حسنِ آن رخسارِ زیبا کن

ثنایش گو ولی چون نیست ایفایش ز تو ممکن　　باین یک بیت مدحش را علی الاجمال اکتفا کن (کافی ۱۲)

مخوان او را خدا از بهرِ امرِ شرع و حفظِ دین　　دگر هر وصف کش میخواهی اندر مدحش انشا کن

چو از انشای تفصیلِ صفاتش عاجزی ایدل　　بیا و عرضِ حالِ خویش بر خدامش اینها کن (عرض و طلب ۱۲)

خرابم در غمِ هجرِ جمالت یا رسول الله　　جمالِ خود نمای رحمی بجانِ زارِ شیدا کن

اسیرانِ تو جان داده اند در هجرِ لبِ لعلت　　دهان بکشا و از راهِ کرم احیای موتی کن

جهان تاریک شد از ظلمتِ ظلمِ سیه کاران　　بیا و عالمی را روشن از نورِ تجلی کن

زیان کاران ببازارِ هوا سودای زر دارند　　شکستِ رونق و گرمیِ این بازارِ سودا کن

همه بی همتانِ دهر بخل آئینِ خود کردند　　بلطفِ امعان مبین از کرم احیای محیا کن (زندگانی ۱۲)

ز ظلمِ ظالمان شور است و غوغا هر طرف آخر　　بعدل و رافتِ خود برطرف این شور و غوغا کن (دور کردن ۱۲)

بسنگِ سیم و زر جاهل گران بار است از عالم　　بمیزانِ عدالت قدرِ هر یک را هویدا کن

بصدیق صداقت پیشه فرما تا قدوم آرد　　طریقِ صدق و آئینِ وفا را باز پیدا کن

عمر را باز بنشان بر سریرِ معدلت آئین　　بدین آئین میانِ خلق رسمِ عدل احیا کن

همه کس راست از عجب و تکبر دعوی اندر سر　　ز سر بفرست عثمان را و قطعِ امرِ شورا کن

بدفعِ حیله اینرو بهان بفرست شیرِ حق　　بفرمایش که قلعِ باغیان و قمعِ اعدا کن

بزورِ بازوِ خیبر کشا بنیادِ جهل افگن　　رواجِ رونقِ بازارِ علم و کارِ تقوی کن

دگر نائی تو با یاران بظلم آباد این دنیا　　بدفعِ ظالمان حکمِ نیابت را بعیسی کن

بهر صورت که باشد یا رسول الله کرم فرما　　بلطفِ خود سر و سامانِ جمعِ بی سر و پا کن

محبِ آل و اصحابِ توام کارِ من حیران　　بلطفِ خویش هم امروز هم در روزِ فردا کن

بیا حقی مده تصدیع خدامِ جنابش را　　که احوالِ تو معلوم است اظهارش مکن یا کن

سکونت ورزو تسکین دل خود از قسمنا کن	بقسمت باش راضی دم مزن الا بشکر حق

چنانچہ یہ قصیدہ حضرت نے اخیر مین اخبار الاخیار کی درج فرماکر لکھاہی

کہ مسودہ این قصیدہ اگرچہ درین دیار صورت یافتہ بود۔ ولیکن بعد از وصول سعادت زیارت مدینہ مطہرہ در حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات خواندہ شدہ بموقف اجابت وصول یافتہ۔ موجب مامول حقیقی گشتہ والحمد للہ علی ذلک

اور زاد المتقین مین یہ تحریر فرماتے ہین۔

عبارت زاد المتقین

بعد از انکہ این حقیر بوصول مدینہ مطہرہ وسعادت حضور مسجد سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف شد۔ شب جمعہ کہ پردہ از عمارت داخل مرقد شریف برمیدارند۔ قصیدہ پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گردانید۔ چون بدین بیت رسید۔ بیت

جمال خود نما رحمی بجان زار شیدا کن	خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ

چندان تکرار کردہ شد۔ کہ گریہ زار زار در گرفت۔ غالب آنست کہ بسمع رضا سے موقف اجابت رسیدہ باشد وموجب حصول مقصود گشت۔ بعلامت آنکہ در مدت قریب بسعادت بشارتے از جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کہ شیخ عبد الوہاب متقی در وقت وداع اشارتے کردہ بودند) فائز ومستسعد گشت۔

ذکر زیارت بار اول

می بینم کہ بابے از مسجد شریف کہ درمیان اسطوان سریر۔ واسطوان محرس کہ آنرا اسطوان علی گویند۔ دران وقت کشادہ ست۔ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدان استادہ اند۔ وفقیر حقیر از باب روضۂ شریف کہ قریب محراب آنحضرت است درآمدہ

۱۲ ستون

آنحضرت مقدار دہ دوازدہ قدم بلکہ بیشتر براے استقبال بندہ خود بنعت شوق وعنایت چنانکہ مہمان عزیز را کنند - آمدند - واین ضعیف در پاے آنحضرت افتادہ - پس سر بندہ خود را برداشتہ و در کنار گرفتہ و معانقہ فرمودند - و تبسم و استبشار نمودند - و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دران وقت بصورت یکے از فقہاے مالکیہ کہ در مسجد شریف درس میگفت بودند

ذکر زیارت بارِ دوم

آپ بنسبت اس زیارت ثانی کے یہ لکھتے ہین

وکان ذلک وقت السحر من لیلة الخمیس السابع عشر او الثامن عشر واللہ اعلم من شہر رجب المرجب سنة ثمان وتسعین وتسع مائة (یعنی شب پنجشنبہ ۱۷ یا کہ ۱۸ رجب ۹۹۸ھ ہجری) بمسجد قریب جبل اُحد علی باب مشہد سید الشہداء عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ - والحمد للہ علی ذلک -

فائدہ - یہ جبل اُحد مدینہ طیبہ سے تین کوس ہے - اور اُحد نام ایک مقام کا ہے چونکہ یہ پہاڑ قریب اوس مقام کے ہے - اسواسطے بنام جبل اُحد مشہور ہے - اور اس پہاڑ سے بفاصلہ نصف میل مشہد جناب امیر حمزہ عم رسول اللہ صلعم سید الشہدا غزوۂ احد کا لعمارت عالی بنا ہوا ہے - اور متصل اوسکے ایک مسجد بھی ایسی ہی تعمیر عمدہ کی ہے - پس وہ یہی مسجد ہے - کہ جسمین زیارت شریف کا ہونا حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے - اور راقم اس مسجد مین نماز پڑہ آیا ہے -

ذکر زیارت بارِ سوم

بذیل زیارت دوم ذکر زیارت بار سوم آپ یہ لکھتے ہین

ویک شب دیگر نیز کہ باحیاے آن در روضۂ مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مشرف شد۔ و در حقیقت آن لمحہ بیش نبود چنانکہ گفتہ اند سنۃ الوصال سنۃ۔ دران شب نیز مقدار لمحہ با دراک لذتے مخصوص شد۔ کہ تعبیر ازان از حیطۂ تقریر و بیان و حیز امکان بیرونست۔ فَلِلّٰہِ الْمِنَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ

ذکر زیارت بار چہارم بمقام مکۂ معظمہ

یہ زیارت بار چہارم بمقام مکۂ معظمہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ ہجری بطرز عجیب و غریب ہوئی کہ کیفیت حال اس مشاہدہ کی آپ نے پانچ صفحہ پر زاد المتقین مین لکھی ہے۔ کہ جسکا انتخاب بکمال اختصار لکھتا ہون۔

التماس این حقیر از حضرت وے بعد از تشریف بروئیت جمال شریف کہ در کرت اولے بصورت یکے از فقہاے مالکیہ دیدہ بود (آن بود کہ بار دیگر بحلیۂ مخصوص و جمالے خاص مشرف سازند۔ کہ بحلیۂ شریف آنحضرت کہ منقول و مسطور ست موافق باشد) این بار آنچنان بود۔ و حصول این نعمت بعد از آمدن مدینہ و گزاردن حج ثانی در مکۂ معظمہ شد۔ دیدم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بر سریرے نشستہ درس علم حدیث شریف میفرمائند و انوار جمال و جلال از وجہ شریف وے متلالی ہست و با حسن صورت متجلی است۔ کہ فوق آن تصور نتوان کرد۔ و خیال بست۔ وغیرہ وغیرہ پس بیدار شدم و تجدید وضو نمودم۔ و آنچہ خدا خواستہ بود۔ از نماز گزاردم و بر آن حضرت تحفۂ صلوات فرستادم و در ہمین شب باز بخواب می بینم۔ کہ حضرات امام شہید سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابی عبد اللہ الحسین بن امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہما قائم اند۔ و تجویز جیش برائے مقابلہ اعداے دین از یزیدیان می نمایند۔ الخ۔ والحمد للہ علی ذالک۔

بعد در آخر ہمین شب قبل طلوع فجر یکے از مشائخ را کہ شیخ محمد طاہر نام داشت و صاحب الحرمین بود وغیرہ وغیرہ مے بینم کہ در خلوت کہ در دہلی داشتہ ہست۔ قدرے بیماری وارد۔ من بقصد

عیادت بخدمت او در آمده ام الخ۔ پس بیدار شدم۔ و بنماز فجر بحرم شریف حاضر شدم۔ والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ اجمعین۔ وکانت ہذہ الواقعات لیلۃ الحادی والعشرین من ذی الحجۃ الحرام من السنۃ المذکورۃ بسوق اللیل فی جوار مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی یہ واقعات بشب ۲۱ ذی الحجہ ۹۹۸ ہجری بمحلہ سوق اللیل کہ جو نزدیک مکان مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے وقوع مین آئی۔

ذکر مکتوبات شریف

سوائے تصنیفات نثر و نظم جو مکتوبات حضرت کے دیکھنے مین آئے تو عجب طرز تحریر اونکا پایا۔ کہ آغاز نامہ مین نہ القاب ہے اور نہ نام مکتوب الیہ کا۔ غالباً لفافہ پر لکھا جاتا ہو کتاب مجموعہ مکتوبات شریف کے اول حصہ مین منجملہ چالیس رسائل کے چوبیس مکتوب باسماے ذیل ہین۔

نمبر	نام مکتوب الیہ	تعداد مکتوب	کیفیت
۱	حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ	۷ قطعہ	
۲	شیخ عبداللہ نیازی رحمۃ اللہ علیہ	۱ قطعہ	
۳	نواب خانخانان سپہ سالار	۵ قطعہ	
۴	رکن السلطنت نواب سید فرید مرتضے خان	۷ قطعہ	
۵	شیخ ابوالخیر مبارک	۱ قطعہ	
۶	ملک الشعرا و مشیر سلطنت شیخ ابوالفیض فیضی	۱ قطعہ	
۷	شیخ اسمعیل	۱ قطعہ	
۸	شیخ نور الحق فرزند کلان حضرت شیخ علیہ الرحمۃ	۱ قطعہ	
۰	۰	۰	

کسی مین بھی خطوط مین حضرت خواجہ صاحب یا شیخ صاحب یا جناب نواب صاحب نہین ہے
چنانچہ جس طریقہ سے کہ ان صاحبون کے نام خطوط لکھے گئے منجملہ اونکے صرف ایک
یا دو دو رسائل کا عنوان مع کسی قدر مضمون ابتدائی بطور نمونہ کے لکھتا ہون مثلاً سات قطعہ
بخدمت حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ تحریر پائے اونمین سے اول اور سوم کا عنوان اور
آغاز مضمون یہ ہے ۔ دوم کو اسواسطے چھوڑ دیا کہ وہ بالکل عربی مین ہے ۔

خط اول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ عـ۱ـ المکاتیب

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ ہداۃ طریق الحق ومحیی دین اللہ شخصی آمد
و رقعہ از انجناب بجانب این ذرہ حقیر آورد ۔ و مرا ازان تعجب روے نمود ۔ از دو وجہ یکے آنکہ
با وجود آن مشغولی وحالت سکوت وحضور کہ عنایت حق جل وعلا نصیب ایشان گردانیدہ است
چگونہ التفات باین عالم آوردہ اند عجب تر آنکہ ۔ الخ ۔ اما چون ایشان را باین وادی آوردہ اند
بیشک درینجا سرے خواہد بود ۔ یکے از اوصاف صادقان راہ آنست ۔ کہ لیفید
لکل مستفید ویستفید کل مفید ۔ فقرۂ ثانی اگر مصدوق این بندہ است کلمہ اولے مصدق
حال ایشان خواہد بود ۔ **بیت** ۔ یقین میدان کہ شیران شکاری + درین رہ خواستند از موریاری
الخ ۔ تا ۵ صفحہ ۔

خط سوم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ عـ۳ـ المکاتیب

شیخ امام اجل عارف باللہ علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ تبیین الطریق میفرمایند ۔ کہ طریق
موصل الی اللہ تعالے عبادت است ۔ چنانچہ ناطق ہست بدان قرآن عظیم ۔ ان اللہ
ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم ۔ الخ ۔ تا ۳ صفحہ ۔ باقی پانچ خطوط کا عنوان مطابق خط سوم ہے

بشیخ عبد اللہ نیازی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ عـ۸ـ المکاتیب

الحمد للہ رب العالمین ۔ مکتوب مرغوب نصیحت اسلوب رسید ۔ وبمطالعہ آن مشرف شد

وازنصائح آن وفوائد کتاب مرآت الصفا کہ مصحوب مکتوب ارسال داشتہ بودند۔ بہرہ مند ومستفید گشت ۔ وبرنعمت پروردگار کریم جل جلالہٗ وظیفہ شکرگزاری بجا آوردہ تا ۵ صفحہ

نواب خانخانان کے نام پانچ قطعہ ہین۔ اونمین سے خط اول کا یہ عنوان ہے۔ اور باقی چار خط کا بھی یہی عنوان ہے۔

بنواب خانخانان لاالٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ ۱۲ المکاتیب

انوار توفیق ابد۔ واسرار تحقیق ازل۔ شامل احوال سعادت مآل۔ حاصل اوقات بابرکات باد آمین۔ ہرچند خواست کہ بعد از عرض دعا حرفے از حکایت این راہ بگوید۔ وسخنے از سلوک این طریق بنویسد۔ الخ۔ تا ۳ صفحہ۔

نواب سید فرید مرتضیٰ خان کے نام سات رسائل ہین۔ اول باین عنوان وتمہید ہے۔

بنواب مرتضیٰ خان لاالٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ ۱۳ المکاتیب

طلب باید وانتظار۔ بطلب وانتظار۔ بہوس وآرزو بمطلوب نتوان رسید۔ الخ۔

دوسرا در واقعہ رحلت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ برائے اطلاع وآگہی نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ انکے پاس بھیجا گیا۔

ایضاً لاالٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ ۱۷ المکاتیب

سبحان الملک الحی الذی لایموت ولایفوت غبار محنت وکدورتے کہ از ہیجان این واقعہ عظیمہ وداہیہ شدیدہ بر صفحات خاطر خلائق نشستہ وحیرتے ووحشتے کہ از نزدیک واقع شدن این حادثہ روے دادہ از حیطہ تقریر وتحریر بیرونست چہ توان کرد سنت الٰہی برین جاریست تا بود چنین بود۔ چہ شاہ وچہ گدا۔ ہمہ را ہمین راہ است۔ **شعر**

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود		وآنکہ پاینده و باقیست خدا خواہد بود

حق جل و علا بدولت و شوکت این پادشاہ گردون شکوہ قوی دولت جوان بخت (مراد نور الحق محمد جہانگیر بادشاہ سے ہے) ابد اللہ جلالہ وخلد فی مراضیہ ملکہ و اقبالہ تمامہ برایا را از خاص و عام خصوصاً زمرۂ اسلام در کنف امن و امان و سایۂ عدل و احسان از جمیع آفات و مکروہات محفوظ و مصون داراد۔ اللھم اصلح الانام والامۃ والراعی والرعیۃ والف قلوبھم فی الخیرات۔ این دعا از عظماے مشائخ قدس اللہ اسرارہم مرویست مداومت بران مثمر سعادت دنیا و آخرت و باعث امن و امان ظاہر و باطن است۔ دیگر این دعا۔ اللھم اصلح امۃ محمدؐ۔ اللھم ارحم امۃ محمدؐ۔ اللھم اغفر لامۃ محمدؐ۔ گفتہ اند کہ ہر کہ بر آن دوام نماید۔ در مرتبہ بپایۂ ابدال نشیند۔ واللہ الموفق۔ تا ۶ صفحہ۔

بشیخ ابوالخیر مبارک لاالٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ ۱۵ المکاتیب

اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعفٍ قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفاً و شیبۃ یخلق ما یشاءُ و ھو العلیم القدیر۔ آدمی زاد را بعد از طے ادوار و اطوار خلق نطفگی (مانند[۱۲]) و جنیشی (حرکت[۱۲]) از ابتدا بروز و ظہور صورت عنصری وے در عالم کون و فساد سہ[۳] درجہ است۔ خردی و جوانی و پیری۔ الخ۔ تا ۳ صفحہ۔

بشیخ ابوالفیض فیضی لاالٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ ۲۰ المکاتیب

ایام ربیع است۔ طبائع روے بانتعاش نہادہ۔ و مواد طبیعی در آمدہ۔ و مردم را ہواے باغ و سیر صحرا در سر افتادہ۔ و بواعث محرکات صحبت و عشرت بہم رسیدہ گوارا باد۔ و مہنا باد (مبارک[۱۲])۔ این عیش و این صحبت مر عیش مندان را و صحبت طلبان را الخ۔ بقدر ۱ صفحہ۔

بشیخ اسمعیل — لاآلہ الااللہ محمدؐ رسول اللہ — ۲۳ء المکاتیب

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ۔ وما نزل من الحق۔ الآن وقت آنست کہ عنان عزیمت بصوب غریب خانہ کہ آنرا العرف وطن مالوف خوانند بگردانند۔ وخاطراز اوہام وخیالات فارغ سازند۔ وتوہم مضار اشرار نعوذ باللہ منہا۔ وتوقع منافع اخیار را بتقدیر وارادت پروردگار عز اسمہ بگذرانند۔ الخ۔ تا دو صفحہ۔

بشیخ نور الحق — لاآلہ الااللہ محمدؐ رسول اللہ — ۳۹ء المکاتیب

اللھم صغر الدنیا باعیننا وعظم جلالک فی قلوبنا۔ بر تو باد اے فرزند دلبند تصور عظمت وکبریای حق کہ ہیچ چیز عظیم تر وکبیر تر از ذات وے تعالے نیست۔ وھو العلی العظیم۔ آدمی چون نظر بر ماہیت امکانی خود بیندازد۔ چندان احتیاج نیستی خود دریابد۔ کہ در نظر ادراک متلاشی ومعدوم گردد۔ وخود را ہیچ در نیابد۔ الخ۔ زائد از ۳ صفحہ۔

بعد چالیس مکتوبات فصل اول کے فصل دوم میں بہ نسبت اٹھائیس[۲۸] رسائل بطرز تحریر مختصر کا ہے

بشاہ ابو المعالی قدس سرہٗ — اللہ ورسولہ — ۴۶ء المکاتیب

بارہا سینہ جوش زند۔ ودل خروش کند۔ تا از احوال درون چیزے برون افگند۔ وبیت کیفیت احوال کہ نتوان گفت بگوید۔ ساعتی بگذرد۔ کہ شغلے دیگر پیش آید وحال بگردد۔ وآن جوش وخروش فرو نشیند۔ الخ۔ تا ۶ صفحہ۔

بشیخ نور الحق فرزند کلان خود — اللہ ورسولہ — ۶۴ء المکاتیب

از ما مپرس درد دلِ ما کہ یک زبان	خود را بحیلہ پیش تو خاموش کردہ ایم

فرزند سعادتمند بجان پیوند - نور دیدہ دانش وبنیش نور الحق - از جمیع آفات ظاہر وباطن محفوظ باد - و برفتن ہے کہ بحضرت حق رساند - واز صحبت اغیار دور دارد توفیق باد - اے فرزند بعد آمدن این سفر - الخ - انتہا آٹھہ صفحہ -

انتباہ منجملہ اڑتہہ مکتوبات کے اس ایک مکتوب مین حضرت شیخ نے نام مکتوب الیہ کا لکھا ہے - دو ایک خط موسومہ صاحبزادگان کہ جو علاوہ اِن اڑتہہ کے ہین - اور وہ بعد طبع ہو جانے اس کتاب کے خاص دستخطی حضرت شیخ دستیاب ہوے کہ وہ بھی طبع کرا کے آخر کتاب مین شامل کیے گئے - آیندہ اپنے محل متعلقہ پر لکھے جاینگے - اب ایک جواب خط مرسلہ کسی بزرگوار نامعلوم الاسم کا دربارہ مرض طاعون جو حضرت شیخ نے لکھا اور اوسکا نام تسلیۃ السائل بین المسائل رکھا - بنظر مناسب تحریر کرتا ہون - کہ جو مدت چار سال یعنی ۱۳۱۵ھ ہجری مطابق ۱۸۹۸ع سے ہندوستان ونیز دیگر ممالک مین پھیلا ہوا ہے - اور وہ کسی تدبیر سے رفع نہین ہوتا -

اللہ ورسولہ

نمبر ۶۶ المکاتیب

مکتوب شریف رسید - واحوال معلوم شد - وبر سلامت احوال حق شکر گزاری بجا آوردہ شد - الحمد للہ علی کل حال - حال آنکہ درباب گریختن از طاعون نوشتہ اند - حکم درین باب آنست - از آنجا کہ دران طاعون افتادہ نگریزند - وبآنجا کہ ہست نروند - کلیہ انیست ہیچکس را دران خلافے نیست - ودر احادیث صحاح ازان نہی واقع شدہ - پس ارتکاب آن معصیت باشد - وازان کہ در حدیث صحیح از عائشہ رضی اللہ عنہا واقع شدہ است - کہ آنرا تشبیہ بفرار از زحف دادہ اند - ظاہر میشود کہ گناہ کبیرہ است - واگر اعتقاد میکند وجزم آرد - کہ اگر بگریزد نجات میابد - واگر بباشد ہلاک میشود - کافر گردد - باید دانست کہ مراد بطاعون درینجا وباست - ومرض عام ومرگ عام - در احادیث دیگر ہمہ اقسام شدہ است - وطاعون ووبا یکے است - ودر قاموس درباب النون گفتہ

که (الطاعون الوبا) ودر باب ہمزہ گفتہ (الوباء الطاعون) وکل مرض عام وکذا فی الصحاح
وسائر کتب اللغۃ۔ یعنی مراد در احادیث ازینجا کہ نہی از طاعون واقع شدہ است وبا ے
مرض عام است۔ واطباء طاعون را تفسیر کردہ اند۔ بمادۂ سمیہ کہ پیدا می آرد۔ ورم را در زیر
بغل وگوشہا وجاہاے نرم۔ وسبب آن ورم مادۂ ردی است۔ کہ مستحیل میگردد بجوہر سمی
کہ پیدا میگردد از ہیجان دم والضباب۔ الی آخر ما قال الاطباء۔
ودر نہایۂ جزری گفتہ (کہ الطاعون مرض عام یحدث من فساد الہواء) پوشیدہ نماند
کہ اگر فساد ہوا بودے ہرگز از روے زمین منقطع نگشتے وتمام بدن گرفتے۔ ومخصوص بموضع
در بدن نبودے۔ چہ در یک ولایت ویک شہر ویک محلہ ویک خانہ۔ با وجود عدم معالجہ
وتدبیر بعضے سلامت می مانند۔ وبعضی ہلاک میشوند۔ وفساد ہوا مشترک است بمیان ہمہ وگاہ
پیدا میشود در بلادے کہ اصح است ہواے آن۔ واطیب است ماء آن چہ در ہیچ زمانے
بعضے بلاد از فساد خالی نبود۔ وگاہے جماعہ را عارض میگردد کہ مزاج آنہا صحیح است از دیگران
بالجملہ وجود آن در تحت ضابطۂ قیاس در نمی آید۔ پس حق آنست کہ گویند بمحض قدرت قادر است
وعذابیست کہ بر بندگان خود براے ابتلاء وامتحان میفرستد۔ تا صبر کنند وامتثال امر نمایند۔
یا بی صبری نمایند ومعصیت ورزند۔ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (یعنی پیدا کیا
موت اور زندگی کو تاکہ آزماوے تمکو کہ کونسا تم مین سے نیک عمل کرنے والا ہے)
چنانکہ در حدیث آمدہ۔ الطاعون رجز ارسل علی طائفۃ من بنی اسرائیل وعلی من کان قبلکم
فاذا سمعتم فلا تدخلوا علیہ واذا وقع بارض وانتم فیہا فلا تخرجوا منہا فرارا منہ۔ (یعنی طاعون
عذاب ہے بھیجا گیا اوپر ایک طائفہ بنی اسرائیل کے اور اوپر اونکے کہ جو پہلے تھے تم سے
پس جسوقت سنو تم اوسکو پس نہ داخل ہو وہانپر۔ اور جب اوس زمین پر واقع ہو کہ جہان تم
رہتے ہو پس نہ نکلو وہان سے بھاگ کر) ونیز بقول وے سبحانہ تعالے۔ ولا تلقوا بایدیکم
الی التہلکۃ۔ (یعنی نہ ڈالو اپنے ہاتھون سے اپنے تئین طرف ہلاکت کے) واین عام است

مرجمیع مواقع تہلکہ را وشک نیست کہ استادن مواقع طاعون سبب القای نفس در تہلکہ است انتہی تا صفحہ واسطے ۱۲

ماحصل اس سب تحریر بالا کا یہ ہے - کہ طاعون کوئی خاص مرض نہین ہے - بلکہ داخل وبا ہے

اور وبا منجملہ عذابہاے الٰہی ہے - جو وہ اپنے بندگان گنہگار پر بھیجتا ہے - کہ کچھ علاج

اوسکے دفع و انسداد کا بتدابیر انسانی نہین ہے - بجز اسکے کہ حق سبحانہ تعالی ہی اپنی رحمت سے

ہم معصیت شعارون کو نجات بخشے اور اس بلا کو دور و مسدود فرماوے - چنانچہ گورنمنٹ

انگریزی اس مدت مین بہت کچھ تدابیر اسکے دفع اور انسداد کی بصرف زر کثیر و محنت و تباہی

تمام عمل مین لائی - لیکن کچھ کارآمد نہین ہوئی - بلکہ اسکو روز افزون پایا - بدین نظر اب اوسکے

علاج اور معالجہ سے دست کش ہوئی - اور صرف احتیاط بالائی مثل صفائی وغیرہ

براے نام باقی رکھی -

اس تحریر سے چند روز بعد ایک مضمون دربارہ طاعون اخبار امرتسر مطبوعہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء

مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ مین مطابق تحریر بالا دیکھا گیا - کہ جسکو بجنسہ لکھتا ہون - کہ یہ بیماری

ایک عذاب الٰہی ہے - جیسا کہ پہلی امتون پر خدا کی طرف سے انکی نافرمانی کی وجہ سے

نازل ہوتا رہا ہے - چونکہ دنیا مین گناہ کثرت سے ہوتے ہین - اسلیے اسکا تمام دنیا مین

پھیلنے کا احتمال قوی ہے - امید ہے کہ اگر اب بھی ہم لوگ سچے دل سے توبہ کرکے

پچھلے گناہون سے معافی مانگین اور آیندہ نیکی کا رستہ اختیار کرین اور خدا و رسول کی

پیروی کرین - تو جسطرح خداوند تعالی نے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر آیا ہوا

عذاب اپنی غفور الرحیمی کی وجہ سے ٹال دیا (حالانکہ حضرت یونس علیہ السلام سے

وعدہ بھی ہو چکا تھا) اب بھی خداوند کریم غفور رحیم اپنا رحم کرکے اس بلا کو دور کر دیوے

ذکر اوراد حضرت

اوراد و وظائف روزانہ حضرت کا باوقات نماز پنجگانہ - و تہجد - و اشراق - و چاشت -

وغیرہ وغیرہ ایک رسالہ ہے - کہ جنکو حضرت اوقات معینہ پر بے تکلف پڑھتے تھے

کہ جو سبق پڑھنے والے اور سررشتہ داری فوجداری وکلکٹری وکمشنری کیے ہوے
اٹھائیس سالہ سے دو پہر سے کم نہ پڑھا جاوے۔

بیان راقم

مین حیران ہون کہ وہ کون اوقات ہوتے تھے۔ کہ جنمین نوبت تصانیف اسقدر کتب کی
ہوتی تھی۔ اور تعلیم علم ظاہری وباطنی طالبان کو کیجاتی تھی۔ اور وعظ وتلقین عام طور پر ہوتا تھا
اور شب خیزی وعبادت خاص عمل مین آتی تھی۔ اور ضروریات لازمی دنیوی انجام
پاتی تھین۔ میرے نزدیک سوائے اسکے اور کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ سب حضرت کی
کرامت سے ہے۔
ورنہ صرف مستعدی اور ذہانت اور قوت حافظہ وفضیلت علمی سے رو بظہور لانا ان
مہمات کا ممکن نہین۔ اور یہ حضرت پر ہی منحصر نہین۔ جنسے ایسے امور وقوع مین آوین
وہ بیشک داخل کرامت ہین۔ اور کرامتین حضرت کی ظاہر طور پر بھی اس روایت سے
مبرہن ہین۔ کہ جو نہایت صحیح ہین۔

روایت

نورجہان بیگم نے کسی ضرورت خاص سے حضرت کو طلب کیا۔ آپنے فرمایا کہ فقیر کے
آنے کا بادشاہی محلون مین یا بیگمات کے پاس کچھ کام نہین ہے۔ فقیر کے لائق جو امر ہو
کہلا بھیجئے۔ کہ اوسکے انجام مین حتے الامکان دریغ نہوگا۔ اسپر وہ بہت ناراض ہوئی
اور درپے مضرت وایذارسانی وہلاکت حضرت کی خفیہ طور پر رہی۔
بدفعہ اول چورون کو واسطے چورا لانے مال حضرت کے بھیجا۔ اونہون نے
واپس جا کر کہا کہ وہان سوائے بوریہ کے (کہ جسپر آپ بیٹھکر شب کو مشغول بعبادت
رہتے ہین) اور ایک مٹی کی بدہنی کے (کہ جسمین پانی بھرا ہوا آپکے پاس رکھا ہے)

اور کچھ نہین ہے۔ کہا کہ اوسی بدہنی کو چوڑ لاؤ۔ غرض تکلیف رسانی سے ہے۔ اگلے روز چور نے اگر بدہنی کو اوٹھانا چاہا۔ تو ہاتھ اوسکا بدہنی سے پیوستہ ہو گیا۔ نہ بدہنی زمین سے علیحدہ ہوئی نہ اسکا ہاتھ بدہنی سے چھوٹ سکا۔ صبح کو جب حضرت نے اوسپر نظر ڈالی۔ اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ اوسنے یہ سب حال بکمال معذرت ظاہر کیا۔ فرمایا کہ جاؤ۔ وہ چلا گیا۔

بدفعۂ دوم۔ جلاد واسطے قتل کرنے آپکے بہیجا۔ جب اوسنے تلوار کھینچکر ہاتھ اپنا سر کے اوپر سے نیچے اوتارنا چاہا تو نہ اوتر سکا۔ اور اپنا ہٹنا چاہا تو پاؤن اوسکے زمین میں ایسے جم گئے تہے کہ نہ ہٹ سکا صبح تک اوسی حالت سے کہڑا رہا۔ فجر کو حضرت نے اوسے دیکہکر پوچھا کہ کون ہے۔ تو اوسنے وہی کہا۔

بدفعۂ سوم۔ پیام دعوت بہیجا۔ حضرت نے ردّ دعوت خلاف طریقہ سنّت تصور فرماکر قبول کرلی۔ شب کو مع چند رفقا گئے۔ اوسنے ہر ایک طعام مین زہر ملوادیا تہا اور وہ کہانا آپ کے سامنے آنے لگا۔ کوئی قاب دسترخوان پر نہین ٹہرتی تہی۔ اوپر کی طرف اُڑ جاتی تہی۔ بیگم کہڑکی سے یہ سب حال دیکہتی تہی۔ تو ایما واسطے لانے طعام بلا زہر آلودگی کے کیا۔ وہ جب آیا دسترخوان پر ٹہر گیا۔ اور آپ نے تناول فرمایا یہ خبر اوسیوقت بادشاہ کو پہونچی کہ وہ فوراً آئے۔ اور بیگم کو سخت وسست کہا۔ اور حضرت سے اوسکے قصور کی معافی چاہی۔ آپنے فرمایا کہ فقیر کو حرکات بیگم سے کچھ مضرت نہین پہونچی ہے۔ کہ جو قصور بیگم کا سمجھا جاوے۔ لیکن بحسب فرمودہ آپکے لفظ معافی بہی کہا جاتا ہے۔

ذکر ملنے جاگیر کا

بعد درگذر ہونے اِس قصہ کے بادشاہ نے نذر کرنا ایک موضع کا چاہا۔ حضرت نے

فرمایا کہ فقیر کو حاجت گاؤن کی نہین ہے - بادشاہ نے کہا کہ فی الواقع آپکو کچھ پروا نہین لیکن یہ واسطے مدد معاش آپ کے فرزندون کے دیا جاتا ہے - تب بہی آپنے عذر کیا - مگر بادشاہ نے اصرار اً کہا کہ اسکو فرزندون کے لیے ضرور منظور فرماوین - تو آپنے بنظر مصلحت وقت قبول فرمایا - چنانچہ جو فرمان شاہی عطا ہوا اوسمین بہی لکہا گیا کہ یہ موضع واسطے مدد معاش فرزندان حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے لیے دیا گیا - نام اس گاؤن کا (بکروالا) ہے - دہلی سے نو کوس بگوشہ غرب وجنوب قریب سڑک پختہ روندہ منڈوی بہوانی کے واقع ہے - رقبہ اوسکا سات ہزار چہہ سو بیگہ خام ہے - اور اڑتیس ۳۸ چاہات پختہ واقع ہین - جمع اسکی اوسوقت کثیر تہی - چنانچہ بسن تمیز میرے آمدنی سالانہ اپنی حصہ ششم کی ازروے بٹائی کے (کہ جو بٹائی نصف لٹائی مشہور ہے) ایک ہزار روپیہ کی ہوتی تہی - لیکن اب بموجب بندوبست انگریزی قریب دو ہزار روپیہ کی رہگئی ہے - تقسیم اسکی مدت سے چہتیس ۳۶ چاہ باستثناے باہمی چہہ حصص پر ہے - یعنی ہر حصہ مین چہہ چاہ اور اراضی دو چاہ کی شاملاتی ہر شش حصہ داران ہے - انہین دونون چاہ سے آبنوشی بہی سکناے دیہہ کی ہوتی ہے - یہ گاؤن ابتک ہم لوگون یعنی اولاد در اولاد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے قبض وتصرف مین چلا آتا ہے - اور بہت کچہ انقلاب ہوے اور دیہات معافی گرد ونواح اسکے ضبط ہوگئے مگر یہ بدستور محفوظ رہا ہے - سو یہ امر بہی داخل مین تصرف کرامت حضرت ہے -

ذکر رسالہ وصیت

یہ رسالہ مولفہ حضرت اگرچہ ملقب بوصیت نامہ ہے - لیکن اسمین بعض مضمون ایسے درج ہین کہ بظاہر ا وصیت سے تعلق نہین رکہتے - مثلاً آپ لکہتے ہین (کہ بعد انقضاے مدت مذکورہ (یعنی قیام مکہ معظمہ کے) شیخ عبد الوہاب متقی قطب مکہ معظمہ بحسب بشارت حضرت

خاتم الرسالہ با من فرمودند کہ بدہلی واپس باید رفت - زیرا کہ دہلی بفراق شمانالان است (
یا جیسے کہ آپ نے حالات اپنے مرید ہونے کے بزرگواران ممدوحہ بالا سے درج
فرمائے - یہ شاید اس سبب سے ہون - کہ اگر کبھی ہماری اولاد دراولاد کو اتفاق
ملازمت اون بزرگوارون کی اولاد دراولاد سے ہو - تو تعظیم و تکریم اونسے پیش آوین -
اور تواضع و مدارات اونکی بخوبی بجالاوین - سوائے اسکے اور کچھ سمجھ مین نہین آتا - واللہ اعلم
اور لکھا جانا اس رسالہ کا کسی ایک وقت خاص مین پایا نہین جاتا - بلکہ بلحاظ اسکے
مضامین کے آغاز اس کا بعد حصول علم یا بزمانہ قصد روانگی مکہ معظمہ معلوم ہوتا ہے
اور اوسوقت سے تا آخر حیات وقتاً فوقتاً اسکا لکھنا جاری رہا - چنانچہ صراحت
اسکی آیندہ کی جاویگی -

ذکر وصیت نسبت ذات خود

اولاً صرف این قدر نوشتند کہ دعا و تمناے فقیر از درگاہ الٰہی است - اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ
شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ (ترجمہ - الٰہی نصیب ہو مجھے
شہادت تیری راہ مین - اور ہو موت میری تیرے رسول کے شہر مین) اگر این دعا
قبول افتاد ہیچ حاجت بوصیت نیست - واگر درینجا اجل رسید بالاے حوض شمسی
کہ جاے پاکان و مغفوران است دفن کنند -
اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وصیت قبل از نہضت مکہ معظمہ ہے -

ذکر وصیت آیندہ

آگے اِس سے چند اوراق کے بعد یہ لکھا ہے - کہ قبر وسیع بکنند - تجاوز از حد اعتدال
و درون قبر کج نکنند - و دیوار ہاے او بخشت خام برآرند - و بدیوار بالین طاق بسازند

وشجرۂ پیران دران بنہند۔ واین دو بیت عربی واین رباعی فارسی واین کلمات عربی (یعنی جو زیرِ کفن حضرت شیخ سیف الدین مغفور والد ماجد آپکے۔ آپنے حسبِ وصیت فرمائے اونکے کاغذ پر لکھکر رکھے تھے۔ کہ اونکا یہان مکرر لکھنا ضرور نہین۔ طالب کو بتذکرہ حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھہ لینا چاہیئے) جلی ونمایان نوشتہ بر دیوارِ یمین ویسارِ قبر بچسپانند۔ کہ والدین فقیر بنوشتن این ۳ سہ چیز وصیت کردہ بودند واگر مصلحت دانند لوحے قائم کنند۔ کہ در وے تاریخ ولادت وفوت یا برخے از احوال تحصیل وسفر واوقات آنرا باختصار نوشتہ بکنند۔

ونماز (جنازہ) فقیر فرزند عزیز نور الحق (یعنی پسر اوّل) کند۔ واگر این حاضر نباشد۔ فرزند محمد ہاشم (یعنی پسر سوم) واگر این ہم حاضر نباشد فرزند علی محمد (یعنی پسر دوم) کند۔ یا یکے از فقرائے صالحین۔ کہ ایشان ادعیہ راغوب میدانند۔

بیان راقم

فقرات بالا سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ مضمون تشریف آوری مکہ معظمہ سے بہت مدت کے بعد بلکہ قریب زمانۂ رحلت لکھا گیا ہے۔

کیونکہ زاد المتقین مصنفہ حضرت سے واضح ہے۔ کہ جب آپ مکہ کو تشریف لیگئے۔ تو تینون صاحبزادے پیدا ہو چکے تھے اور خرد سال تھے۔ اسواسطے وصیت ابتدائی مین یہ نہین فرمایا۔ کہ ہمارے جنازے کی نماز فلان فرزند ہمارا اوس ترتیب سے پڑھے جیساکہ اوپر لکھا ہے۔ اسلئے کہ اوسوقت بسبب کم سنی وبعلمی قابل اس تعمیل کے نہ تھے مگر جبکہ آپ مکہ معظمہ سے واپس تشریف لائے۔ اور ہر ۳ سہ صاحبزادونکو علوم ظاہری وباطنی سے بہرہ ور ومستفید فرمادیا۔ تب علی قدرِ فضیلت ولیاقت ہر واحد کے ترتیب ادائے نماز جنازہ کی فرمائی۔

واضح ہو کہ دربارۂ تدفین خود اور بنانے قبر وغیرہ کے حضرت نے چند مضمون
کہی جگہ خوب تشریح کے ساتھ رسالۂ وصیت مین تحریر فرمائے ہین - کہ مین نے انمین سے
چند مختصر نہایت اختصار سے انتخاب کرکے وہ لکھے ہین کہ جو انجام کار وقوع مین آئے

ذکر مقبرۂ شریف

مقبرۂ حضرت کا ایسا سُنا ہے - کہ نواب مہابت خان سپہ سالار عہد شاہجہان نے
حضرت کی حیات مین کنارۂ حوض شمسی پر (کہ جہان کے واسطے وصیت تہی) بنوایا تہا
نواب ممدوح کو حضرت سے عقیدت مفرط تہی معمار یا مہتمم نے حضرت شیخ سے جب
اطلاع کی - کہ حضرت مقبرہ تیار ہے - فرمایا کہ ہم بہی تیار ہین -

ذکر وفات حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

چنانچہ مابین شب ۲۱ و ۲۲ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ ہجری کو چورانوے ۹۴ سال اور دو ماہ کی عمر مین
آپ اس جہان فانی سے رحلت فرمای عالم جاودانی ہوے - چونکہ مطابق وصیت و ہدایت
حضرت کے قبر پہلے سے مقبرہ کے ساتھ بنی ہوئی تہی - بتاریخ ۲۲ ماہ اوسمین جاگزین ہوے
اور حسب وصیت شجرۂ پیران طاق دیوار بالین قبر مین رکہا گیا - اور ہر دو بیت عربی
و رباعی فارسی و کلمات عربی کہ جنکا بیان بتذکرہ حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے
ابتداء کتاب ہذا مین ہوا ہے - دو پرت بخط جلی و نمایان لکہکر یمین و یسار قبر کی دیوار پر
چسپان کیے گئے - یعنی جو امور متعلقہ اندرونی قبر کے تہے وہ بخوبی تمام تکمیل پائے -
اور واسطے تعمیل بالائی کے حضرت شیخ نورالحق آپکے فرزند کلان نے موافق ارشاد
حضرت علیہ الرحمۃ یہ عبارت واسطے کندہ ہونے لوح بالین مزار شریف کے لکہی -
کہ اوسی وقت لوح مصالح اور چونہ سے طاقچہ گنبد مین جانب بالین مزار مرکب او

مرتب ہو کر بہت پائدار او بہروان حروف سے منقوش کی گئی - کہ اب تک اسی
خوبی اور شان سے موجود ہے - ۱۲۷۲ھ مین مولوی محمد انوار الحق نے اپنے قلم سے
اوسپر روشنائی پھیر کر زیادہ تر مجلّے کر دیا - کہ نیچے سے کھڑا ہوا آدمی تمام عبارت
بے تکلف پڑہ سکتا ہے -

نقل عبارت موصوفہ

مجلے از احوال کرامت منوال این شیخ وقت مقتداے زمان صاحب المفاخر ابو المجد
عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً آنکہ از مبادی شعور بطاعت حق و طلب علم
کمر بستہ - نزدیک باوان بلوغ اکثر علوم دین تحصیل کرد و در سن بست و دو سالگی از ہمہ آن
فارغ شدہ - و کلام مجید از بر گرفتہ - بر مسند افادہ نشست - وہم در عنفوان جوانی جاذبہ
الٰہی در رسید یکبارہ دل از یار و دیار بر کندہ متوجہ حرمین محترمین گشت - مدتے مدید بان
مقامات شریفہ اقامت ورزیدہ باقطاب زمان و اولیاے کبار صحبتہا داشتہ
بودائع ارجمند و رخصت ارشاد طالبان اختصاص یافت - و علاوہ آن تحصیل فرحید
نمودہ با برکات فراوان بوطن مالوف مراجعت فرمود - و مدت پنجاہ و دو سال بجمعیت
ظاہر و باطن تمکن یافتہ بتکمیل فرزندان و طالبان بجا آورد - و بنشر علوم سیما علم شریف
حدیث پرداختہ بجبیکہ و دیار عجم احدے را از علماے متقدمین و متاخرین دست
ندادہ است - ممتاز و مستثنے گردید - و در فنون علمیہ خاصۃً فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف
کرد - چنانکہ علماے زمان اعتنا بآن ورزیدہ دستور العمل خود دارند - و اہل دانش
از خواص و عوام بجان خریداری می نمایند - تصانیف این فیاض والا گہر از صغیر و کبیر
بصد مجلد و بحسب شمار ابیات بپانصد ہزار رسیدہ است -
در محرم سنہ ۹۵۸ این نور اتم پر تو ظہور بعالم عنصری داد - و در سنہ ۱۰۵۲ھ بتمام آگہی دیدہ کشادہ ببشاشت

بعالمِ قدس خرامید۔ تاریخ ولادت شیخ اولیا ۔ وتاریخ رحلت فخر عالم است۔
۹۵۸ ۱۰۲۱
(بعہد شاہجہان بادشاہ)

نسبت تسلیم چہار الفاظ مندرجہ عبارت بالا یعنی عنفوان جوانی و مدتے مدید و بقصد مجلد و پانصد ہزار ابیات کے مجھکو جاے کلام ہے۔ کہ یہ مطابق واقعہ کے نہین ہین چنانچہ واسطے اثبات اس اپنے قول کے دلائل ذیل ترتیباً پیش کرتا ہون۔

اول ۔ یہ جو لکھا ہے (در عنفوان جوانی جاذبۂ الٰہی در رسید۔ یکبار دل از یار و دیار بر کندہ متوجہ حرمین محترمین گشت) اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ بفور پہونچنے جاذبۂ الٰہی کے حضرت شیخ اجل علیہ الرحمۃ عنفوان جوانی مین تشریف فرماے حرمین شریفین ہوگئے۔ سو اس لفظ کی نسبت حضرت شیخ فہرس التوالیف مین اسطرح پر تحریر فرماتے ہین (در عنفوان جوانی کہ اوان نشو و نما و کامرانی است اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کردہ۔ و تکمیل نمودہ۔ و بعد از تحصیل و استفادہ بدرس و افادہ مشغول شدہ) بعدہ بحفظ قرآن مجید مشرف شدہ۔ ز آن بعد بجاذبۂ غیبی ترک یار و مفارقت اہل و عیال گفتہ۔ روے بہ بیت رب العالمین و درگاہ سید المرسلین آوردہ۔ اس مقام پر تو حضرت نے زمانہ پہونچنے جاذبۂ غیبی کا نہین لکھا۔ مگر کتاب زاد المتقین مین تحریر فرمایا ہے۔ کہ در سنہ ۹۹۶ھ ست و تسعین و تسع مائۃ یعنی نو سو چھیانوے ہجری مین جاذبہ از غیب در رسید۔ و بجز عزمیت سفر حرمین محترمین و اداے مناسک حج راہے ننمود۔ الخ۔ چنانچہ آپ روانہ مکہ معظمہ ہوگئے چونکہ پیدائش آپکی ماہ محرم سنہ ۹۵۸ھ ہوئی۔ تو سنہ ۹۹۵ھ نو سو پچانوے کے آخر تک اڑتیس ۳۸ سال کی عمر حضرت کی ہوگی۔ اور سنہ ۹۹۶ھ مین بروقت پہونچنے جاذبۂ الٰہی کے عمر شریف کا انتالیسوان ۳۹ سال تھا۔ اور تینون صاحبزادے حضرت کے پیدا ہوچکے تھے۔ کہ ہنگام پہونچنے مکہ معظمہ کے آپ نے

حال اہل وعیال اپنے کا حضرت شیخ عبد الوہاب متقی رح سے کہا تہا۔ اور اونہون نے بعد دو سال کے آپ سے فرمایا۔ کہ اکنون عزیمت ہندوستان بکنید ونجانہ خود بروید۔ کہ والدہ وفرزندان شما بسیار پریشان حال وبجانب شما نگران خواہند بود تو اوسوقت عنفوان جوانی کہان تہا۔ بلکہ عنفوان پیری تہا۔ چونکہ ربط لفظ عنفوان کا جوانی کے ساتہ رکہا گیا ہے۔ اسلیئے بجاے لفظ پیری عنفوان کے آگے لفظ جوانی سہوا رقم ہوجانا معلوم ہوتا ہے۔

دوم یہ جو قلمی ہے۔ (مدتے مدید بآن مقامات شریفہ اقامت ورزیدہ بموطن مالوف مراجعت فرمود۔ ومدت پنجاہ ودو سال تمکن یافتہ بہ ۱۰۵۲ھ ایک ہزار باون بعالم قدس خرامید) اسکی نسبت مین اوپر اس سے بطور روزنامچہ کے مفصلاً وتوضیحاً لکہہ چکا ہون۔ کہ یہ سفر آمد ورفت حضرت ممدوح کا مع اقامت مقامات شریفہ وہان کے چہار سال سے زیادہ ہرگز نہین ہوا یعنی آغاز ۹۹۶ھ نوسو چہیانوے مین آپ تشریف لے گئے۔ اور آخر سنہ ۹۹۹ھ مین واپس بموطن مالوفہ پہونچ گئے۔ تو لفظ مدتے مدید چہار سال کے واسطے موزون نہین ہے۔ کیونکہ لغت مین مدّ کے معنے ہین کشیدن اور مدید بصیغہ مفعول بمعنی کشیدہ شدہ یعنی دراز۔ پس مدتے مدید کو عرفی معنی پر (کہ تیس چالیس برس یا پچاس ساٹہہ برس سمجہے جاتے ہین) اس جگہ پر قائم رکہا جاوے۔ اور حضرت شیخ کا قیام مکہ معظمہ مین بلحاظ اس لفظ کے تا مدت دراز یعنی زائد از چہار سال قرار دیا جاوے۔ تو بعد واپس آنے حضرت کے مدت باون سال ۵۲ دوام کی ہوئی۔ تو اسی تفصیل سے اوسکی میزان برابر آسکتی ہے۔ کہ شروع سنہ ۹۵۸ھ نوسو اٹہاون یعنی روز پیدائش سے تا آغاز ۹۹۶ھ نوسو چہیانوے یعنی اڑتیس ۳۸ سال دہلی مین رہے۔ اور سنہ ۹۹۶ھ نوسو چہیانوے سے تا آخر سنہ ۹۹۹ھ

یعنی تخمیناً چہار سال اس سفر مبارک مین گذرے - اور ۱۰۰۰ھ سے تا اوائل ۱۰۵۲ھ
ایکہ اور بادن یعنی باون سال اقامت گزین دہلی رہے - کہ جسکا مجموعہ چورانوے
سال ہوا - اور مہینہ کی کسرات آمد و رفت مین سمجھنے چاہئین -
ہان اگر بخلاف خیال و استعمال زمانۂ حال کے اتنی مدت قلیل یعنی چہار سالہ بھی
اوس زمانہ کے محاورہ مین بلفظ مدت مدید مستعمل ہوتی ہو تو کچھ جائے کلام نہین ہے

سوم

یہ جو رقم ہے (کہ تصانیف این فیاض و الاکثر از صغیر و کبیر بصد مجلد و بحسب شمار
ابیات بپانصد ہزار رسیدہ است) سو تحریر تعداد ابیات سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ تعداد تصانیف صرف مندرجہ فہرس التوالیف کی قائم کی گئی ہے -
اور جو تصانیف کہ بعد فہرست موصوفہ ہوئین وہ نظر انداز کی گئیں - لہذا مین نسبت
تعداد نہین کتابون کے گزارش کرتا ہون - کہ اگر اڑتالیس کتاب جداگانہ
مندرجہ فہرست اول - اور اڑسٹھہ عدد المکاتیب و الرسائل مندرجہ فہرست دوم
(کہ یہ دونون فہرست یکے بعد دیگرے مندرج فہرس التوالیف ہین) شمار مین
آوین تو ایک سو سولہ ۱۱۶ جلد ہوتی ہین - بصد مجلد کسی طرح نہین ہو سکتین -
یہ لفظ (بصد مجلد) کا غالباً اس وجہ سے لکھا گیا - کہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے زیر
ہر دو فہرست یہ تحریر فرما دیا ہے - این کتب و رسائل (یعنی اڑتالیس) کہ نگاشتہ آمد
از چہل متجاوز است - و شمار این رسائل (یعنی اڑسٹھہ) از شصت بالا -
تو پس صرف چہل و شصت پر نظر کر کے سو جلد لکھدی گئین - اور لفظ متجاوز و بالا پر
خیال نہین کیا گیا - سوا اسکے اور کوئی سبب لکھے جانے لفظ یکصد کا معلوم
نہین ہوتا - اور یہی تعداد یکصد مجلد مولفہ حضرت شیخ اجل قدس سرہ کی احسن التوا[illegible]
مصنفہ مولوی محمد عبد الاول جونپوری مین بھی لکھی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے
بھی اسی عبارت متذکرۂ بالا سے اخذ کی ہوگی - زیادہ اس سے اسکی نسبت لکھنا

ضرور نہین۔

فائدہ۔ یہ مولوی محمد عبد الاول بیٹے مولوی کرامت علی مرحوم جونپوری کے ہین کہ جو ایک عالم نامی وگرامی گذرے ہین۔ اور جنکا فتوے مقبول علماے مکۂ معظمہ ہوتا تھا۔ یہ فرزند اونکے بعمر پانزدہ ۱۵ سالہ مکۂ معظمہ کو گئے۔ اور آٹھہ برس تک وہان رہکر تحصیل علم کی کی۔ اور بعمر پچیس ۲۵ سالہ واپس آئے اب ۱۳۱۸ھ مین عمر اونکی قریب بتیس ۳۲ سال کے ہوگی۔ چند کتابین دینی عربی و فارسی مین تصنیف کی ہین۔ اور حافظ و قاری اور واعظ ہین۔ میلاد شریف بہت خوبی کے ساتہ پڑہتے ہین۔ اور اسوقت بہی امام جامع مسجد جونپور کے ہین۔

اور یہ برادر خرد حافظ و حاجی احمد صاحب کے ہین کہ جنکا ذکر کرامات مین نے کتاب رہنماے حجاج اپنے رسالہ مولفہ مین بصفحات ۳۶۳ و ۳۶۴ کیا ہے۔

چہارم ربالفظ (یا نصد ہزار ابیات) سو یہ اوپر اس سے سہوم مین سطے ہوگیا ہے مین نے جانا تہا کہ یہ تعداد کل تصانیف حضرت کی بابت ہے۔ مگر معلوم ہوا کہ یہ صرف نسبت مندرجۂ فہرس التوالیف ہے۔ سو صحیح ہے۔ اور مطابق نوشتہ حضرت کے ہے۔ جیسے کہ تعداد کتب مصنفہ مابعد فہرس التوالیف قائم نہین کی گئی۔ ویسی ہی تعداد ابیات بہی اونکی شمار مین نہین لائی گئی۔ کہ جیسا ہین نام گیارہ کتاب مولفہ مابعد فہرست موصوفہ اور اونکی تعداد ابیات کا بقدر یکصد ہزار شمار مین لایا۔

پس اب یہان اتنا ہی ظاہر ہونا چاہیئے۔ کہ تعداد تصانیف مابعد فہرست موصوفہ اس عبارت مین کیون تحریر نہ آئی۔ سو ظاہراً وجہ اسکی یہی پائی جاتی ہے کہ جس روز صدمۂ قیامت خیز یعنی وفات حضرت شیخ اجل قدس سرہ واقع ہوئی اوسی روز بلحاظ وصیت لکہنا اس عبارت کا پیش آیا۔ کہ اوس عجلت اور رنج

والم مین اونکا خیال نہین رہا جتنی تعداد کہ ازروے فہرس التوالیف پہلی سے معلوم تہی اوتنی ہی لکھدی گئی۔

واضح ہو کہ مین نے بچند خیال مضمون بالا متعلقہ ان ہر چہار الفاظ کے لکھنے سے احتراز کیا اور یہ چاہا کہ عبارت مندرجہ لوح کی اس کتاب سے خارج کردیجاوے - تاکہ ضرورت لکھنے اس مضمون کی نرہے - مگر معلوم ہوا کہ مولوی انوار الحق نے یہ عبارت کتاب المکاتیب والرسائل کے ساتہ طبع کرادی ہے - بلکہ اسی عبارت کو سرورق اوس کتاب کا کیا ہے، کہ اوسکا انسداد اب اختیار سے باہر ہو گیا - اور اس صورت مین نکال دینا اس عبارت کا کتاب سے عبث متصور ہوا - لہذا مجھکو بجز لکھنے مضمون متذکرہ صدر اور کچہ چارہ نظر نہ آیا - کیونکہ اسکے نہ لکھنے سے جو حالات آمد و رفت سفر و قیام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفہا و نیز تصنیفات حضرت شیخ کے لکھے گئے ہین - (کہ جنکا ہر حرف مطابق نوشتہ حضرت ممدوح کے ہے) اونمین بصورت قائم رہنے ہر چہار الفاظ مذکورۂ بالا کے اختلاف عظیم واقع ہوتا تہا - اور اصلیت ہر ایک امر واقعی کی برعکس واقع کے ہوئی جاتی تہی ورنہ میری کیا مجال تہی - کہ کسی لفظ نوشتہ حضرت شیخ نور الحق علیہ الرحمۃ مین (کہ جنکے فضائل علمی و خصائل حمیدہ ذاتی آیندہ اپنے موقع پر معرض تحریر لاؤنگا) کچہ لب کشائی یا سرمو قلم فرسائی کرتا -

اب پہر بسر ذکر وفات حضرت شیخ اجل قدس سرہ کے آتا ہون - کہ تاریخ پیدائش و نیز وفات حضرت شیخ سے ظاہر ہے - کہ آپنے چہہ بادشاہونکا زمانہ سلطنت دیکہا -

سلیم شاہ بن شیر شاہ بادشاہ	عادل شاہ برادر سلیم شاہ مذکور	ہمایون بادشاہ کا دور دوم	اکبر بادشاہ کا کل زمانہ یعنی
تخمیناً ۳ سال	تخمیناً ۱ سال	تخمیناً ۱۰ سال	۵۱ سال ۲ ماہ ۹ یوم
جہانگیر بادشاہ کا کل زمانہ یعنی	شاہجہان بادشاہ تا سنہ ۱۶ جلوسی	کہ جنکا مجموعہ پورا نوسال و ماہ چہہ یوم ہوا	
۲۲ سال ۸ ماہ ۱۴ یوم	۱۴ سال ۹ ماہ ۱۳ یوم		

ذکر عرس حضرت شیخ اجل

چونکہ انتقال آپکا مابین شب ۲۱-۲۲ ربیع الاول کے ہوا۔ لہذا عرس آپکا ان دونون تاریخون پر ہم لوگون کی طرف سے کیا جاتا ہے یعنی ۲۱ تاریخ کی شام کو تو طعام ہر قسیم کا حاضرین کو تقسیم ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی ۲۲ کی صبح کو وہ ۲۲ تاریخ کی شام کو یعنی بعد نماز مغرب شیر اور برنج مع چینی اور روٹی روغنی کے تقسیم عمل مین آتی ہے۔ اور یہ کھانا بنام زد توشہ کے کھلاتا ہے۔

قبل از غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ اہتمام اسکا خاص بمقام مقبرہ حضرت شیخ کے ہوتا تھا لیکن بعد از غدر بنظر مناسب جو ہم لوگون مین سے جہان کہین موجود رہا۔ وہان اپنے مکان پر کرتا رہا۔ مگر اب مدت دو سال سے جو اشخاص اس خاندان کے بمقام دہلی رہتے ہین۔ بدستور وہین جاکر عرس کرنے لگے ہین۔

پتا سکونت حضرت شیخ علیہ الرحمہ کا

اِس بات کا بھی ظاہر کردینا مین اپنے ذمہ پر ضرور جانتا ہون۔ کہ مکانات سکونت حضرت کے دہلی قدیم مین کہان تھے۔ اور اب کچھ نشان اوس جگہ کا باقی ہے یا نہین۔ تاکہ میری اولاد در اولاد سے کوئی وہان جانا چاہے تو اوس جاے پاک کی زیارت سے مشرف ہو۔ سو وہ یہ ہے۔

کہ شہر دہلی قدیم سے کہ جسکے کہنڈرات دنش دش بارہ بارہ کوس تک اور بعض عمارات مثل مساجد۔ و مقابر۔ و مہمان سراے۔ و دیوار دروازہ باغات۔ و باولی۔ و چاہات و پل و حصہ مکانات منہدمہ ابتک موجود ہین۔ آپکے مکانات جانب شمال کنارہ آبادی تھے جسطرف شہر شاہجہان آباد واقع ہوا ہے۔ اور غالباً یہان سکونت عہد

حضرتِ آقا محمد مورثِ اعلے حضرت سے ہوئی - اور یہ مقام دروازہ دہلی شہر شاہجہان آباد سے بفاصلہ دو میل کے ہے - یہی وجہ تسمیہ اس دروازہ کی ہے -
چنانچہ اس دہلی دروازہ سے عقب جیل خانہ کے مہدیون کے برابر سے رستہ وہان کو جاتا ہے -
فائدہ - یہ باغ مہدیان از آن خاندان حضرت مولوی شاہ عبد العزیز قدس سرہ سے اجمیری دروازہ شاہجہان آباد سے بفاصلہ نیم میل پس پشت جیل خانہ واقع ہے -
قبرستان اس خاندان عالی کا یہین ہے - اور ایک چبوترہ پختہ پر قبور علی الترتیب برابر یکسان بنی ہوئی ہین - اور بالین ہر ایک مزار کے نام اہل قبر کا پتھر پر کندہ ہے وہان کے جانیوالے کو بفحوائے اس مصرع کے یہ خوب معلوم ہوجاتا ہے -
(یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے) اس سے یہ فائدہ ہی کہ ہر ایک قبر پر جتنا کچھ کسی کو پڑھنا اور ثواب پہونچانا منظور ہو - تو اوس صاحب قبر کا نام لیکر پہونچا سکتا ہے - قریب چبوترہ موصوفہ کے مسجد و چاہ پختہ موجود ہے - اور یہ مقام نہایت ہی پُر فضا ہے - اور روندہ مقام سکونت حضرت شیخ اجل کو مستفید ہونا زیارت قبر جناب شاہ عبد العزیز آفتاب ہند و دیگر بزرگان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے مفت کی برابر ہے -
اور میری اولاد در اولاد کو تو علاوہ جاننے یا نہ جاننے مقام سکونت موصوفہ بالا کے علی الخصوص یہان حاضر ہوتے رہنا ضرور ہے - کیونکہ میرے جناب والد ماجد مرحوم و مغفور نے تحصیل علم خاص مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ سے ہی کی تھی اور پھر اونکے ہی خط سفارش سے بضلع گوڑگانوہ نوکری پائی - اور حکام وقت نے عزت دی - کہ یہ حال مفصل میری بیاض یادداشت مین درج ہے -

رجوع باصل ذکر مقامِ سکونت حضرت شیخ

پس اوس موقع پر صرف مسجد حضرت شیخ کی بنی ہوئی اب تک موجود ہے - اوسکی مرمت خاندان مفتی اکرام الدین مرحوم سے کہ جو اولاد حضرت سے ہین ہوتی رہتی ہے - اور جو مکانات مسکن حضرت و فرزندان و مدرسہ وغیرہ تھے - وہ سب مسمار ہوگئے - ایک خانقاہ بہی کہ جہان حضرت درس فرماتے اور تعلیم باطنی دیتے تھے - قریب مسجد موصوف تہی -

چنانچہ آخر مین شرح عربی مشکوۃ شریف کے کہ جو بڑی بڑی چار جلد حضرت نے لکہی ہین - یہ تحریر فرماتے ہین - تَمَّ فِی الْخَانْقَاہِ الْقَادِرِیَّۃِ وَھٰذَا الْفَقِیْرُ یَخْدِمُہٗ وَیَکْنُسُہٗ وَیُوْقِدُ سِرَاجَہٗ کَاَنَّمَا تَمَّ فِیْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ - ترجمہ یعنی یہ کتاب خانقاہ قادریہ مین ختم ہوگئی (جہان کہ شروع ہوئی تہی) کونسی خانقاہ قادری کہ جسکی یہ فقیر خدمت کرتا ہے - اور اوسمین جہاڑو دیتا ہے - اور وہان کا چراغ روشن کرتا ہے - گویا کہ یہ کتاب ایک جلسے مین تمام ہوگئی -

ان خدمات کو بنظر کسب ثواب و حصول سعادت اپنی طرف منسوب فرمایا ہے - ورنہ جہاڑو دینے والے اور چراغ جلانے والے بہتیرے درویش و طالب علم وغیرہ حاضر تھے افسوس کہ یہ خانقاہ بہی منہدم ہوگئی - لیکن یہ خاکسار اوائل عمر مین اسکی زیارت سے مشرف ہوا ہے - کہ اوس وقت تک ایک مکان مسقف لداؤ کا باقی تہا - اگرچہ وہ موسم گرمی شدید کا تہا - لیکن یہ مثل سرد خانہ تہا - دس بجے سے چار بجے تک اوسمین بہت امن و آرام پایا - اور دو تین دیوار بہی شکستہ دیکہی تہین کہ اب وہ بہی باقی نہ رہین - مگر ہان مسجد بدستور سابق ہے - بلکہ از روے مرمت پہلے سے بہی بہتر ہے -

ذکر مسجد حضرت شیخ علیہ الرحمہ

حال تازہ اس مسجد شریف کا یہ ہے۔ کہ آخر ۱۲۶۴ھ مین تین درویش کہ اونمین ایک مرشد اور دو مرید تھے۔ بطور سیاحی وہان آکر اس بنا پر ٹھہر گئے تھے۔ کہ یہان سے بوے حدیث آنحضرت صلعم کی آتی ہے۔ گھوسیون نے جو گائے بھینس چراتے تھے مفتی اکرام الدین موصوفۂ بالا کو خبر دی۔ کہ دو دن سے تین فقیر وارد ہین۔ یہ سنتے ہی وہ خود گئے اور ملے اور اونکا کھانا مقرر کردیا۔
حضرت شیخ کا انتقال انہین مکانات مین ہوا۔ جنازہ قطب صاحب کو گیا۔ کہ جہان حوض شمسی ہے۔ اور یہان سے فاصلہ چھہ کوس کا رکھتا ہے۔ کہ وہ مقام بھی داخل حدود دہلی قدیمہ اور کنارہ آبادی جانب غرب ہے۔

ذکر تعداد زمین واقع مکانات موصوفہ

زمین مکانات حضرت کی بقدر چھہ بیگہ وچند بسوہ ہے۔ خاندان مفتی صاحب مرحوم کے قبضہ سے کبھی نکلی نہ تھی۔ لہذا سرکار انگریزی نے بھی اونہین کے نام شاید ۱۸۳۲ء یا ۱۸۳۳ء مین بحال ومعاف بلا اخراج رکھی۔ کہ سند عہد انگریزی کی موجود ہے۔

پتا مدرسۂ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا

بذیل اسی ذکر کے پتا مدرسہ کا بھی حضرت سے (جسکی نسبت اخبار الاخیار مین آپنے بتذکرہ محنت اپنے تحصیل علوم کے تحریر فرمایا ہے کہ (ہر روز باوجود غلبہ ورود هوائے زمستان وشدت حرارت تابستان دوبار بمدرسۂ دہلی کہ شاید از منزل بالبعد دو میل داشتہ باشد میل میکردیم۔ وبسے پیشتر از وقت صبح بمدرسہ میرسیدیم۔ ودر سایۂ چراغ

جزو میگشیدیم -) لکھدینا مناسب ہوا - سو وہ یہ ہے - کہ یہ مدرسہ بعمارت پختہ دو منزلہ مع مسجد مقابل قلعہ کہنہ لب سڑک دہلی و آگرہ واقع ہے - یعنی دروازہ قلعہ کا بجانب غرب ہے - اور اوس مدرسہ کا بسمت شرق ہے - یہ مکان مدرسہ ابتک اپنی ہئیت پر بدستور قائم ہے - سامنے دروازہ سے مسجد اسکی نظر آتی ہے - اور گرد صحن کے ہر چہار طرف مکانات بنے ہوے ہین - اور اس سے بہی زیادہ تر بتایہ ہے کہ بسمت دکھن جو دیوار مکانات بالائی کی ہے - اوسمین چند دروازے باہر کی طرف ہین - کہ منجملہ اونکے کوئی دروازہ تپہر اور چونہ سے مسدود شدہ ہے - اور کوئی بدستور کشادہ ہے - کہ یہ ہئیت پلول سے جانے والونکو دور سے دکہائی دیتی ہے - اور جانب شمال متصل اس مدرسہ کے ایک ایسا ہی مکان عظیم الشان اوسی زمانہ کا بنا ہوا ہے - اور اوسکے دروازہ صدر پر سنگ سرخ لگا ہوا ہے - نہ معلوم کہ وہ کسنے اور کس غرض سے متصل اس مدرسہ کے بنایا - یا کہ یہ مدرسہ بعد مین قریب اوسکے بنایا گیا - پس میری اولاد در اولاد کو ہنگام آمدورفت دہلی اوسکی زیارت سے مشرف ہوتے رہنا مناسب ہے کہ یہ امر خالی از حسنات نہو گا -

فائدہ - بضمن تحریرات بالا ایک رویت مقبرہ سے معلوم ہوا کہ تعلق خاطر حضرت شیخ کا اس مدرسہ سے ابتک چلا جاتا ہے - اور آپ اسمین تشریف فرما ہوتے ہین زیادہ اس سے موقع تحریر نہین ہے -

ذکر احاطہ متعلقہ احاطہ مقبرہ شریف

پیش دروازہ احاطہ مقبرہ حضرت کے جو ایک اور احاطہ ہے (جسمین ایک دالان پختہ جنوبی رویہ بنا ہوا ہے) وہ متعلق اسی احاطہ کے ہے - اور اوسی احاطہ سے احاطہ مقبرہ حضرت مین آتے جاتے ہین - اوسمین مزار ایک بزرگوار کا بہت پہلے

عہد حضرت شیخ سے ہے۔ کہ جنکا نام کبھی کسی پر ظاہر نہین تہا۔ مگر چند سال کا عرصہ ہوا کہ حضرت شیخ کی طرف سے محمد ابراہیم خادم روضۂ شریف کو بدفعۂ اول یہ بشارت ہوئی۔ کہ نام اس صاحب مزار کا سید نیاز محمد ہے۔ اور بدفعۂ ثانی یہ کہ جو ہمارے اِس احاطہ مین آوے۔ وہ دروازۂ احاطہ سید صاحب کے باہر جوتی اوتار کر آوے جوتی پہنے ہوے کسی کو اس احاطہ کے دروازے کے اندر مت آنے دو۔ اگر کوئی تمہارے کہنے کو نمانے تو ہم اوسکو سمجھہ لین گے۔ بشارت اول کا حال تو خود محمد ابراہیم نے مجہہ راقم سے بمقام دہلی کہا تہا۔ اور بشارت دوم کا ذکر حافظ محمد اکبر پسر محمد ابراہیم مذکورۂ بالا نے چنانچہ بعد اسکے سننے کے جو مین دو تین مرتبہ واسطے زیارت روضۂ حضرت شیخ کے گیا۔ تو دروازۂ احاطۂ سید صاحب سے عملدرآمد برہنہ پا ہوکر جانے کا پایا گیا۔ کہ مین بہی مطابق اسی کے کاربند ہوا۔ ورنہ پہلے اس سے جوتی پہنے ہوے تا بدروازہ احاطۂ مقبرۂ حضرت شیخ کی جایا کرتی تہی

ضمیمۂ ذکر بالا

اب تازہ حال تحریر مولوی انوار الحق سے یہ معلوم ہوا۔ کہ عنقریب ایک مرد خدا شب زندہ دار۔ ذاکر شاغل۔ صالح۔ سید برکت علی نامی ساکن دہلی کو خود اہل مزار موصوف نے یہ فرمایا۔ کہ ہمارے دو فرزند بھی ہمارے پائین مدفون ہین۔ اور صحت مریض کی دعا ہمارے یہان مستجاب ہوتی ہے۔

ضمیمۂ ذکر ثانی

تصدیق و تطبیق اس بشارت کی مجھکو تو از روے صحت یابی چند علیلہ میرے گھر کے متعلقون کے بخوبی ہو گئی۔ کہ کئی سال سے وہ مبتلاے امراض تہین۔ اور علاج اونکا

از روے دوا و دعا وغیرہ سب کچھ ہوا گرچہ فائدہ ظہور مین نہین آتا تہا لیکن جب
بعد معلوم ہونے اس بشارت کے بہ ۱۳۱۷ھ و ۱۳۱۸ھ وہ روبروے مزار شریف کے
حاضر ہوکر خواہان دعاے صحت ہوئین تو بچشم زدن اچہی ہوگئین - اگر ان سب کے
امراض کا حال مفصل لکہون تو انکی صحت یابی پر ناظرین و سامعین کو بہت ہی حیرت
ہوگی - اور جو علی الخصوص کیفیت شفایابی ایک مریضہ ناقابل العلاج کی معرض تحریر پر لاؤ
تو اندیشہ ہے کہ عوام الناس پرستش اس قبر کی کرنے لگین - اور مین اونکی اس بدعت کا
بانی قرار پاؤن - پس اتنا ہی لکہنا کافی ہے - کہ میحائی جو سنی جاتی ہے - وہ اس
قبر شریف سے دیکہہ لی -

ذکر علوے مرتبہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ

علوے مرتبہ آپکا بعالم ظاہری - واقعات مدینہ منورہ سے (یعنی بوقت فاتحہ ہونے
آپ کے مسجد نبوی مین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا - روضہ مقدسہ
سے برآمد ہوکر واسطے استقبال آپکے دس بارہ قدم سے بہی زیادہ آنا - اور آپکو
بغلگیر کرکے معانقہ فرمانا -

اور پہر بار دوم و سوم بمقام مدینہ منورہ زیارت شریف اور تاقیام وہان کے انواع
بشارات سے مشرف فرمانا - اور آپ کو عالم خواب مین بواسطہ احدے خاص
زبان مبارک سے احادیث شریف کا سنانا -

اور پہر بار چہارم حسب استدعا انکے بمقام مکہ معظمہ اپنے جمال خاص کے مشاہدہ سے
کامیاب فرمانا -

اور پہر از روے بشارت معرفت قطب مکہ باین ارشاد مطلع فرمانا کہ (دہلی باید رفت
زیرا کہ دہلی بفراق شما نالان ست) اوپر اس سے بخوبی ظاہر ہوچکی ہے - کہ یہ رتبہ

علماے متقدمین ومتاخرین سے کسی کو سلف سے تاحال نصیب نہین ہوا سکر علو مرتبۂ باطنی کو (جو بعد وفات آپ کے ظہور مین آیا) سنا چاہتے ہے۔

وہ یہ کہ

روایت کی دو علماے معتبرین دہلی نے۔یعنی مولوی کریم اللہ ساکن حوض قاضی نے جو حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ملنے والون مین سے تہے۔اور مولوی قطب الدین خان نے جناب شاہ محمد یسین دام برکاتہ نارنولی سے کہ جو فقیہ اور محدث اور نبیرۂ حضرت بندگی خواجہ شاہ نظام قدس سرہ کے ہین۔اور اونہون نے مجہہ اضعف العباد راقم الحالات سے بمقام پلول مسکن احقر بتاریخ ۲۴ شعبان ۱۳۱۷ھ بوجہ اسکے کہ میرے آبا واجداد بیعت پذیر اسی خاندان اشرف کے ہین۔اور یہی اونکی تشریف آوری کی وجہ اس مقام پر ہوتی ہے۔

کہ زمانہ حضرت مولانا محمد اسحاق محدث ومہاجر رحمۃ اللہ علیہ مین ایک عالم خراسان سے بمقام دہلی آئے۔اور مولانا ممدوح کے ہی مکان پر مقیم ہوے۔بعد دو ایک روز کے مولانا کی خدمت مین عرض کی کہ ایک آدمی خاص اپنا مجہکو دیجئے۔کہ مین حسب نشاندہی اوسکے واسطے زیارات مزارات حضرات اولیاء اللہ یعنی سلطان جی وچراغ دہلی وخواجہ صاحب کے جاؤن۔چنانچہ وہ بہمراہی ایک شخص خاص کے گئے اور بعد واپسی بموجودگی ہم دونون کے حضرت مولانا کے حضور مین اسطرح پر عرض گزار ہوے۔کہ اول مین مزار پرانوار حضرت نظام الدین سلطان الاولیا علیہ الرحمۃ کے حاضر ہوا۔اور نزدیک مزار شریف کے بیٹھکر مکاشفہ کیا۔تو کیا دیکہتا ہون۔ کہ قبر مبارک سے پچاس ساٹھہ گز تک نور کی ایک لاٹ کھڑی ہے۔

وہان سے رخصت ہو کر حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر آیا۔اور مراقب ہوا۔تو نور کی لاٹ اوس سے کم درجہ کی دیکہی۔پہر درگاہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ مین حاضر ہوا- اور مکاشفہ کیا- دیکھا کہ نور کی لاٹ قبر مبارک سے بقدر اسی نوے گز کے کھڑی ہے-
پھر وہان سے بمقام مزار حضرت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کی حاضر ہوا تو وہان عند المکاشفہ دیکھا کہ لاٹ نور کی قبر مبارک سے آسمان تک قائم ہے-
بعد بیان کرنے اس سب ماجرا کے یہ کہا- کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہ ان تینون حضرات اولیاء اللہ کی قبر پر نور کی لاٹ باندازہ گزون کے ہے- اور حضرت شیخ کے مزار سے آسمان تک- اسکی کیا وجہ ہے- کیونکہ بذریعہ کشف قبور جو مین نے معلوم کیا- تو مراتب ہر سہ حضرات بالا کے بہت بڑے ہوئے ہین-
حضرت مولانا نے جواب دیا- چونکہ حضرت شیخ خادم حدیث شریف کی تھے اسواسطے اللہ جل شانہ نے حدیث خوانی کے صلہ مین یہ رتبہ انکا زیادہ کیا-
یہ خدمت حدیث شریف کی آپ سے ایسی انجام پائی- کہ جس سے آپ کے رفعت مرتبت کا پایان نہین رہا- اور خوشنودی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی آپکے ساتھ کچھ حد و غایت نہین رہی-
روایت ہے- کہ ایک عالم بزرگ سے کہ جب آپ ہنگام وداع ہونے روضۂ مقدسہ سے وہان کی مفارقت پر بجہد درد مندو زاری کنان ہوئے تو کچھ غفلت سی ہوئی- تب آنحضرت صلعم نے آپسے مخاطب ہوکر فرمایا- کہ عبد الحق جہان تو ہے وہان ہم ہین- اور جہان تیرا مدفن ہوگا- وہ مدینہ ہوگا- سو یہ ارشاد آپ کے حق مین باعث کسقدر مفاخرت اور موجب عنایت و رحمت جناب رسول کریم صلعم کا ہوا- کہ جو کبھی کسی عالم ماسبق کو ایسی دولت و نعمت نصیب نہین ہوئی- کچھ شک نہین کہ حسب فرمودہ جناب رسول اکرم صلعم کیفیت مقام مدفن حضرت شیخ کی ہم کیفیت مدینہ طیبہ سے ہے- چنانچہ اشخاص کہ مدینہ منورہ و روضۂ مقدسہ سے

مشرف ہو کر آئے ہین - کہ منجملہ ایک یہ راقم الحروف بھی ہے - وہ بر وقت حاضر ہونے اس دفن گاہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے تائید تحریر بالا کی کر سکتے ہین

	وہ یہ کہ	

اندر دروازۂ احاطۂ اول کے قدم انداز ہوتے ہی طبیعت پر مسرت اور فرحت پیدا ہوتی ہے - اور شوق جلد تر پہونچنے کا آستانہ مقبرہ پر ہوتا ہے - اور جب اندر دروازۂ احاطۂ دوم کے پہونچتا ہے - تو خوشدلی کی حدّ و غایت نہین رہتی - اور اشتیاق زیارت قبر شریف کا بڑھتا ہے - اور جب نوبت جانے اندر مقبرۂ شریف کے ہوتی ہے - تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا تاریکی سے روشنی مین اور گرمی سے سرد خانہ مین آ گئے - ہر چند کہ کیسا ہی روز روشن اور موسم گرمی شدید کا ہو زیارت مزار مبارک اور اُس تمام بقعۂ اندرونی سے تازگی روح و روان کی ہو جاتی ہے اور وہ دلچسپی ہوتی ہے - کہ نہ قبر شریف سے نظر اوٹھانے کو جی چاہتا ہے - اور نہ در و دیوار اور طاقچہ و گنبد سے نہ وہان سے باہر آنے کو دل قبول کرتا ہے گو کتنے ہی عرصہ تک وہان بیٹھا رہے - پر طبیعت سیر نہین ہوتی - اور مفارقت وہان کی گوارا نہین کرتی - بالآخر جب وہان سے اپنے مکان فرودگشی پر آبادی مین آنا ہوتا ہے - تو بعد خورد و خواب وغیرہ یہی جی چاہتا ہے کہ وہین کو چلیئے - چنانچہ تا قیام وہان کے اگر بسبب کسیقدر فاصلہ و ناہمواری راستہ ایک دن مین دو بار نہین تو ایک مرتبہ تو ضرور ہی وہان جانا ہوتا ہے - اور جب اوس آبادی سے ہی ارادہ واپسی اپنے وطن کا کیا جاتا ہے - تو اوسکی مفارقت بھی ناگوار ہوتی ہے - اور پھر خواہش جانے وہان کی رہتی ہے - پس یہی کیفیت طبائع دلفگار روندگان مدینہ منورہ کی شروع سواد مدینہ مطہرہ سے تا قیام وہان کے اور پھر وداع ہونے روضہ مقدسہ اور اوس بلدۂ طیبہ سے ہوتی ہے - اور آرزو حاضر ہونے آئندہ کی

رہتی ہے یعنی واقعات ظاہری دونون مقام کے قریب المطابقت ہین - اور حالات باطنی ہر دو مقام موصوفہ ہم ایسے اشخاص صرف ظاہربین کو معلوم نہین ہوسکتے - اون سے جو اہل باطن ہین وہی واقف ہوسکتے ہین - مگر بلحاظ فرمودۂ آنحضرت صلعم قیاس مقتضی اسی امر کا ہے کہ جب کوائف ظاہری یہان کے مثل وہان کے ہین توکوائف باطنی بہی ویسے ہی ہونگے - ع - قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا - واللہ اعلم

خاتمۂ ذکر حضرت شیخ عبد الحق قدس سرہٗ

اب ذکر خیر حضرت شیخ اجل رُو باختتام لایا - اسمین وہی رقم ہوا ہے کہ جو خود بدولت نے متفرق طور پر چند کتابون مین کہین مفصلاً کہین مختصراً تا وفات خود تحریر فرمایا ہے - میری طرف سے صرف اسیقدر رہوا - کہ جہان تک کوئی مضمون اس قسم کا کسی کتاب مین نظر سے گذرا - اوسکا انتخاب اوس کتاب سے بکمال اختصار کر کے یکجا جمع کیا - اور پہر اسی ترتیب کے ساتہ قالبِ تحریر مین لایا - کہ گویا سراپا مرقع حالات ماوقع حضرت از ابتدا تا انتہا - اور موجب یادگار میری طرزِ تحریر اور وقائع نگاری کا ہوگیا -

تمہید تحریر حالات اولادِ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ

اب کسی قدر احوال ستودہ مآل فرزندان حضرت شیخ کا لکھتا ہون - کہ حضرت کے تین فرزند اس ترتیب سے تہے - شیخ نور الحق شیخ علی محمد شیخ محمد ہاشم - پس تذکرہ انکا اسی ترتیب سے کیا جاتا ہے

ذکر شیخ نور الحق فرزند اول

انکے فضائل کا کیا پایان ہے - کہ جب حضرت ممدوح نے مکتوبات اپنے ہین

یہ مکاتبہ اونکے نام لکھا ہے۔

۱	از من ہیچ عملے نیامدہ۔ کہ واسطہ وسبب نجات من درعاقبت گردد۔ الاوجود مسعود آن فرزند دلبند۔ بیت۔ شنیدم کہ در روز امید وبیم + بدان را بہ نیکان نبخشد کریم۔ و ازینجاست کہ پسر صالح را از اعمال خیر پدر شمردہ اند۔ انتہی۔

اور رسالہ وصیت مین فرماتے ہین

۲	فرزند عزیز نورالحق را خلیفہ وجانشین فقیر دانند۔ وبا وے بتعظیم وتقدیم پیش آیند
۳	نماز جنازہ فقیر فرزند نورالحق کند۔ واگر این حاضر نباشد وغیرہ وغیرہ (جیساکہ اوپر لکھا گیا)
۴	دیباچہ شرح سفر السعادت مین حضرت شیخ لکھتے ہین۔ من وصیت میکنم فرزند عزیز نور دیدہ دانش وبینش نورالحق راکہ وجود ثانی ومقصود او ولے من است۔ کہ اگر وقت مرا تنگی آرد فرصت آن نشود وے متصدی این کار گردد۔ این ہم را صورت دہد۔ بالبداہت اگرچہ وہ کتاب خود حضرت نے مکمل تصنیف کی ہے مگر اِس عبارت سے اظہار فضیلت حضرت شیخ نورالحق کا ظاہر ہے۔ اور نیز یہ کہ آپ اونکو وجود ثانی اپنا سمجھتے تھے۔
۵	رسالہ فہرس التوالیف کے اوائل چند فصل ہین۔ اونمین ایک بحث تذکرہ تاریخی علماے کرام وشعراے ہندوستان بہی ہے۔ ابتداے طلوع آفتاب اسلام سے ہندوستان مین تا بزمانہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ۔ اوسمین آپ تحریر فرماتے ہین۔ کہ وجود فرزند مسعود نور دیدہ دانش وبینش نورالحق الملقب بمشرقی است کہ شروق نیر فضل وکمال وے در ہر دو طریقہ دانشوری وسخنوری با وسط السماء استوا واعتدال نزدیک بسمت الراس رسیدہ است یقین منست کہ اگر وے توجہ برگمارد و بر طریقہ شعراے زمانہ شب و روز مشق سخن وفکر شعر پیش آرد۔ خمسہ نظامی وخسرو را تتبع تواند کرد۔ ولیکن توجہ واشتغال وے بجانب علم وصلاح

ونفس الامر غالب آمده - نمی گذارد کہ بطرف شعر وطریقہ شعر روے آرد - پروردگار جل وعلا کوکب سعادت واقبال او را از افول ونزول نگاہدارد -

جملہ

اسی تذکرہ مین ملک الشعرا شیخ فیضی برادر کلان کے حق مین حضرت نے لکہا ہے کہ درین جزو زمان زبان بشاعری کشادہ - وداد سخنوری دادہ است فیضی اگرچہ کہ در فصاحت وبلاغت ومتانت ورضانت سخن ممتاز روزگار بود - ولیکن حیف کہ بجہت وقوع وہبوط در ہاویہ کفر وضلالت رقم انکار وادبار بر ناصیۂ احوال خود کشیدہ - زبان اہل دین وملت جناب نبوت را از بردن نام وے ونام جماعت شوم وے باک است - تاب اللہ علیہم ان کانوا مومنین - یعنی توبہ قبول کرے اللہ تعالے اونکی اگر ہین وہ مسلمان -

ایسے بڑے مقتدر وزیر روشن ضمیر سلطنت معاصر کو جس سے رسم کتابت بہی تہی کہ (تاریخ بدایونی وکتاب المکاتیب حضرت شیخ کی شاہد حال ہین) ایسے الفاظ لکہے ہین - کہ اوس زمانہ مین جسکے نام سے اورون کو لرزہ آتا ہوگا -

آپ شاگرد اور مرید اپنے والد بزرگوار کے ہین - اور نیز محدث ہین - چنانچہ آپ شرح قران السعدین مین لکہتی ہین - کہ میرے باپ نے ہی الف - ب - ت کی تختی مجہے پڑہائی - اور میرے باپ نے ہی مجہے فارغ التحصیل کر دیا - اوست کہ اول لوح تعلیم مرا در کنار دہ - تیسیر القاری شرح فارسی صحیح البخاری جو چہہ جلدون مین ہی - اور لکہنو کے مطبع علوی مین طبع ہوگئی ہی چنانچہ یہ چہیون جلد مجہہ راقم کے پاس بہی موجود ہین اور شرح قران السعدین حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ ورسالہ در بیان رویا وتجلی القلوب در مواعظ - اور زبدۃ التواریخ سلاطین ہند تا عہد اکبر بادشاہ - کہ یہ طبع نہین ہوئین - مگر قلمی کتب خانہ مولوی نور الحق مین موجود ہین آپکی تالیفات سے ہین

منجملہ منظومہ آپکے ایک رباعی ہے - کہ جسکے لکھنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے اوسمین آپ اپنے زمانہ کے دوستانِ ہمدم کی تشبیہ دیتے ہین - اوس ریت گھڑی کہ جسمین دو شیشے مونہ جوڑے ہوے ہوتے ہین - ایک گھنٹہ مین ایک شیشہ کی ریت دوسرے مین اوتر آتی ہے - پھر اولٹ دیا تو ایک گھنٹہ مین دوسری شیشہ کی ریت اول مین چلی جاتی ہے - کیا خوب فرمایا ہے -

رباعی

اے شیوۂ ہمدمان این دورِ خلاف	گویم رمزے اگر نگیری بگزاف
چون شیشۂ ساعت اند پیوستہ بہم	دل ہا ہمہ پُر غبار و رو ہا ہمہ صاف

اوائل عہد مین حضرت شاہجہان بادشاہ کے - آپ قاضی القضاۃ دار الخلافہ آگرہ کے مقرر ہوے تھے - اسپر حضرت شیخ علیہ الرحمہ ان سے ناراض ہو گئے تھے کہ قاضی کیون بنے - لیکن یہ امر کسی پر ظاہر نہین تہا - حتی کہ شیخ نور الحق پر بھی یہ ناخوشی حضرت کی بعد ایک عرصہ کے اسطرح معلوم ہوئی - کہ سید طیب بلگرامی واسطی (یعنی انکے بزرگوار جزیرۂ واسط کے رہنے والے تھے جہان کا واسطی قلم مشہور ہے) حضرت شیخ قدس سرہ کے شاگرد تھے - اور آپ اونکو شیخ طیب کہا کرتے تھے وہ اپنے وطن کو چلے گئے تھے - ایک روز حضرت شیخ (کہ اوسوقت غالباً عمر شریف انسی برس سے زیادہ تھی واللہ اعلم) جماعت طلبۂ علم کو صحیح مسلم پڑہا رہے تھے - کسی مقام پر فرمایا کہ ترجمہ اور خلاصہ مطلب تو اسکا یہ ہی - مگر اس مقام اور اس مبحث کے متعلق ایک تفصیل اور بیان طویل اور بہی ہے - کہ ہم تو بسبب ضعف پیرانہ سالی کے دماغ اوسکے بیان کا نہین رکھتے - شیخ نور الحق یا شیخ طیب سے کبھی سُن لینا - کہ وہ اس مضمون کو مفصل بیان کر دینگے -

ابہی یہ جلسہ ختم نہوا تہا - کہ شیخ طیب آموجود ہوے - السلام علیکم - وعلیکم السلام -

کہان سے آتے ہو۔ بلگرام اودہ سے کیونکہ یہ سفر طویل گوارا کیا ہے حضرت
کی زیارت کو۔ کہ آپکی ضعیفی ہے۔ زیارت کرلین۔ کس راستہ سے دہلی آئے۔
آگرہ سے۔ آگرہ مین نورالحق سے ملے تہے۔ جناب مین نہین ملا۔ مجہے خبر
نہ لگی کہ وہ آگرہ مین ہین۔ فرمایا کہ درست ہے۔ اور وہ اب قابل ملاقات بہی
نہین رہا ہے۔ کیونکہ اوسنے منصب قاضی القضاۃ دار السلطنت آگرہ کا
شاہجہان بادشاہ سے قبول کرلیا ہے۔
چنانچہ کتاب مآثر الکرام تاریخ مشائخ بلگرام مین یہ حال بذیل ذکر حضرت سید طیب
بلگرامی کے درج ہے۔

التماس مصنف

یہ ناخوشی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی بذاتہ اونسے نہین تہی۔ بلکہ اونکے قبول منصب
قضا سے بربنا اس امر کے ہوئی۔ کہ حضرت کو جاہ ومناصب دنیاوی کے
قبول سے ناخوشی تہی۔ اسواسطے فرمایا کہ وہ بسبب قبول منصب قاضی القضاۃ کے
اب قابل ملاقات نہین رہے ہے۔
چنانچہ بفور معلوم ہونے اس ناخوشی حضرت کے اونہون نے یہ منصب ترک
کردیا۔ اور خدمت مین حضرت کے حاضر ہوکر بدستور مورد مراحم رہے ہے۔

ذکر بیعت ثانی حضرت شیخ نورالحق

اگرچہ آپ مرید حضرت شیخ اجل یعنی اپنے والد بزرگوار کے تہے۔ مگر کتاب فتح العارفین سے
آپکا مشرف بہ بیعت ہونا حضرت عاشق محمد نبیرہ زادہ حضرت بندگی خواجہ شاہ نظام
قدس سرہ نارنولی سے بہی (کہ جنکی سجادہ نشینی مابین نہم رمضان ۱۰۳۵ھ ہجری

ودہم ذی الحجہ ۱۰۴۶ھ ہجری رہی) واضح ہوتا ہے کہ اوسمین کیفیت اونکے بعیت کی ضمن حالات حضرت شیخ اجل مین اسطرح پر درج ہے (ہرگاہ حضرت شاہ عاشق محمد برمسند ارشاد نشست و خرقہ خلافت از والد بزرگوار دریافت شیخ نور الحق بن حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی از ایشان استفادہ فیض باطن نمود) بلحاظ مدت دوران سجادہ نشینی حضرت شاہ عاشق محمد کی پایا جاتا ہے۔ کہ یہ بعیت بحالت موجودگی حضرت شیخ اجل کے ہوئی۔ غالباً بلا اجازت حضرت کے نہوئی ہوگی۔ اور یہ بھی پایا گیا۔ کہ یہ بعیت بمقام دہلی ہوئی۔

ذکر عطا ہونے باغ کا

ایک باغ موسومہ کوشک شاہجہان بادشاہ نے انکو عطا کیا تہا۔ کہ وہ ابتک موجود ہے اور سر راہ قطب صاحب کے واقع ہے۔ پہلے زمین اوسکی تعداد اکتیس ۳۱ بیگہ تہی اب دس بیگہ ضبط ہوکر اکیس ۲۱ بیگہ چند بسوہ زمین معاف ہے۔ کہ جسکی آمدنی سالانہ اسی روپیہ ہے۔

قدیم سے ہم سب اولاد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ بقدر حصص اس باغ پر قابض متصرف تھے لیکن پچیس یا چھبیس برس کے عرصے سے بجب استدعا مولوی انوار الحق ہیجدی اپنے بھتیجے سبھون نے اپنا اپنا حصہ اونکو بیع کردیا۔ کہ منجملہ اونکے ایک مین بہی ہون۔ تب سے وہ ہی ایک مالک اور قابض ہین۔

ذکر وفات حضرت شیخ نور الحق رحمۃ اللہ علیہ

نہم شوال ۱۰۷۳ھ کو یعنی بیس سال چھ ماہ پندرہ روز بعد اپنے والد بزرگوار کے آپ نے اس جہان فانی سے عالم بقا کو انتقال فرمایا (بعہد اورنگ زیب

عالمگیر بادشاہ) بعمر نود سالہ تاریخ پیدائش - مادۂ تاریخ وفات (فیاض آفاق)
۹۸۳ھ ۱۰۷۳ھ

ذکر اولاد حضرت شیخ نور الحق رح

آپکے صرف ایک فرزند تھے - شیخ نور اللہ نام - اور اونکے چار فرزند اس ترتیب سے تھے
سیف اللہ[1] علیم اللہ[2] محب اللہ[3] جار اللہ[4] - اگرچہ یہ سب علم و فضل مین موصوف تھے
مگر شیخ محب اللہ فرزند سوم مع اپنی اولاد در اولاد کے مصنف اور مؤلف کتب ہوئے ہین
کہ جنکے اسمای شریف مع نام کتاب از روے فہرست ذیل مین معرض تحریر لاتا ہون

جملہ

اس فہرست مین جو حروف مفرد بخانہ نمبر ۵ و نمبر ۶ مندرج ہین اونکی اصطلاح ظاہر کرتا ہون

ص اس سے یہ مراد ہے - کہ یہ کتاب قلمی کتب خانہ مولوی انوار الحق موصوفہ بالا مین موجود ہے - اور جس کسی خانہ مین اسکے (نقطہ) پایا جائے - تو سمجھنا چاہئے کہ یہ کتاب اونکے کتب خانہ مین نہین ہے -

ط اس سے یہ مطلب ہے - کہ یہ کتاب طبع ہوگئی ہے - اور بذیل اسکے جس خانہ مین (نقطہ) ہو تو نہ طبع ہونا اوسکا تصور کیا جائے -

فہرست کتب مصنفہ اولاد حضرت شیخ نور الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
[illegible]	نام مولف کتاب	[illegible]	نام کتاب	ص	ط	کیفیت
۱	شیخ محب اللہ ابن نور اللہ ابن حضرت نور الحق رح	۱	منبع العلم ترجمہ فارسی صحیح مسلم	•	•	یہ کتاب کتب خانہ مولوی انوار الحق مین قبل از غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ ہجری موجود تھی اوسکے بعد سے نہین ہے -

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
[illegible]	نام مؤلف کتاب	[illegible]	نام کتاب	ص	ط	کیفیت
۲	ابو المکارم حافظ محمد فخر الدین ابن شیخ محب اللہ	۲	شرح فارسی عین العلم	ص	۰	یہ کتاب مولوی انوار الحق کے پاس موجود ہے اور اونہون نے یہ نقل کتب خانہ نواب صاحب ریاست ٹونک سے کرا کے حاصل کی ہے
۔۔	ایضاً	۳	شرح فارسی حصن حصین	ص	ط	یہ کتاب ایک دوسری شرح عربی حصن حصین کی ساتہ لکھنؤ مین طبع ہوگئی ہے۔ مولوی انوار الحق کے پاس قلمی اور مطبوعہ دونون موجود ہین۔
۳	مولانا محمد شیخ الاسلام محدث ابن حافظ محمد فخر الدین	۴	شرح مبسوط صحیح بخاری در فارسی شش جلد	۰	ط	کتاب تیسیر القاری ترجمہ صحیح البخاری تالیف حضرت شیخ نور الحق کے ساتہ یہ شرح بہی لکھنؤ مین طبع ہوگئی ہے۔ مولوی انوار الحق و نیز اس راقم کے پاس یہ نسخہ مطبوعہ کامل موجود ہے
۔۔	ایضاً	۵	کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء (در باب تجہیز و تکفین وغیرہ)	۰	ط	یہ کتاب دہلی وغیرہ مین مکرر طبع ہوگئی ہے چنانچہ کتاب مطبوعہ مولوی انوار الحق کے پاس موجود ہے ۔
۔۔	ایضاً	۶	طرد الاوہام عن اثر الامام الہمام	۰	۰	یہ کتاب کتب خانہ مولوی انوار الحق مین نہین ہے۔ بایام غدر مذکورہ بالا جاتی رہی
۴	مولانا محمد سلام اللہ محدث ابن مولانا محمد شیخ الاسلام محدث	۷	شرح عربی موطاء حضرت امام مالک رح بعلم حدیث شریف بنام محلّٰی کشف اسرار الموطا (دو جلد مین)	ص	۰	یہ ہنوز طبع نہین ہوئی ۔
۔۔	ایضاً	۸	رسالہ مناقب اہلبیت بنام خلاصۃ المناقب	ص		یہ نسخہ قلمی مولوی انوار الحق کے پاس ابہی سال ۱۳۱۹ھ مین لکھنؤ سے آیا ہے۔ ہنوز طبع نہین ہوا ۔
۔۔	ایضاً	۹	شرح شمائل ترمذی (فارسی مین)			اسکے اول مین نہ آخر مین مصنف صاحب نے اپنا نام تک بہی نہین لکہا۔ لیکن حضرت شیخ قدس سرہ کے ارشادات کا حوالہ اسمین درج ہے۔ لکھنؤ سے یہ کتاب مولوی انوار الحق کے پاس آئی اور اسے تالیف انکی کہوجنے بعد مین نظر انکی تصنیف سے معنا اسکا حکم متصور ہوا ہے ورنہ اسپر کوئی اور کیون لکھتا کہ انکی تالیف ہے

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
	نام مؤلف کتاب		نام کتاب	ص	ط	کیفیت
۵	محمد نور الاسلام ابن محمد سلام اللہ	۱۰	رسالہ بحث زمان بنام ایثار الحق	ص	۰	یہ رسالہ قلمی مولوی انوار الحق کے پاس موجود ہے۔
"	ایضاً	۱۱	رسالہ بحث مکان بنام نامعلوم	ص	۰	یہ رسالہ ہمراہ رسالہ بحث زمان مندرجہ بالا پاس مولوی انوار الحق کی ایک جلد میں ہے
"	ایضاً	۱۲	رسالہ اصول حدیث بزبان عربی	ص	۰	یہ ہنوز طبع نہیں ہوا۔
۶	مولوی حاجی ابو الخیر محمد سالم ابن دوم مولانا محمد سلام اللہ محدث	۱۳	رسالہ نور الایمان	ص	ط	یہ دونوں نسخہ یعنی قلمی و مطبوعہ پاس مولوی انوار الحق کے موجود ہیں۔
"	ایضاً	۱۴	رسالہ اصول الایمان	ص	ط	ایضاً
"	ایضاً	۱۵	لطائف الاسرار (در عملیات)	ص	۰	یہ کتاب قلمی مولوی ضیاء الدین ماموں حقیقی مولوی انوار الحق کی پاس موجود ہے کہ جواب ۱۳۱۸ھ تک وہ محافظ دفتر محکمہ زمینداری راجستان کی ہیں۔
"	ایضاً	۱۶	طریق السالم	۰	ط	
"	مولوی حاجی ابو الخیر محمد سالم ابن دوم مولانا محمد سلام اللہ محدث	۱۷	رسالہ غذب بحر ترجمہ حزب البحر	۰	۰	یہ رسالہ غدر مذکورہ بالا میں تلف ہوگیا لیکن مولوی انوار الحق نے قبل از غدر اسکو بچشم خود دیکھا اور پڑھا ہے۔
"	ایضاً	۱۸	رسالہ در بیان جواز سماع نام نامعلوم	۰	۰	ایضاً
۷	مفتی نور الحق عرف شیخ ثانی فرزند دوم شیخ محب اللہ ابن شیخ نور اللہ مندرجہ بالا	۱۹	شرح فارسی ما ثبت بالسنۃ کتاب عربی مؤلفہ حضرت شیخ اجل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی۔	۰	۰	یہ شرح فارسی تو طبع نہیں ہوئی مگر اصل کتاب ما ثبت بالسنۃ مع ترجمہ اردو دہلی میں طبع ہوگئی ہے۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
[illegible]	نام مؤلف کتاب	[illegible]	نام کتاب	ص	ط	کیفیت
۸	مفتی محمد اکرام الدین خان ابن مولوی محمد نظام الدین تربیت خان ابن مفتی محب الحق ابن مفتی نور الحق عرف شیخ ثانی مندرجہ ۷	۲۰	رسالۂ عربی در جرمت مزامیر بنام سل الصمصام علی من قال ان المزامیر لیست بحرام	ص	۰	مولوی نظام الدین تربیت خان جو لکھا ہے ظاہراً یہ نام بے ترتیب سا پایا جاتا ہے تاوقتیکہ اسکی شرح نہ کی جاوے۔ سو وہ یہ ہے کہ دراصل نام انکا مولوی نظام الدین ہے مگر چونکہ جہاندار شاہ ابن شاہ عالم بادشاہ کے یہ استاد تھے۔ لہذا شاہ عالم بادشاہ نے تربیت خان خطاب انکو دیا تھا اس لیے نام انکا مع خطاب کے مولوی نظام الدین تربیت خان ہو گیا۔ (اور یہ شاہزادہ جہاندار شاہ وہ ہین کہ جنکی ذریات بنارس مین ہین)
"	ایضاً	۲۱	سعادت الکونین فی فضائل الحسنین	ص	ط	یہ کتاب مع ترجمہ اُردو مین طبع ہو گئی ہے مولوی انوار الحق کے پاس قلمی اور مطبوعہ اور ترجمہ سب موجود ہین۔
۹	مولوی محمد انوار الحق موصوفہ بالا ابن مفتی محمد احسان الحق ابن مفتی محمد اکرام الدین خان مندرجہ ۸	۲۲	اقتباس الانوار (تذکرۂ فضائل حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ و نیز خاندان حضرت ممدوح)	ص	۰	یہ کتاب ۱۲۷۱ھ مین انہون نے تالیف کی۔ مگر ابھی تک طبع نہین کرائی لیکن میری تحریر اور تاکید سے اب ۱۳۱۸ھ مین لکھا ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالے طبع کرا کے پیشکش کرونگا۔
"	ایضاً	۲۳	چشتی چمن (در تحقیقات و اثبات اولاد حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس اللہ سرہ بجواب رسالہ انکار منکران)	ص	۰	یہ کتاب ۱۲۹۵ھ مین تصنیف شدہ ہے اور ہنوز غیر طبع ہے۔ سو اسکی بابت بھی میری تحریر پر انکی وہی تحریر بالا ہے
۹		۲۳		۱۴	۷	

[illegible]

علاوہ کتب مندرجہ بالا کے ایک کتاب کہ باعتبار قدامت اِن سب کتابون سے اونچے نمبر مین ہے۔ تالیف شیخ سیف اللہ بنام مزدا بن ہیبتہ اللہ دہلوی البخاری سالِ ۱۰۹۱ھ عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کہ نام اوسکا (اشرف الوسائل فی شرح شمائل ترمذی) فارسی مین (جسکو وفات حضرت شیخ عبد الحق سے تخمیناً ۳۹ اونتالیس سال اور انتقال حضرت شیخ نور الحق سے ۱۸ اٹھارہ سال ہوتے ہین) بکتب خانہ مولوی انوار الحق ہے۔ کہ جو اونکے پاس گوالیار سے آئی۔ مگر اسکے کاتب نے دیباچہ مین تحریر ولدیت مولف کے یہ غلطی کی۔ کہ بجاے نور اللہ ہیبتہ اللہ لکھدیا اور خاتمہ کتاب مین تسوید نام مولف یہ غلطی کی۔ کہ بجاے نام سیف اللہ کے صفی اللہ لکھا ہے۔ کیونکہ شجرہ و کرسی نامہ خاندان ہذا مین اولاد در اولاد حضرت شیخ علیہ الرحمہ سے۔ نہ کوئی بنام ہیبتہ اللہ نہ صفی اللہ بلکہ اون سے یہ اضح ہے کہ شیخ سیف اللہ و شیخ محب اللہ (کہ جنکی تصنیف کا ذکر مع اُنکی اولاد کے اوپر اس سے ہوا ہے) دونون برادر حقیقی یعنی فرزندان شیخ نور اللہ بن شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق قدس سرہ کے ہین۔

اول الذکر کلان۔ کہ جنکی اولاد سے یہ کاتب الحروف ہے۔ اور آخر الذکر خورد کہ جنکی اولاد سے مولوی انوار الحق ہین۔

یہان پر ظاہر کیا جانا کسی قدر مضمون دیباچہ و خاتمہ کتاب ہذا کا مناسب ہے۔

وہ یہ کہ۔ آغاز دیباچہ اِن الفاظ سے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی خلق محمد المصطفے باکرم شمائل الخ۔

بعد حمد و نعت کے یہ عبارت ہے۔ اما بعد میگوید فقیر احقر الطلبہ الملتجی بکرم اللہ القوی الباری سیف اللہ بن (ہیبتہ اللہ یہ نام کاتب نے غلط لکھا ہے صحیح نام نور اللہ ہے) الترک الدہلوی البخاری این رقمے چند است۔ در شرح شمائل النبوی۔

وترجمہ آثار مصطفوی۔ کہ مسمیٰ است باشرف الوسائل فی شرح الشمائل کہ نبذے ازان
از نتائج فکر عقیم و مضامین ذہن سقیم است و اکثر آن ملتقط است۔ از کلام فضلاء عظام
وعلماے کرام از شارحان این مجموعہ جلیلہ و رسالہ جزیلہ وغیرہم من کبراء المتقدمین
واکابر المتاخرین خصوص از مولفات مشحونۃ التحقیقات۔ و مصنفات محفوفۃ البرکات
زبدۃ العلماء المحدثین۔ وقدوۃ الحفاظ المتقین شارح احادیث نبوی۔ ناشر آثار مصطفوی
موضح خفیات القرآن۔ ودقائق التنزیل۔ مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔
کاشف معضلات العلوم الدینیۃ الجلیلۃ۔ صاحب التصانیف الشریفۃ الجزیلۃ۔
المخدوم الاعظم والاستاذ الافخم الاکرم۔ المؤید بالفیض المطلق۔ ابو المجد الشیخ عبد الحق
قدس سرہ اللطیف و نور مرقدہ الشریف۔ کہ این احقر نسبت فرزندی۔ بل شرف
غلامی بجناب سامی او دارد۔

بعدہ فقرۂ ذیل ہے۔ کہ بطور انتخاب اوسکی نقل درج ہے۔

پس چون صورت اتمام گرفت۔ ساختم آن را تحفۂ درگاہ معلی بادشاہ ظفر قرین
سلطان دین پرور السلطان المعظم ابو الظفر محی الدین محمد عالمگیر غازی لازالت
رایات سلطنتہ مقارنۃ لآیات الفتح والظفر۔ الخ۔

خاتمہ پر اسطرح ہے۔ تم تبییض ہذا التسوید علی ید مولفہ احوج الناس الی الغنی القوی
صفی اللہ[له] بن ہبۃ اللہ الدہلوی۔ ضحی یوم الاثنین من رجب المرجب سنہ احدی
پہر دن چڑھے ہے دوسری ماہ رجب ۱۰۹۱ سنہ ہجری
وتسعین والف من الہجرۃ النبویۃ۔ الخ

کاتب نے آخر میں اپنا نام جمال محمد۔ اور تاریخ فراغ نقل کتاب ۷ ذیقعدہ ۱۱۰۴ھ
لکھی ہے۔ ظاہر ہے کہ تصنیف سے ساڑھے تیرہ برس کے بعد یہ کتاب
تحریر ہوئی۔ نہ معلوم کہ اصل کتاب سے یا اوسکی نقل سے۔ اگر اصل سے ہوئی
تو اس کاتب کی غلطی ہے۔ اور جو کسی نقل سے لکھی گئی۔ تو کیا معلوم ہو سکتا ہے

کہ ۱۳ سال کے مدت دوران مین کسقدر نقل النقول اسکی ہوئی ہونگی - اور اس کاتب کو کتنی تعداد کے بعد نوبت تحریر کی آئی - اور ابتدائً کس سے یہ دونون غلطیان وقوع مین آئین - غرض کسی سے ہو دیباچہ مین تو غلطی کا ہوجانا قرین قیاس ہوسکتا ہے کہ شاید بوجہ بدخطی یا مشکوکی وغیرہ اوس کتاب کے کہ جس سے وہ نقل کرتا ہو - (خواہ وہ اصل ہو یا نقل) بجاے نور اللہ ہبتہ اللہ سمجھا ہو -

لیکن خاتمہ کتاب مین جو بجاے سیف اللہ صفی اللہ لکھا - اس غلطی کا کوئی سبب معلوم نہین ہوتا - بجز اسکے کہ وہ اپنی یاد مین بسبب قریب المخرج ہونے بعض حروف کے غلطی کر گیا - واللہ اعلم -

پس وجوہ بالا سے غلطی کاتب مین تحریر نام ہبتہ اللہ و صفی اللہ کچھ شبہہ نہین - اور یہ کتاب مصنفہ شیخ سیف اللہ بن شیخ نور اللہ رحمتہ اللہ علیہما واجب التسلیم ہے - اور اسی بنا پر اسکو فہرست تصنیفات سلسلہ اولاد مین (جسمین سواے میرے اسوقت تک اور کوئی پایا نہین جاتا) بنمبر اول قائم کر کے اپنی تفصیل کتب مصنفہ کی (سواے اس کتاب کے کہ جواب زیر تحریر ہے - اور مسمے بہ مرآت الحقائق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی البخاری و آبا و اجداد و اولاد امجاد آنجناب رحمتہ اللہ علیہم اجمعین سے ہے) لکھتا ہون -

فہرست ثانی کتابہائی مصنفہ اولاد حضرت شیخ نور الحق محدث دہلوی

۱	۲	۳	۴	۵
نمبر شمار	نام مولف کتاب	نام کتاب	تاریخ تصنیف	کیفیت
۱	شیخ سیف اللہ بن شیخ نور اللہ بن حضرت نور الحق رحمتہ اللہ علیہ -	اشرف الوسائل فی شرح شمائل ترمذی (فارسی مین)	سنہ ۱۰۱۹ھ	اس کتاب کی کیفیت اوپر اس سے لکھی گئی معلوم ہوتا ہے - کہ فہرست بالا مین جو شیخ محمد سلام اللہ مندرجہ بالا نے بہ عنوان شرح شمائل ترمذی لکھی ہے وہ غالباً یہی اسی کتاب کی ہوگی - مگر اوسمین حوالہ اس اشرف الوسائل کا نہین ہے

۱	۲	۳	۴	۵
نمبر شمار	نام مؤلف کتاب	نام کتاب	تاریخ تصنیف	کیفیت
۲	برکت علی بن حضرت علی بن غلام حسن بن کمال الدین بن صبغۃ اللہ بن حضرت سیف اللہ رح	رہنمای حجاج (اردو مین) جلد ضخیم	سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ع	یہ سنہ ۱۳۰۸ھ مطابق سنہ ۱۸۹۱ع یہ کتاب مطبع مہر نیمروز واقع خاص ضلع بجنور مین طبع ہوئی - اسمین حال سفر حج اپنا مع تمامی کیفیت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً - و نیز جملہ بلاد ملک حجاز و نیز جمیع حالات وہان کی مشروحاً مندرج ہوی ہین
۳	ایضاً	کشف الکرامات بزرگان الہ آباد مع دیگر کوائف آن دیار از ابتدا تا حال	سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ع	یہ کتاب جزو رہنمای حجاج کی ہی - کہ جب احقر بنارس سی روانہ مکہ معظمہ ہوا تہا - تو اول منزل سفر پر یہی شہر تہا - کہ اسکی کیفیت آبادی وغیرہ بالتمام لکہی ہی یعنی یہ کہ اول اس شہر کو کب اور کس نے آباد کیا - اور پہر بار دوم کب اور کس نے - اور اس شہر مین جو بارہ ۱۲ دائرہ عہد شاہی سی واسطے تعلیم علم ظاہری و باطنی مشہور ہین - اونکی کیفیت اور حیات تا ممات لکہی گئی ہے - اور بضمن ذکر دائرہ اول قصہ میان سرمد و دارا شکوہ و عالمگیر بہی بطور مستلزم الذکر آگیا ہی کہ جو قابل دید ہی اور نیز جو دیگر مقامات موصوف و معروف ہین اونکی کیفیت بہی بہت مشرح درج کی گئی ہے کہ وہ بہی لائق مشاہدہ ہے - چونکہ یہ مضمون وائل اس کتاب مین بجنسہ جزو

۱	۲	۳	۴	۵
نمبر شمار	نام مولف کتاب	نام کتاب	تاریخ تصنیف	کیفیت
				لکہا گیا تہا - لہذا بوقت طبع ہونے اوس کتاب کے اسکو اوس سے علیحدہ کر لیا گیا - اور بتحریر دیباچہ اسکو اس نام سے موسوم کیا گیا -
۴	ایضاً	سید التواریخ قبل از موجودات تا عہد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء	یہ بہی ایک جزو کتاب بے ہمتای حجاج ہی کہ جو بروقت لکہنے حالات جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ احوال بہی اوس کتاب مین لکہی گئی تہی - مگر بہنگام طبع ہونے اوس کتاب کی بنظر طوالت اسکو اوس سے علیحدہ کر لیا گیا - اور بتسطیر دیباچہ اسکو اس نام سے - اسمین احوال قبل از ظہور کائنات کہ جب صرف ذات پاک خدای تعالی تہی - اور سوای اوسکی اور کچہ نتہا اور عرش اوسکا پانی پر تہا - تا پیدائش حضرت آدم علیہ السلام اور اون سے تا زمانہ حیات جناب خاتم النبیین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ اجمعین - کہین مفصلاً کہین مختصراً مندرج ہے -
۵	ایضاً	کشف الالفاظ		اسمین تین فصلین ہین - فصل اول مین وہ الفاظ ہین کہ جو قریب المخرج ہین - اور معنی مین مختلف ہین - مثلاً - ادیم - عدیم - الم - علم - الیم - علیم - وغیرہ وغیرہ چمڑہ - ناپیدا - غم - نشان - غمگین - جاننے والا فصل دوم مین وہ الفاظ ہین کہ لفظ واحد ہے مگر وہ چند معنی رکہتا ہے - مثلاً - اجل - اجل - آیات بزرگتر - موت - نشانیان

۱	۲	۳	۴	۵
نمبر	نام مولف کتاب	نام کتاب	تاریخ تصنیف	کیفیت
				آثار - آثار - وغیرہ وغیرہ - غرض ہر شئی یک سیر فصل سوم مین وہ الفاظ ہین - کہ جو ہم معنی ہین - یعنی کسی چیز کا ایک نام ہی - اور بزبان عربی وفارسی الفاظ اوسکی متعدد ہین - اسلئے ترتیب اسکی بزبان اردو رکھی گئی - مثلاً لفظ اردو (اب) ہی اور اصل الفاظ اسکی یہ ہین - الحال - الکنون - آیدون - اینک وغیرہ وغیرہ -
۶	ایضاً	انشاء برکت (جلد ضخیم)		اسمین مکاتبات بالفاظ مقفی ومسجع وبعض بعبارت نظم بنام بزرگان وعزیزان ومحبان وچند عرائض وقصیدہ بنام حکام ہین - کہ جو مابین سنہ ۱۸۶۹ع و سنہ ۱۸۷۶ع مطابق سنہ ۱۲۸۵ھ و سنہ ۱۲۹۳ھ بزمانہ سررشتہداری فوجداری ضلع میرٹھہ وکمشنری بنارس وقتاً فوقتاً تحریر مین آئے
۷	ایضاً	تذکرہ پولیس	سنہ ۱۸۶۹ع مطابق سنہ ۱۲۸۶ھ	یہ بالکل نظم مین ہی - اسمین کاروائی اہل پولیس کی نسبت جرم ہر ایک قسم کے مفصل بحالت سررشتہداری فوجداری چشم دیدہ خود رقم ہوئی ہے -
۸	ایضاً	بیاض (جلد ضخیم)		اسمین متعدد امور پسندیدہ وقابل یادگار ہر ایک جای سے باوقات مختلفہ حاصل کرکے جمع کیے گئے ہین اور تاحیات خود یہ سلسلہ جاری رہیگا - اسواسطے کوئی تاریخ تصنیف اسکی قرار نہین دیجا سکتی -

بعد تحریر و مرتب ہو جانے فہرست ہلٰے بالا کے ایک اور کتاب مصنفۂ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پتا لگا۔ وہ یہ کہ غنیۃ الطالبین جو بزبان عربی جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہی۔ اوسکا ترجمہ فارسی مین آپنے کیا ہی۔ اور یہ پتا اسطرح پر معلوم ہوا کہ مولوی عبد الحی صاحب مغفور علامۂ مشہور لکھنوی نے اپنی ایک تصنیف مین لکھا ہے۔ کہ حضرت شیخ محدث نے ترجمہ غنیۃ الطالبین مین ایسا اور ایسا لکھا ہی۔ کہ اونکی اس تحریر سے یہ ترجمہ ثابت ہے۔ ورنہ یہ کتب خانۂ مولوی انوار الحق مین نہین ہے۔ اور نہ ابتک کہین طبع ہوا ہی۔ مگر ہان منشی محبوب احمد ولد منشی جمال احمد لکھنوی سے نے ترجمہ اسکا بزبان اردو مسمے بہ زبدۃ السالکین کر کے مطبع منشی نولکشور واقع لاہور مین بماہ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ مطابق ماہ جولائی ۱۸۹۲ء طبع کرایا۔ کہ وہ راقم نے دیکھا ہے۔ کہ نصف صفحہ پر مضمون عربی ہی۔ اور محاذی اوسکے نصف صفحہ پر ترجمہ اوسکا اردو مین ہے۔ اور کتب خانۂ قاضی محمد یحیی صاحب پلوی مین موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ترجمہ حضرت شیخ نے فارسی بعد فہرس التوالیف کے فرمایا ہے۔ کہ جو اوس فہرست مین مندرج نہین ہے۔

بنظر مناسب اسی موقع پر شجرہ بہی اولاد حضرت نور الحق کا لکہے دیتا ہون کہ جسمین سلسلہ ہر ایک نبیرۂ والا کا دو قسم پر قائم کیا گیا۔

ایک وہ کہ جو تہوڑا سا ہی چلکر رہگیا۔ اور کوئی شاخ اوسمین سے پیدا نہین ہوئی۔

دوسرا وہ کہ شروع سے تا حال مسلسل چلا آیا۔ اور شخص مندرجۂ خانۂ اخیر کا موجود ہے۔

اور جو ان سلسلون سے اور شاخین نکلین اور پہیلین اور بالآخر وہ نرہین۔ اور اونکا نام و نشان تک باقی نہین ہے۔ اونکا لکہنا بہی ضرور ہوا۔

کیونکہ مقصود صرف واسطے دکہلانے اس امر کے ہی۔ کہ سلسلۂ اولاد کس کس نبیرہ کا بالکل قطع ہو گیا ہی۔ اور کس کس کا ابتک یعنی تا آخر ۱۳۱۹ھ کس تعداد سے موجود ہے۔

حضرت نور الحق بن شیخ عبد الحق رح

نور اللہ

جار اللہ	علیم اللہ	محمد سیف اللہ		شیخ محب اللہ		
سعد الدین	ابو الحیات	صبغۃ اللہ		حافظ فخر الدین		مفتی نور الحق شیخ ثانی
سعادت اللہ	خیر اللہ	کمال الدین		شیخ الاسلام		مفتی محب الحق
مولوی نور الحق عرف حافظ محمدی	میان احسان	غلام حسن		مولوی سلام اللہ		مولوی نظام الدین
مولوی حافظ احمد الحق	محمد امان	خیرات علی	حیات علی لاولد گئے	عبد السلام	محمد سالم	مفتی اکرام الدین
لاولد گئے	لاولد گئے					
فضل الرحمن	[illegible] / [illegible]	برکت علی	[illegible]	عبد السلام	ولی اللہ	مفتی احسان الحق

عرفان الحق	سعید الحق	انوار الحق	احسان الحق	مظہر الحق	فرید الحق	فیضان الحق	شمس الحق مرحوم	عبد السلام	ضیاء الدین	کمال حسین	فضل حسین مرحوم	مظہر حسن مرحوم	ولی الحسن مرحوم	صبغت الحق مرحوم	انوار الحق	عمران الحق
•	•	۱ پسر	۴ پسر	۴ پسر	۱ پسر	۴ پسر	۳ پسر	۱ پسر	۲ پسر	بنات خورد	۱ پسر ۵ نبیرہ	۲ پسر ۵ نبیرہ	۳ پسر ۲ نبیرہ	۳ پسر ۱ نبیرہ	۷ پسر ۹ نبیرہ	۴ پسر
۳ نفر		۲ نفر	۵ نفر	۵ نفر	۳ نفر مع بندہ	۵ نفر	۳ نفر	۱ نفر	۳ نفر	۱ نفر	۶ نفر	۷ نفر	۵ نفر	۴ نفر	۱۷ نفر	۴ نفر

ذکر شیخ علی محمدؐ فرزند دوم

انہون نے بہی تحصیل علم اپنے والد ماجد سے ہی فرمائی - اور بڑے فاضل و عالم ہوئے - خزائن الدرر در لغات عربی و فارسی و ترکی کہ جو بڑی ضخیم کتاب ہی - اور رسالہ احوال پنج پیران چشت یعنی حضرت خواجہ معین الدین و خواجہ قطب الدین و شیخ فرید الدین گنج شکر و حضرت نظام الدین اولیا و حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہم - اور نجات المرید در احوال حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ آپکی تصنیفات سے ہین - انہین سے کوئی کتاب طبع نہین ہوئی - اور کتب خانہ مولوی انوار الحق مین صرف ایک کتاب اخیر کی موجود ہے اور پہلی اور دوسری ایام غدر متذکرہ بالا مین تلف ہو گئی - مگر سر سید احمد خان مرحوم نے اپنی کتاب آثار الصنادید مرتبہ مطبوعہ بار دوم مین کتاب دوم کا حوالہ دیا ہے - غالباً اونکے کتب خانہ مین موجود ہوگی - آپکی اولاد سے اکثر علماء ہوے ہین - مگر اونکی تصنیف دیکھنے یا سننے مین نہین آئی - آپکے خاندان کا بہی شجرہ مطابق بالا ذیل مین درج کیا جاتا ہے -

حضرت علی محمدؐ بن شیخ عبد الحق

ابو المفاخر

<table dir="rtl">
<tr><td>محمدؐ مراد</td><td colspan="3">محمدؐ جواد</td><td colspan="6">ابو المواہب</td></tr>
<tr><td>محمدؐ قاسم</td><td colspan="3">سیف الحق</td><td colspan="6">فیض الحق</td></tr>
<tr><td>غلام محمدؐ</td><td colspan="3">ظہور الحق</td><td colspan="6">معین الحق</td></tr>
<tr><td rowspan="5">×</td><td colspan="2">عظیم الحق</td><td colspan="3">متین الحق</td><td colspan="4">قیام الحق</td></tr>
<tr><td>امیر الحق</td><td>ولی الحق</td><td>عین الحق</td><td colspan="2">عبید الحق</td><td colspan="4">عباد الحق
×</td></tr>
<tr><td>وزیر الحق مرحوم</td><td>محب الحق</td><td>عرفان الحق</td><td>فرید الحق مرحوم از زوجہ اول</td><td>وحید الحق از زوجہ دوم</td><td>انوار الحق ایضاً</td><td>افضال الحق ایضاً</td><td>نثار الحق ایضاً</td><td>نصیر الحق ایضاً</td></tr>
<tr><td></td><td>بذات خود</td><td>منظور الحق مع ایک فرزند
لطیف الحق</td><td>رشید الحق</td><td>۲-پسر</td><td>۲-پسر</td><td>بذات خود</td><td>۲-پسر</td><td>۱-پسر</td></tr>
<tr><td></td><td>۱-نفر</td><td>۴-نفر</td><td>۱-نفر</td><td>۳-نفر</td><td>۳-نفر</td><td>۱-نفر</td><td>۳-نفر</td><td>۲-نفر</td></tr>
</table>

ذکر محمدؐ ہاشم فرزند سوم

آپ نے بہی علم وفضل اپنے والد بزرگوار سے ہی حاصل فرمایا۔ چنانچہ انکی نسبت حضرت شیخ علیہ الرحمۃ رسالۂ فہرس التوالیف مین فرماتے ہین۔

نقل۔ کہ فرزند عزیز محمدؐ ہاشم نیز در علم وفضل تالی وتابع برادر خود (یعنی شیخ نور الحق) ست وجوہر طبع او بجودت وسلامت وقوت در علم خصوصاً بعلم شریف حدیث موصوف وممتاز است۔ بلغہ اللہ مبلغ الرجال۔

اس قول حضرت شیخ علیہ الرحمۃ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ بہی محدث ہوے ہین۔ ایک رقعہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کا دستخط خاص سے لکہا ہوا بنام شیخ محمدؐ ہاشم کے موجود ہے۔ کہ اونکو فرزند کر کے لکہا ہے۔ اور شیخ محمدؐ عاصم اونکے صاحبزادے کو حضرت نے اونکے پاس بیرون شہر بہجوایا ہی۔ کہ جسکی نقل بجنسہ آغاز سرنامہ سے ذیل مین لکہی جاتی ہے

عاقبت بخیر باد

یقین آن فرزند باشد کہ من ترا دوست میدارم۔ واز نیکان می شمارم۔ حق سبحانہ تعالے تمام نیکی ہاے دین ودنیا بنقد وقت تو گرداند۔ دعا این است۔ کہ از جمیع آفات وبلیات محفوظ دارد۔ وبجمیع کرامات وبرکات محظوظ گرداناد۔ زیادہ برین طاقت نوشتن ندارم شمار او کار شمار ابخدا سپردم۔ (والسلام)

فرزند دلبند بجان پیوند محمدؐ عاصم را فرستادم کہ چندگاہ دیدہ بجمال وکمال او روشن گرداند فقط

بیان مؤلف

بعض جا شجرہ وغیرہ مین آپکا نام بجاے محمدؐ ہاشم کے محمدؐ عاصم لکہا گیا ہے۔

سو تحریرات بالا سے صریحاً غلط ہے۔ در اصل آپکا نام محمدؐ ہاشم ہے۔ اور محمد عاصم آپ کے فرزند ہین۔

آپکی تصنیفات سے کوئی کتاب نہین دیکھی نہ کسی جگہ اوسکا ذکر لکھا دیکھا نہ نام۔ اور نہ اولاد سے آپ کے کوئی تصنیف معلوم ہوئی۔ اور آپکا سلسلہ اولاد بھی زیادہ جاری نہین رہا یعنی تین اولاد در اولاد ہوکر ختم ہوگیا جیسا کہ شجرہ مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے

حضرت محمدؐ ہاشم بن شیخ عبدالحقؒ
محمدؐ عاصم
محمدؐ محتشم
محمدؐ معتصم

ایک خاندان ہے۔ کہ وہ اپنے تئین اولاد دختری سے حضرت محمدؐ ہاشم کی بیان کرتا ہے۔ اور ایک نیم انچاہ بھی دیہ معافی کا مع تین سو دو بیگہ پانچ بسوہ اراضی جمعی ایک سو سولہ روپیہ کی بحصہ برابر۔ اپنے قبض و دخل مین بطور مالکانہ رکھتا ہے۔ کہ منجملہ اس حقیت کے کہ ایک ثلث طرف سے شیخ واجد علی احد الحصہ دار مدت ۳۲ برس کچھ زائد سے میرے پاس رہن ہے۔ اور وہ بمقام مکہ معظمہ لاولد فوت ہوگئے باقی دو ثلث حقیت مین حکیم الدین ولد اکرام الدین بن غلام محی الدین۔ و وجیہ الدین بن غلام محی الدین بحصہ مساوی ہین۔

اب یہ شجرہ حضرت شیخ عبد الحق جد اعلے سی لیکر مجھہ برکت علی تک یعنی تا آخر سنہ ۱۳۱۹ھ حسب عایت قسم دوم مندرجہ آغاز تحریر حالات ہذا کی لکھتا ہون - اسمین صرف وہ سلسلے ہر دو شجرہ مذکورہ بالا سی انتخاب کرکے درج ہین کہ شروع سی علی الاتصال ابتک جاری ہین اور جو سلسلے کہ منقطع ہوگئے - وہ مرفوع القلم کیئے گئے - اونکا دیکھنا منظور ہو تو اوپر کی نقشون مین دیکھہ لیا جاوے - مگر یہان سلسلہ حضرت محمد ہاشم کا بمراد اظہار تعداد فرزندان حضرت شیخ ہمینا قائم رکھا گیا اور اسی لحاظ سے شروع اس شجرہ کا حضرت آقا محمد سے ہی مناسب ہوا - گو کہ اسماے بزرگان حضرت شیخ کی ابتدا مین ترتیباً رقم ہوچکی ہین - مگر یہان بہی تبرکاً درکار ہین -

تاریخ آمد از بخارا	عہد سلطنت	تاریخ ولادت	مورث اعلے	تاریخ وفات	مقام مدفن	عہد سلطنت
سنہ ۶۹۵ھ ما بین سنہ ۷۱ ھ	بحضور سلطان علاؤ الدین خلجی بادشاہ دہلی حاضر ہوے	معلوم نہین	حضرت آقا محمد ترک البخاری	۱۷ ربیع الثانی سنہ ۷۳۹ھ	پس پشت عیدگاہ تالاب شمسی مقبرہ ہے	محمد تغلق بادشاہ بن غیاث الدین تغلق
•	•	•	ملک معز الدین	•	ایضاً	•
آپ ما بین سنہ ۷۹۱ھ سے و سنہ ۷۹۶ھ یہان بخارا کو چلے گئے تہے سنہ ۸۰۱ھ مین واپس آئے	ہمرکاب صاحبقران امیر تیمور گورگان بادشاہ ایران	•	ملک موسے	•	ایضاً	•
•	•	•	فیروز شہید	سنہ ۸۶۰ھ	مقام بہرایچ ملک اودہ شہید ہوے	سلطان بہلول لودہی
•	•	•	سعد اللہ	۲۲ ربیع الاول سنہ ۹۲۸ھ	پس پشت عیدگاہ تالاب شمسی	سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودہی
•	سلطان سکندر بن بہلول لودہی	سنہ ۹۲۰ھ	سیف الدین	۲۷ شعبان سنہ ۹۹۰ھ بعمر ۷۰ سال	ایضاً	جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

تاریخ ولادت
محرم ۹۵۸ھ
عہد سلیم شاہ

تاریخ وفات
۲۲ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ
عہد شاہجہان

- محمد ہاشم ← محمد عاصم ← محمد محتشم ← محمد معتصم
- شیخ نورالحق (۹ شوال ۱۰۷۳ھ، عہد عالمگیر بادشاہ) ← نوراللہ
- شیخ علی محمد ← ابوالمفاخر

محمد سیف اللہ ← صبغۃ اللہ ← کمال الدین ← غلام حسن ← خیرات علی ← برکت علی

شیخ محب اللہ ← حافظ فخرالدین ← شیخ الاسلام ← مولوی سلام اللہ ← محمد سالم ← ولی اللہ

شیخ محب اللہ ← مفتی نورالحق شیخ ثانی ← محمد محب اللہ ← مولوی نظام الدین ← مفتی اکرام الدین ← مفتی احسان الحق

محمد جواد ← سیف الحق ← ظہور الحق ← عظیم الحق ← ولی الحق ← محب الحق

ابوالمواہب ← فیض الحق ← معین الحق ← متین الحق ← عبیدالحق، عین الحق ← فریدالحق از زوجہ اول، عرفان الحق

نوراسلام، محمود الحق، عبدالسلام، فضل الرحمن، فضل حق مرحوم، عبدالحق مرحوم

خاندان مجھ راقم الحروف برکت علی از اولاد شیخ محمد سیف اللہ برادر کلاں شیخ محب اللہ	از خاندان حافظ فخرالدین ولد شیخ محب اللہ	خاندان مولوی نورالحق از اولاد شیخ محب اللہ	خاندان مولوی عرفان الحق از اولاد شیخ علی محمد فرزند دوم حضرت شیخ رح
۲۶ نفر	۲۲ نفر	۲۴	۱۸ نفر

میزان کل ۹۱ نفر

اگرچہ از روے شجرہ ہذا نود و یک [۹۱] اشخاص قسم ذکور خرد و کلان کا اولاد سے حضرت ابو المجد شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ تا آخر ۱۳۱۹ھ موجود ہونا بخوبی ظاہر ہے۔ مگر بنظر مناسب گوشوارہ بھی اسکا بمدات ذیل بحیز تحریر لایا جاتا ہو

گوشوارہ اشخاص موجودہ از اولاد شیخ نور الحق فرزند کلان حضرت شیخ اجل رح

نام بزرگ خاندان	فرزندان	نبیرگان	برادر حقیقی	بہتیجہ حقیقی	پسران بہتیجہ ہای حقیقی	برادران چچازاد	پسران برادران چچازاد	میزان کل
راقم الحروف برکت علی ۱ نفر	۳ نفر	۱۲ نفر	۱ نفر	۴ نفر	۵ نفر	.	.	۲۶ نفر
مولوی محمد انوار الحق ۱ نفر	۷ نفر	۹ نفر	۱ نفر	۵ نفر	۱ نفر	.	.	۲۴ نفر
محمد شمس الاسلام نابالغ نبیرہ مولوی محمود الحق پہوپا مولوی انوار الحق موصوف کی ۱ نفر	.	.	.	.	.	.	.	۱ نفر بذات خود
مولوی ضیاء الدین احمد ماموں حقیقی و ہمجدی مولوی انوار الحق موصوف کی ۱ نفر	۲ نفر	.	.	۶ نفر	.	۱ نفر	۱۲ نفر	۲۲ نفر
میزان ۴ نفر	۱۲ نفر	۲۱ نفر	۲ نفر	۱۵ نفر	۶ نفر	۱ نفر	۱۲ نفر	۷۳ نفر

گوشوارہ اشخاص موجودہ از اولاد شیخ علی محمد فرزند دوم حضرت شیخ اجل رح

نام بزرگ خاندان	تعداد فرزندان	نبیرہ	تعداد برادران چچازاد موجودہ	تعداد پسران برادران چچازاد مذکور	تعداد پسران برادر چچازاد مرحوم	برادر ہمجدی یعنی محب الحق	میزان
مولوی عرفان الحق ۱ نفر	۲ نفر	۱ نفر	۵ نفر	۷ نفر	۱ نفر	۱ نفر	۱۸ نفر میزان ۹۱ نفر

واضح ہو- کہ خانہ ہاے اخیر اس شجرہ ونیز ہر دو شجرہ بالا مین جو اکثر اسماء کے نیچے
اونکے بیٹون اور پوتون کے نام بسبب عدم گنجائش تحریر مین نہین آسکے
اور صرف اسقدر لکھدیا گیا ہے- کہ اتنے پسر اور اتنے نبیرہ- سو ان سبکے نام
آگے اس سے جو مضمون مندرج ہے- مع کسی قدر کیفیت ضروری ہر واحد کے
معلوم ہون گے-

یہان اس امر کا بھی ظاہر ہونا ضرور ہے کہ-

اب اس خاندان حضرت شیخ عبدالحق قدس سرہ مین جو اکیانوے آدمی صغیر وکبیر
از قسم ذکور موجود ہین- ان مین تحصیل علم دینی واجدادی کا کیا حال ہے-
اور حصول معاش دنیوی کی کیا صورت ہے- ان دونون امر کی نسبت
بلحاظ ترتیب پیدائش ذیل مین لکھتا ہون- کہ بسلسلہ اولاد شیخ نور الحق فرزند کلان
حضرت شیخ علیہ الرحمۃ دو خاندان ہین-

اول مجھہ برکت علی راقم الحروف کا- کہ جو اولاد شیخ سیف اللہ نبیرہ اول شیخ
نور الحق سے ہے-

دوم مولوی محمد انوار الحق ابن مفتی احسان الحق کا- کہ جو اولاد شیخ محب اللہ نبیرہ
سوم سے ہے-

سو میرے خاندان کی یہ کیفیت ہے

افضال الحق عمر ۵۹ سال ۱ ماہ ۱۳ یوم	پسر کلان میرا- اسکی پیدائش ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۱ھ مطابق ۲۸ نومبر سنہ ۱۸۴۴ع یوم پنجشنبہ قبل از مغرب مقام ہلول کی ہے- یہ عالم وحافظ وحاجی ومحدث ہے بظاہر تو اسنے بجنسہ تتبع حضرت شیخ جد اعلیٰ اپنے کا کیا ہے- یعنی یہ کہ اول علم عربی بمقام دہلی حاصل کیا- بعدہ حفظ قرآن- پھر مکہ معظمہ کو گیا اور علم حدیث شریف پڑہا- اور عند الامتحان خاص حرم شریف زاد اللہ حرمتہ

بجلسہ جمیع علماء و شیخ العلماء و شریف صاحب و پاشاہ صاحب والی مکہ معظمہ سند فضیلت کی پائی۔ اور حج سے مشرف ہوا تفصیل بہی اوسکے علوم حاصلہ کی اطلاعاً ذیل مین کرتا ہون۔

صرف و نحو مین درسی کتابین معقولات مین میر قطبی تک۔ فقہ مین درسی کتابین۔ حدیث مین مشکوۃ و صحاح ستہ سواے نسائی کے تفسیر مین جلالین بیضاوی و عباسی و مدارک۔

اور اسکی معاش کا یہ حال ہے کہ

شروع مین چند سال تک بعہدہ مختلفہ مثل منصرمی بندوبست و نائب تحصیلداری و پیشکاری اجلاس وغیرہ رہا۔ اور ۱۸۸۳ء سے بجاے میرے سررشتہ دار کمشنری بنارس ہوا۔ بعدہ چہہ برس تک قائم مقام ڈپٹی کلکٹر رہا۔ یکم مارچ ۱۸۹۹ء کو بدستور سررشتہ داری پر واپس ہوکر ضلع پیلی بہیت مین بلقب جنرل سپرنٹنڈنٹ مال مامور ہے۔

غرض ضروریات دنیاوی سے بعنایت الٓہی فارغ البال ہے۔

اسکے چار فرزند ہین

نظر الحق عمر ۳۱ سال ۳ ماہ ۱۲ یوم	اسکی پیدائش ۹ رمضان ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۷۲ء روز دوشنبہ مقام پلول کی ہے۔ یہ صرف فارسی دان ہے۔ اور مڈل اردو پاس کیا ہوا ہے۔ بالفعل محرر جوڈیشل تحصیل ضلع مرزاپور مین بمشاہرہ پندرہ روپیہ ماہوار
منظور الحق عمر ۲۷ سال ۲ ماہ ۱۳ یوم	اسکی پیدائش ۱۷ شوال ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۸۷۵ء مقام میرٹھ کی ہے۔ یہ انگریزی دان تا انٹرنس ہے۔ مگر پاس شدہ نہین۔ اور بالفعل سررشتہ انگریزی صیغہ کورٹ آف وارڈس ضلع پیلی بہیت بمشاہرہ بیس روپیہ مقرر ہے۔

	محمود الحق عمر ۲۰ سالہ ۴ ماہ	اسکی پیدائش ماہ شعبان ۱۲۹۹ھ مطابق ماہ جون ۱۸۸۲ء بمقام جونپور کی ہے۔ صرف و نحو مین شرح جامی تک معقول مین قطبی تک اپنے گھر پر اسنے پڑہا۔ بعدہ وہ اسکول انگریزی مین داخل ہوا۔ وہان وہ علم عربی حسب قاعدہ مقررہ اسکول کے پڑہتا ہے۔ اور ہر ایک امتحان مڈل و انٹرنس و (اے ف) مین بشمول علم عربی پاس ہوچکا ہے۔ اور اب (بی اے) مین ہے۔
	انعام الحق عمر ۷ سالہ ۸ ماہ	یہ زوجۂ ثانیہ سے بتاریخ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۱۲ ہجری مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۴ء بمقام بنارس پیدا ہوا۔ بہر حال زیر تعلیم و پرداخت اپنے والد کے ہے۔
شمس الحق	پسر دوم میرا۔ یہ بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۸۵۰ء یوم دوشنبہ بمقام پلول پیدا ہوا تھا۔ صرف فارسی خوان اور پیشکار حضور تحصیل مہاراجہ صاحب بنارس تھا۔ کہ بتاریخ ۲۹ محرم ۱۳۱۲ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۸۹۴ء بعمر پینتالیس ۴۵ سال دس ماہ نوروز کے بمقام بنارس انتقال کرگیا اسکے تین ۳ بیٹے ہین	
	قمر الحق ۲۵ سالہ ۲ ماہ	انگریزی دان پاس کردہ انٹرنس منصرم سررشتہ نقول منصفی بنارس ہے اسکی پیدائش بماہ شوال ۱۲۹۴ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۸۷۷ء یوم دوشنبہ بمقام میرٹھہ کی ہے۔
	نجم الحق ۲۲ سالہ ۲ ماہ ۸ یوم	یہ انگریزی دان بلا پاس ہے۔ اور ناظر اجلاس کنور صاحب مہاراجہ بنارس باستحقاق ملازمت سابقۂ والد خود ہے۔ پیدائش اسکی ۲۱ شوال ۱۲۹۷ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۸۸۰ء یوم دوشنبہ بمقام بنارس کی ہے۔

نام	کیفیت
بدر الحق ١٩ ساله ٢ ماه	اسکی پیدائش یکم ذیقعده سنہ ١٣٠١ھ مطابق ٢٣ اگست سنہ ١٨٨٤ء یوم شنبه مقام بنارس کی ہے۔ ہنوز اسکول بنارس مین پڑہتا ہے۔
سراج الحق	پسر سوم میرا۔ یہ بتاریخ ۴ شوال سنہ ١٢٧٠ھ مطابق ١١ جولائی سنہ ١٨٥٤ء یوم شنبه بمقام پہلول پیدا ہوا تہا۔ یہ فارسی دان اور حافظ قرآن اور خوش الحان وخوشنویس اہلمد دفتر کمشنری بنارس تہا۔ کہ بتاریخ ۵ صفر سنہ ١٢٩٩ھ مطابق ٢٧ دسمبر سنہ ١٨٨٢ء یوم یکشنبه بعمر ٢٨ سال و ۵ ماه و ٢٠ یوم یکایک لاولد قضا کر گیا
فرید الحق عمر ۴۴ سال ١١ ماه ١١ یوم	پسر چہارم میرا۔ اسکی پیدائش ١٩ محرم سنہ ١٢٧٤ھ مطابق ٩ ستمبر سنہ ١٨٥٧ء یوم چہارشنبه مقام سرائے قصبہ فرید آباد ضلع دہلی ایام غدر کی ہے۔ صرف ونحو کی درسی کتابین معقولات مین شرح تہذیب تک اور تعلیم فارسی نثر مین ظہوری واخلاق جلالی نظم مین قصائد عرفی تک پڑہا ہے۔ اور اسکی معاش کی یہ کیفیت ہے کہ وکیل ضلع جونپور ہے۔ اور آمدنی اسکی مثل ملازمان کے معین نہین ہے۔ مگر اوسط ماہانہ بقدر چار سو پانسو روپیہ ہوتا ہے۔ اور بوجہ قانون دانی وجودت طبع وخوش تقریری بلقب (بیرسٹر جونپور) مشہور ہے۔ اسکے ایک بیٹا ہے کہ جسکی یہ کیفیت ہے،
وحید الحق ٢٠ ساله ٩ ماه	اسکی پیدائش ماه ربیع الاول سنہ ١٢٩٩ھ مطابق ماه جون سنہ ١٨٨٢ء مقام پہلول کی ہے۔ یہ صرف ونحو مین درسی کتابین معقولات مین میر زاہد و ملا جلال وحمد اللہ۔ فقہ مین ہدایہ تک۔ حدیث شریف مین مشکوۃ شریف فلسفہ مین میبذی۔ تفسیر مین جلالین پڑہا ہے۔ اور یہان تک اسنے تعلیم معلم سے اپنے گہر پر پائی۔ ازان بعد وہ اسکول انگریزی واقع جونپور مین داخل ہوا۔ اور وہان انٹرنس تک پڑہا

اوراب ماہ اپریل ۱۹۰۲ء مطابق ماہ محرم ۱۳۲۰ھ سے محمدن کالج علیگڑہ مین بہرتی ہوا ہے - اور انگریزی کے ساتہ ایک سبق عربی کا بہی حسب قاعدۂ معینہ وہان کے رکہا ہے - اسنے شعر گوئی مین بہی اچہی مہارت بہم پہونچائی ہے - اور شاگرد مرزا داغ دہلوی کا ہے - کہ جو فن شاعری مین استاد حضور نظام دکن کے استاد السلطان ہین - اور اونکے ذریعہ سے حضور نظام کی عطیہ طرحون پر غزلین بہی لکہی جو کہ بہت مقبول ہوئین - اور ایک قسم کا تعرف پیدا ہو گیا -

مظہر الحق عمر ۳۵ سال ۱۱ ماہ ۱۱ یوم

پسر پنجم میرا - اسکی پیدائش بتاریخ ۱۹ ار محرم ۱۲۸۴ھ مطابق ۲۴ ر مئی ۱۸۶۷ء یوم جمعہ وقت مغرب مقام میرٹہہ محلہ خیر نگر دروازہ کوٹہی محمد صدیق کمبوہ کی ہوئی یہ فارسی و انگریزی مین پاس ہے - اور (الٰہی) بہی دو برس پڑہا ہے - اور بالفعل ریاست رامپور مین بمشاہرہ پچاس ۵۰ روپیہ ملازم ہے - مضمون نگاری مین خواہ انگریزی ہو یا فارسی مہارت تامہ رکہتا ہے - جنانچہ مین نے جو ایک عرضی بعبارت انگریزی بحضور جناب کارمیکل صاحب کمشنر سابق بنارس ولایت لندن کو اسکے ہاتہ سے لکہا کر بتاریخ ۱۲ ر مارچ ۱۸۹۰ء بہیجی تہی اور اوسمین گزارش کیا گیا تہا - کہ یہ عرضی مظہر الحق پسر خرد خاکسار کے ہاتہ کی لکہی ہوئی ہے - کہ جسکو پہلے پہل ایسی تحریر کا اتفاق ہوا ہے - لہذا اسکی صحت و سقم سے بطور ہدایت مہربانہ آگہی بخشی جاوے - تو بجواب اوسکے چٹہی جناب ممدوح مرقومہ ۲۵ ر اپریل ۱۸۹۰ء مین بہ نسبت اس فقرے کے یہ لکہا آیا کہ - (طرز عبارت سے آپکے فرزند سید مظہر الحق کی لیاقت ٹپکتی ہے کیونکہ اکثر تعلیم یافتہ انگریزی سے اپنے خیالات کو اس خوبصورتی سے ادا نہین کرتے جیسے کہ آپکے لڑکے نے اپنے مافی الضمیر کی تصویر کہینچی ہے)

اور چونکہ یہ پونے دو سال کی عمر مین ہمراہ والدہ و افضال الحق برادر کلان خود مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہو آیا ہے - اسلیئے یہ اوسیوقت سے بلفظ حاجی کے مشہور رہے یہانتک کہ مردم عام نام اسکا واقع مین حاجی ہی جانتے ہین - اور اصلی نام سے بالکل ناواقف ہین -

اسکے چار لڑکے ہین

شریف الحق ۱۶ سالہ ۳ ماہ ۱۲ یوم	یہ ۱۸ رمضان ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۱ جون ۱۸۸۶ء یوم دوشنبہ کو بمقام بنارس پیدا ہوا - فارسی و انگریزی پڑہتا ہے -
ظریف الحق ۷ سالہ ۱۵ یوم	یہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ مطابق ۹ جون ۱۸۹۵ء یوم یکشنبہ کو بمقام مذکورۂ بالا پیدا ہوا - اور زیر تعلیم ہے -
اظہر الحق ۴ سالہ ۸ ماہ	یہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۷ء یوم چہارشنبہ کو بمقام مذکورۂ بالا پیدا ہوا - اور ابہی تعلیم کے قابل نہین -
انوار الحق ۲ سالہ	یہ ۲۱ محرم ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ کو بمقام بنارس پیدا ہوا -

چونکہ یہ چارون نام بلا تاریخی تہے - لہذا ایک ایک لفظ ہر ایک کے نام پر بڑہا دیا گیا - کہ جس سے یہ نام تاریخی ہو گئے -

شریف الحق تقدسی	ایضاً شریف الحق متقلد	ان دونون لفظون مین سے جو لفظ زیادہ ترپسند ہو وہ استعمال مین لایا جاوے
۱۳۰۳ھ	۱۳۰۳ھ	
ظریف الحق یعنی ظریف الکلام	اظہر الحق مکی	انوار الحق افضالی
۱۳۱۲ھ	۱۳۱۵ھ	۱۳۱۸ھ

ذکر برادران خود

ہم چار بھائی حقیقی تھے۔

۱	۲	۳	۴
راقم الحروف برکت علی	عبدالحق	فضل حق	فضل الرحمن

سومین اپنا حال اوپر لکھہ چکا ہون۔ اور باقی ہرسہ برادران کی یہ کیفیت ہے۔ یعنی

عبدالحق (۲) — ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۷ جون سنہ ۱۸۹۴ع یوم چہارشنبہ کو بعمر ساٹھہ سال (۶۰) اسکا انتقال ہوگیا۔

احسان الحق بعمر ۵۰ سال — پسر اسکا ریاست مالیر کوٹلہ مین صدر قانونگوی بمشاہرہ پچیس روپیہ کے ہے۔
اسکے چار لڑکے ہین

اعجاز الحق (۱) ۲۶ ساله ۴ ماه — مڈل انگریزی کا پاس ہے۔ اور محکمہ نہر ضلع فیروزپور پنجاب مین نوکر ہے۔ اسکی پیدائش ۴ شعبان سنہ ۱۲۹۳ھ مطابق ۲۴ اگست سنہ ۱۸۷۶ع یوم پنجشنبہ مقام پلول کی ہے۔

احتشام الحق (۲) ۱۹ ساله ۲ ماه — اسکی پیدائش ۳۰ شوال سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق ۳ ستمبر سنہ ۱۸۸۴ع یوم دوشنبہ مقام شاہجہانپور کی ہے۔ یہ مڈل انگریزی پاس ہے۔ اور ولیعہد ریاست لوہارو متعلقہ قسمت دہلی کا مصاحب ہے۔ تعداد مشاہرہ صحیح طور پر مجکو معلوم نہین۔

افتخار الحق (۳) ۱۷ ساله ۹ ماه — یہ انگریزی دان ہے۔ مگر یہ معلوم نہین کہ پاس شدہ کسی درجہ کا ہے یا نہین۔ مگر اوسی سررشتہ نہر مین یہ بھی ملازم ہے۔
اسکی پیدائش ۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۸۴ع یوم شنبہ مقام شاہجہانپور کی ہے۔

اظہار الحق (۴) ۹ ساله — یہ ہنوز زیر تعلیم ہے۔ اسکی پیدائش ۶ رجب سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۵ جنوری سنہ ۱۸۹۳ع

		یوم چہارشنبہ مقام ریاست مالیر کوٹلہ کی ہے۔
فضل حق		یہ بتاریخ ۵ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء یوم پنجشنبہ تخمیناً بعمر پچیس سال قضا کر گیا۔ اسکا بیٹا انوار الحق بعمر ۵۰ سال مدت دراز سے بریاست بھوپال تھانہ دار ہے۔ اسکے ایک بیٹا ہے عطاء الحق کہ جو فارسی دان ہے۔ اور اپنے والد کے ہی پاس رہتا ہے۔
فضل الرحمن ۶۴ سال		بعمر ۱۰ سالہ یہ بفضلہ تعالی موجود ہے۔ اور فارسی دان معمولی ہے۔ ابتدا مین وہ سررشتہ دار منصفی سکندر آباد ضلع بلند شہر تھوڑے عرصہ تک رہا۔ اور پھر سررشتہ انجنیری ریلوی غازی آباد مین۔ زان بعد تا انتہا مدت ملازمی برابر سپرنٹنڈنٹ مینوسپلٹی ضلع شاہجہانپور و ضلع غازی پور مشاہرہ ساٹھہ روپیہ مقرر رہا۔ بعد اختتام میعاد نوکری حسب قاعدہ اوس سررشتہ کے انعام پاکر اپنے مکان پر بآرام تمام بسر کرتا ہے۔ اسکے دو پسر مندرجہ ذیل ہین
	عرفان الحق ۳۶ سال	یہ انگریزی مین انٹرنس پاس ہے۔ اور بسررشتہ تعلیم ضلع گوڑگانوہ بمشاہرہ تیس روپیہ ملازم ہے۔
	سمیع الحق ۲۲ سال	یہ محض فارسی دان ہے۔ ایک ضلع مین بزمرہ امیدواران ہے۔
		اب احقر حسیقدر حال جناب والد ماجد مرحوم خود و نیز اپنا لکھتا ہے کہ۔
منشی خیرات علی		میرے والد صاحب نے تحصیل علم خاص جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے ہی کی تہی۔ اور پھر اونکے ہی خط سفارش سے بضلع گوڑگانوہ نوکری پائی۔ اور حکام وقت نے عزت دی۔ (اللہ اللہ عظمت و وقار مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا) کہ جسوقت یہ خط لیکر صاحب کلکٹر کی کوٹھی پر گئے۔ تو وہ سنکر باہر آئے۔ اور خط اپنے سر پر رکھکر اندر چلے گئے

وہان سے پڑہکر پہر آئے - اور کہا کہ جسوقت جو جگہ خالی ہوگی - آپکو ہی ملیگی -
آپ ٹھہریے - یہ بولے کچہری مین حاضر ہوا کرون - فرمایا کہ کبھی ایسا نکرنا -
کیونکہ مین وہان بیٹھا ہونگا مجکو اوٹھنا پڑیگا - مین تمہارے روبرو بیٹھنیکو نگا
ہان یہان کوٹھی بنج پر آپ آیا کرین - تو مل سکتا ہون - چند روز بعد محرری تہانہ
پلول مشاہرہ دس ۱۰ روپیہ کی خالی ہوئی - تو فرمایا کہ یہ جگہ لائق تمہارے نہین ہے
مگر بنظر اسکے کہ وہان آپکا گہر ہے - اسکو تا خلوے کسی بڑے عہدہ کے
قبول کرلین - تو مین حکم لکہادون - چنانچہ منظور کیا گیا - اور یہان آئے کہ تہوڑی ہی
عرصہ بعد تہانہ داری یہان کی خالی ہوئی - تو اوسپر بمشاہرہ پچیس ۲۵ روپیہ مقرر کردیا
بعد چندے سررشتہ مین ایک اسامی تیس ۳۰ روپیہ کی خالی ہوئی کہ اوسپر مامور کیا
پہر سررشتہ داری فوجداری خالی ہوئی - تو اوسپر مقرر فرمادیا - اونیس ۱۹ برس
بکمال دیانت ولیاقت انجام کار سرکار کیا - پہر ایک مصلحت خاص سے بعہد
جناب جان لارنس صاحب کلکٹر بہادر (کہ جو ثانی الحال گورنر جنرل ہند ہوے)
مستعفی ہوے - کہ اونہون نے منظوری استعفا مین کئی مہینہ تک تامل فرمایا
کہ ایسا سررشتہ دار دیانتدار و کارگزار ہمکو نہین ملیگا - آخر بعد بحث کثیر منظور کیا
اور سارٹیفکٹ جو عطا فرمایا - تو اوسمین علاوہ دیگر فقرات متضمن مدت ملازمی
وغیرہ یہ بہی لکہدیا - کہ یہ عالی خاندان سے ہین - اور انہون نے اسوقت مین
دیانت داری کی ہے - کہ جب کوئی دیانت کا نام بہی نہین جانتا تہا -
قدرت آلہی سے اوسی روز راج الور سے حکم طلبی کا آیا - کہ روز روانگی سے آپکو
تنخواہ ملیگی - وہان پہونچتے ہی محکمہ مال کے حاکم ہوئے - ایک سال وہان رہے
اور رخصت لیکر وطن کو آئے -
تو راج تجارہ سے طلبی ہوئی - وہان حاکم عدالت فوجداری و عدالت دیوانی کے ہوے

۲۳ شوال ۱۲۵۶ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۸۴۰ء یوم شنبہ کو بعارضۂ دق وسل
انتقال ہوا - جنازہ حسب وصیت فرمائی مقام تجارہ سے قطب صاحب کو گیا
اور زیر چھجہ غرب ویہ مقبرۂ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی
قدس سرہ اپنے جدامجد کے مدفون ہوے - خداے تعالیٰ مغفرت فرماوے
مہاراجہ صاحب نے اونکی وفات پر بہت افسوس کیا - اوسوقت عمر میری
ساڑھے سولہ سال کی تھی - اونہون نے بنظر بندہ نوازی اور اپنے دستور
ریاست کے مجکو بجاے اونکے مقرر فرمانے کی تجویز اس شرط پر کی کہ
میر حیات علی اپنے چچا کو بلالو - جو تنخواہ تیس روپیہ اونکی بسرکار انگریزی بعہدۂ
تھانہ داری ہے - وہ یہان سے اونکو ملیگی - اور کام ہر دو عدالت کا تمہاری
ماتحتی مین کرینگے - اور تم تنخواہ جو تمہارے والد کی تھی پاؤ گے -
مگر چچا صاحب نے اسطرح پر رہنا منظور نہین کیا -

ذکر خود یعنی مجہہ برکت علی کا

برکت علی

تب مہاراجہ صاحب نے میری تنخواہ تیس روپیہ مقرر کردی - اور حاضرین
دربار مین رکھا - بعد ایک سال میری گزارش کے موافق تھانہ داری پر
بھیجدیا - کہ چند سال تک وہان رہا - ہر گاہ کہ ۱۸۴۶ء مین مہاراجہ صاحب کا
انتقال ہوگیا - اور یہ راج بسبب لاولدی متعلق راج الور کے ہوا - اور سب
ملازم برخاست ہو گئے - کہ اونمین مین بہی آگیا -
- تب مین راج جے پور کو گیا -
تو ۱۵ جولائی ۱۸۴۷ء کو بعد امیدواری آٹھہ مہینے کے اول کومگشت
بمشاہرہ تیس روپیہ کے ہوا - اور دس سوار میرے ساتھ متعین ہوے -
اور پھر بتاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۸۴۷ء تھانہ دار ہوگیا -

جب باطلاع علالت اہلخانہ خود بماہ مئی ۱۸۴۹ء بحصول رخصت وطن آیا۔
تو میری والدہ صاحبہ نے پہر وہان جانے ندیا۔ اور ہدایت جانے میرٹہہ کی
پاس صاحب کلکٹر کے فرمائی۔ کہ جنکے پاس بضلع گوڑگانوہ جناب والد مرحوم
میرے سررشتہ دار رہے تہے۔ چنانچہ مین وہان گیا۔ اور اونسے ملا۔
تو اونہون نے اوسیوقت بتاریخ ۲۷ جولائی ۱۸۴۹ء مجہکو بشاہرہ دس روپیہ
کچہری مین مقرر کیا۔ اور فرمایا کہ جو تمہاری تیس روپیہ تنخواہ جے پور مین تہی۔
وہی ہم بہت جلد کر دینگے۔ (ان دونون ریاستون مین تخمیناً ڈیڑہ سال رہا)

اب حال اپنی ترقی کا لکہتا ہون

۲۷ جولائی ۱۸۴۹ء سے تا ۱۶ اپریل ۱۸۵۰ء یعنی آٹہہ ماہ بیس یوم
بہ تنخواہ دس روپیہ محرر مالخانہ فوجداری رہا۔
اور ۱۷ اپریل ۱۸۵۰ء سے تا ۲۴ مارچ ۱۸۵۵ء یعنی چار سال گیارہ ماہ
سات یوم اہلمد سررشتہ فوجداری بمشاہرہ پندرہ روپیہ۔
۲۵ مارچ ۱۸۵۵ء سے تا ۲۵ جولائی ۱۸۵۵ء یعنی چار ماہ ناظر سررشتہ
کلکٹری بہ تنخواہ پچیس روپیہ علاوہ میر آن کے کہ جو آمدنی طلبانہ سے چہارم حصہ
ملتا تہا جسکی اوسط سو روپیہ مہینہ کی ہوتی تہی۔ مگر چونکہ یہ آمدنی پنشن مین شمار
نہین ہوتی۔ لہذا
۲۶ جولائی ۱۸۵۵ء کو نائب سررشتہ داری فوجداری مشاہرہ چالیس روپیہ
تبدیلی ہوگئی۔
۵ نومبر ۱۸۵۶ء تک یعنی ایک سال تین ماہ گیارہ یوم اس عہدہ پر رہا۔
۶ نومبر ۱۸۵۶ء سے تا ۳۱ جنوری ۱۸۷۱ء یعنی چودہ سال دو ماہ چوبیس یوم
اِس عہدہ پر مشاہرہ سو روپیہ بضلع میرٹہہ رہا۔

یکم فروری ۱۸۷۱ء سے تا ۲۶ مارچ ۱۸۷۱ء بوجہ تبدیلی اسی تنخواہ اور اسی عہدہ پر بضلع فرخ آباد رہا۔

۲۷ مارچ ۱۸۷۱ء سے تا ۳۱ مارچ ۱۸۷۱ء بباعث تبادلہ مکرر برضامندی خود اسی عہدہ پر بضلع بنارس یعنی پانچ یوم بمشاہرہ اسی روپیہ کے رہا۔

یکم اپریل ۱۸۷۱ء سے تا ۱۴ مئی ۱۸۷۱ء یعنی ایک ماہ چودہ یوم سررشتہ دار کلکٹری بنارس بمشاہرہ سو روپیہ۔

۱۵ مئی ۱۸۷۱ء سے تا ۲۵ جون ۱۸۸۴ء یعنی تیرہ سال ایک ماہ دس یوم سررشتہ دار کمشنری بنارس اوسی مشاہرہ پر رہا۔

۲۶ جون ۱۸۸۴ء سے یعنی بعد مدت چونتیس سال دس ماہ اونتیس یوم ملازمی کے پنشن میری نصف تنخواہ یعنی پچاس روپیہ ماہوار کی ہوگئی۔ اور افضال الحق پسر کلان میرا بجاے میرے اسی تاریخ سے مستقل سررشتہ دار کمشنری بنارس مقرر ہوا کہ اسکی ترقی وغیرہ کا حال اس سے اوپر لکھا گیا ہے۔

الغرض اس خاندان میں اب تک بفضل الٰہی بہر نوع خوشحالی ہے۔ اللہم زد فزد آمین آمین۔ ازروے حساب تعداد میری تنخواہ کی بابت ملازمت مفصلہ بالا تا یوم تقرری پنشن ... اور تعداد حصول زر پنشن تا آخر ماہ دسمبر ۱۹۰۲ء ... ہے۔ ہگی ... ہے۔

اب حال خاندان مولوی محمد انوار الحق کا لکھتا ہوں کہ

یہ محمد انوار الحق بتاریخ ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۸۳۸ء یوم دوشنبہ پیدا ہوے۔ اس خاندان میں ایک منتہی اور جامع علوم درسیہ ہیں۔ انکی تحصیل علوم مروجہ میں پوری ہے۔ چنانچہ میں نے اونسے ازروے تحریر تفصیل علوم محصلہ دریافت کی تھی۔ سو جو کچھ اونھوں نے بجواب اوسکے اپنے خط ۲۶ اپریل ۱۸۹۸ء مطابق

۴ ذی الحجہ ۱۲۶۰ھ مین لکھا۔ اوسکی نقل بجنسہ یہ ہے۔
کہ فارسی مولانا صہبائی مرحوم مدرس اول فارسی گورمنٹ کالج دہلی سی پڑہی تہی
صرف و نحو و منطق۔ متفرق استادون سے۔
اور حساب و ہندسہ و علم ادب مثل مقامات حریری مولوی مشتاق احمد صاحب
شاگرد مولانا مملوک العلی مغفور مدرس اول عربی دہلی کالج سے۔
اور منطق کی اونچی کتابین مثل سلم وغیرہ مفتی محمد صدر الدین خان بہادر مغفور سے۔
اور علم کلام مولانا حیدر علی فیض آبادی صاحب منتہی الکلام سے۔
اور شرح وقایہ۔ اور ہدایہ کی عبارات مولانا عبد الرزاق مبرور تلمیذ خاص مولوی
محمد اسحاق صاحب مہاجر علیہ الرحمۃ سے۔
اور مشکوۃ شریف و صحیح ترمذی وغیرہ حدیث شریف۔ اور تفسیر بیضاوی سی بہی مستفید تحصیل
ہوا تہا۔ اور طالب العلمون کو پڑہایا ہے۔
مگر ۱۲۷۳ھ کے چوتہے مہینے کے آخر شادی اور خانہ آبادی ہوئی۔ چار مہینے
کے بعد (یعنی بتاریخ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۵ رمضان ۱۲۷۳ھ غدر ہوگیا)
نہ گہر رہا نہ کتاب خانہ روٹیون کے لالے بلکہ جان کے لالے پڑگئے۔ وطن سی مجبور
ہو کر نکلا۔ شکر ہے کہ فاقہ کبہی نصیب نہوا۔ تب سے علم اور مشغلۂ علمی سے سروکار
نرہا۔ وغیرہ وغیرہ۔

حال انکی حصول معاش کا یہ ہے کہ

جب مین بعد رفع غدر ۱۸۵۷ء بحالت سررشتہ داری فوجداری ضلع میرٹھ بماہ
مئی ۱۸۶۱ء بحصول رخصت ایک ماہ اپنے وطن مین آیا۔ تو انکو سکندر صاحب نے مینڈا
کی طرف سے بشاہرہ ۵۰ روپیہ ماہوار مختار تحصیل پلول مین پایا۔ اور انکی عسرت وغیرہ
متاسف ہوا۔ کہ قدرت الٰہی سے دو ایک ہی روز بعد جناب اپنی صاحب بہادر

ایجنٹ راج الور نے مجہسے ایک شخص ہوشیار اور دیانت دار واسطے انجام دہی کار دفتر انہی کے طلب فرمایا - کہ مین نے فوراً انسے استعفاد لاکر بذریعہ عرضی خود انکو روانہ الور کیا - کہ وہان یہ پہونچتے ہی پچیس (عہ) روپیہ ماہوار کے نوکر ہوگئے - اور پہر وقتاً فوقتاً کہین اونکے اختیار خاص اور کہین اونکی سفارش سے ترقی یاب ہوے -

چنانچہ مین نے اوسی اپنے خط متذکرہ بالا مین مدت ملازمت بہی مع تصریح عہدہ وتنخواہ اونسے دریافت کی تہی - کہ بجواب اوسکے اوسی اپنے خط مندرجہ بالا مین یہ لکہا کہ سنہ ۱۸۶۱ع مین حضرت ہی کے طفیل وتصدق مین سکندر شاہی ملازمت سے الور ایجنٹی مین بمشاہرہ پچیس (عہ) روپیہ ملازم ہوا -

جولائی سنہ ۱۸۶۵ع مین نائب میر منشی ایجنٹی مارواڑ (جودہ پور) بمشاہرہ چالیس (عہ) روپیہ مقرر ہوا - اور بعد ایک ماہ چند روز کے قائم مقام میر منشی ہوا -

جنوری سنہ ۱۸۶۶ع مین مستقل میر منشی بمشاہرہ ایک سو دس (ماعہ) روپیہ ایجنٹی مارواڑ ہوا -

فروری سنہ ۱۸۷۳ع سے مارچ سنہ ۱۸۹۳ع تک (یعنی بیس ۲۰ سال) میر منشی رزیڈنسی اعلے راجستان کا رہا - دو سو (للعہ) روپیہ تنخواہ اور ساٹہہ (عہ) روپیہ الاونس ملا کرتا تہا -

اسی مدت کے اندر مئی سنہ ۱۸۹۰ع مین ازروے سند عطیہ گورنمنٹ دستخطی لارڈ لینسڈون بہادر ویسراے وگورنر جنرل بہادر کشور ہند نے خطاب سے بہی (خان بہادر) کے اعزاز بخشا -

۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۳ع سے (یعنی بعد مدت ملازمتی تینتیس ۳۳ سال کے) پنشن نصفی تنخواہ خزانہ دہلی پر مقرر ہوگئی -

جولائی سنہ ۱۸۹۴ع سے خدمت وکالت راج بہرت پور بتنخواہ دو سو پچاس (للعہ) روپیہ ماہوار مل گئی - شکر نعماے الٰہی کس زبان سے ادا کرسکون - اور اوسکے لیئے الفاظ کہان سے لاؤن - حق تعالےٰ خاتمہ بخیر فرماوے -

مستلزم الذکر

اس خط کے آنے سے چار سال ایک ماہ بعد یعنی یکم جون ۱۹۰۲ء سے یہ بمقام کوہ آبو بچند امراض شدیدہ دس مہینے تک مبتلا رہے - اور طاقت انجام کار متعلقہ اپنے کی نرہی - لہذا بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۹۰۲ء یہ خدمت ترک کرکے اپنے مسکن دہلی کو چلے آئے - بدین نظر پونے آٹھہ برس اس عہدہ پر رہے -

اگر حساب انکی تنخواہ کا بابت ملازمت گورنمنٹ انگریزی تا یوم تقرری پنشن - اور حصول زر پنشن کا تا ماہ اپریل ۱۹۰۲ء اور تنخواہ ملازمت ریاست بھرت پور تا ۲۰ اپریل ۱۹۰۲ء لگایا جاوے - تو کل مجموعہ ایک لاکھہ بارہ ہزار سے کسی قدر زائد ہوتا ہے

انکے سات فرزند ارجمند ہین سو کیفیت ہر ایک کی یہ ہے

نام	کیفیت
۱ محمد مصباح الدین عمر ۴۲ سال ۷ ماہ ۱۱ یوم	انکی پیدائش تاریخ ۱۹ جمادی الاول ۱۲۷۷ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۸۶۰ء یوم دوشنبہ کی ہے - یہ پنجاب یونیورسٹی سے (منشی عالم) کی سند حاصل کئے ہوئے ہین - اور بمشاہرہ ایک سو پچھتر روپیہ ماہواری مجسٹریٹ راج کوٹہ مین ہین - انکے ایک بیٹا ہے - صبیح الدین (۲۰ سالہ) عرف عمر دراز کہ وہ زیر تعلیم کالج علیگڑہ مین ہے -
۲ محمد احترام الدین ۳۹ سال	انکی ولادت ۵ محرم ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۰ جون ۱۸۶۴ء یوم جمعہ کی ہے - یہ پنجاب یونیورسٹی سے سند (منشی) کی پائے ہوئے ہین - اور بمشاہرہ ماہواری پچھتر روپیہ نائب ناظم خاص جے پور مین ہین - انکے بھی ایک لڑکا ہے - بنام اعتصام الدین (۱۶ سالہ) کہ وہ مہاراجہ کالج جے پور مین پڑھتا ہے - اور پیدائش اسکی ۱۷ شعبان ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۸۸۶ء ہے -
۳ محمد سکن الدین ۳۴ سال ۲ ماہ ۱۰ یوم	انکی پیدائش ۲۰ شوال ۱۲۸۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۸۶۹ء یوم چہارشنبہ کی ہے - نام تاریخی انکا (محمد ظفر یاب) ۱۲۸۵ھ ہے - یہ فارسی دان بہت اچھے ہین

اور فن شاعری مین بھی موصوف ہین۔ بعمر اٹھارہ ۱۸ سال انکو شوق سیاحت
پیدا ہوا بمبئی۔ کلکتہ۔ پنجاب۔ راجپوتانہ۔ اور اور اطراف ہندوستان کی سیر بخوبی
کی۔ بعدہٗ بمقام بمبئی ایک کمپنی سررشتہ جہازات مین بمشاہرہ چالیس ۴۰ روپیہ
ماہانہ و تخمیناً پچاس ۵۰ روپیہ ماہوار کمیشن دیگر امور متعلقہ مقرر ہو کر جزائر و بنادر مثل
ملک گوا۔ و جدہ۔ و عدن۔ و بندر بوشہر وغیرہ وغیرہ کی پوری سیر کی۔ جن
جس سے حسب مصرع ہذا (سیر و سفر و تجربہ و معلومات) کے علاوہ ہندوستان
مین اپنی واقفیت و کلام نثر و نظم سے مقبولیت زیادہ پیدا کی۔ اب بمشاہرہ
پچاس ۵۰ روپیہ راج بھرت پور مین نائب میر منشی محکمہ مدار المہام ریاست ہین
انکے ایک بیٹا موسومہ ظہیر الدین محمود ہے۔ اور یہ نام اوسکا تاریخی
یعنی پیدائش اسکی ۴ ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ ہے (۱۰ سالہ)۔ سو وہ عربی اسکول
دہلی مین پڑھتا ہے۔

محمد سلام الحق (۳۰ سال ۲ ماہ ۱۸ یوم)

انکی پیدائش ۱۲ شوال ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۱۸۷۲ء یوم شنبہ
کی ہے۔ یہ الہ آباد یونیورسٹی سے (بی اے) پاس شدہ ہین۔
اول یہ دفتر مین صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل راجپوتانہ بمقام اجمیر شریف
بمشاہرہ پچاس ۵۰ روپیہ رہے۔ اور اب (جودہپور) مین انسپکٹر ڈاک خانہ جات
بمشاہرہ اسی ۸۰ روپیہ کے ہین۔ انکے دو بیٹے ہین۔

سلیم الحق (۵ سالہ)۔ پیدا شدہ ۱۶ رمضان ۱۳۱۵ھ۔ تسلیم الحق (۲ سالہ)۔ پیدا شدہ ۲۹ شوال ۱۳۱۷ھ

محمد مبین الحق (۲۸ سال ۱۰ ماہ ۳ یوم)

انکی پیدائش ۲۷ ماہ صفر ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۸۷۴ء آخری چہارشنبہ
کی ہے۔ یہ صرف اردو دان ہین۔ اور محاسب بہت اچھے ہین۔
کہ اسکا مجکو تجربہ ہو گیا ہے۔ ہنوز کہین نوکر نہین ہین۔ ایک بیٹا انکے
مظفر الدین (۴ سالہ) نامی ہے۔ اور یہ نام تاریخی ہی ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ کو پیدا ہوا

محمد امین الحق ۲۷ سال ۵ ماہ ۸ یوم	انکی پیدائش ۲۲ رجب ۱۲۹۲ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۸۷۵ء یوم سہ شنبہ کی ہے - یہ امتحان انٹرنس انگریزی مین بتاریخ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء (جبکہ مین دہلی مین تھا) شامل ہوے تھے - مگر یہ پاس نہین ہوے - اب محکمہ انجنیری ریاست دکھن مین بعہدہٗ اوورسیر بمشاہرہ ساٹھہ روپیہ ماہانہ ملازم ہین - تین ۳ فرزند انکے ہین - نعیم الحق ۵ سالہ - پیدا شدہ ۲۷ شوال ۱۳۱۳ھ حلیم الحق ۳ سالہ - پیدا شدہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۷ھ علیم الحق یک سالہ - پیدا شدہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ
محمد احتشام الدین ۲۲ سال ۸ ماہ ۱۳ یوم	انکی پیدائش تاریخ ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۹۷ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۸۸۰ء یوم دوشنبہ کی ہے - یہ ہنوز ناکتخدا - اور انگریزی پڑہتے ہین - انکو مین نے بتاریخ مذکورہٗ بالا امتحان مڈل مین دیکھا تھا - انہون نے (ایف اے) پاس کرلیا - اور (بی اے) مین علیگڑہ پڑہتے ہین -

ذکر برادران مولوی محمد انوار الحق

یہ چار برادر حقیقی تھے - خود محمد انوار الحق ۱ محمد وحید الحق ۲ محمد سیف الحق ۳ متخلص ادیب محمد اشرف الحق ۴ سو نمبر ۲ یعنی وحید الحق بعمر ۳۹ سال صرف ایک دختر خردسالہ چھوڑکر قضا کر گئے - کہ جسکا نکاح ساتہ محمد مبین الحق پسر پنجم مولوی محمد انوار الحق کے ہوا - اور نمبر ۳ یعنی محمد سیف الحق بعمر ۳۸ سال تین پسر چھوڑکر راہی ملک بقا ہوے - کہ اون ہر سہ یتیمان کا ذکر آیندہ ہوگا اور نمبر ۴ بفضلہ تعالے موجود ہین -

سوانکی کیفیت لکھتا ہون

محمد اشرف الحق ۴۴ سال	یہ عربی و فارسی و انگریزی دان ہین - اور ریاست حیدرآباد مین بعہدہٗ مددگار مہتمم بندوبست بہ تنخواہ ماہانہ [illegible] ممتاز ہین - اور انکے دو بیٹے ہین - مشرف الحق ۳۰ سالہ ۴ ماہ کتخدا - پیدا شدہ شب غرّہ رمضان ۱۲۸۹ھ اشرف الحق ۲۷ سالہ ۴ ماہ ناکتخدا - پیدا شدہ ۱۱ شعبان ۱۲۹۲ھ

ان دونون لڑکون کو مین نے ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو انٹرنس پاس شدہ پایا تھا۔ پھر کچھ دنون (ایف اے) کلاس مین علیگڑہ پڑھتے رہے۔ اور چار سال سے امتحان سول سرجن دینے کے لیے ولایت گئے ہوے ہین عنقریب لندن سے ہندوستان مین بڑے ڈاکٹر صاحب یعنی سول سرجن بنکر آنے والے ہین۔ ذکر اولاد محمد سیف الحق مرحوم متذکرہ بالا	
انکی پیدائش ۱۹ رجب ۱۲۸۸ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۸۷۱ء یوم پنجشنبہ کی ہے یہ نام انکا تاریخی ہے۔ یعنی اس سن مین انکی پیدائش ہوئی۔ یہ مڈل انگریزی مین پاس ہین۔ اور ریاست حیدرآباد مین امین محکمہ کرورگری بمشاہرہ چھہتر روپیہ ماہوار کے ہین۔ انکے ایک بیٹا ہے۔ اظہر حق۔ اسکی پیدائش ۲۷ رجب ۱۳۱۲ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۸۹۵ء کی ہے ۷ سالہ	ظفر حق ۳۱ سال ۵ ماہ ۱۰ یوم
یہ انٹرنس پاس ہین۔ اور محکمہ ڈاک خانہ مین پچیس روپیہ ماہوار پر برنچ پوسٹ ماسٹر ہین۔ انکی پیدائش ۲ صفر ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۸۷۵ء یوم پنجشنبہ کی ہے۔	محمد اسلام الحق تخمیناً ۲۹ سال
انکی پیدائش ۲۳ شوال ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۶ء یوم شنبہ کی ہے۔ یہ (بی اے) کا امتحان علیگڑہ مین پاس کر چکے بضلع بلندشہر بمشاہرہ پچاس روپیہ ماہوار رئیس چھتاری کے اتالیق ہین۔	محمد انعام الحق تخمیناً ۲۸ سال ۲ ماہ

غرض کہ بافضال ایزد متعال شہر دہلی مین بزمرۂ اہل اسلام اگر کوئی گھرانا متمول ہر نوع مین مشہور ہے تو یہی خاندان ہے۔

اور دو خاندان کہ جنکی ابتدا حافظ محمد فخر الدین بن شیخ محب اللہ مورث اعلے مولوی محمد انوار الحق سے ہے۔ اور وہ بہر کیف متعلق اسی خاندان کے ہین۔ لہذا

بذیل ذکر اسی خاندان کے تصریح اونکی کرتا ہون - کہ اونمین تفریق اسیقدر ہے -

کہ مولوی محمد سلام کے دو فرزند تہے - محمد نور الاسلام [1] محمد سالم [2] المتوفی ۱۲۷۳ھ

سو سلسلۂ اولاد محمد نور الاسلام مین

محمد شمس الاسلام ۱۳ سال ۲ ماہ - ۱۵ یوم	ایک لڑکا موجود ہے - اور بظل عاطفت اپنی جدّہ کے تعلیم پاتا ہے - اور گذر معاش بظاہر آمدنی حصۂ دیہ معافی سے ہے - اور اسکی پیدایش ۱۵ شوال ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۵ جون ۱۸۸۹ع کی ہے اسکا ختنہ ماہ شعبان یا رمضان ۱۳۱۶ھ مطابق ماہ جنوری ۱۸۹۹ع میری موجودگی مقام دہلی مین ہوا تہا - اور پہر عقد نکاح بہی اسکا ایک خاص مصلحت سے اسکی دختر چچازاد کے ساتہ کر دیا گیا -

سلسلۂ اولاد محمد سالم مین

محمد ضیاء الدین ۶۰ سال ۱ ماہ - ۸ یوم	انکی پیدایش ۲۲ صفر ۱۲۵۹ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۸۴۳ع کی ہے - یہ بیٹے مولوی محمد عبد السلام مرحوم کے ہین - پہلے یہ محافظ دفتر رزیڈنسی راجپوتانہ کے تہے - اب سرکار انگریزی سے سترہ روپیہ ماہوار پنشن حاصل کر کے ریاست بہرت پور کے محکمۂ وکالت اعلی راجپوتانہ مین نائب وکیل ہو گئے - انکے دو فرزند ہین -

فخر الاسلام [1] صدر الاسلام [2] یعنی فرزند کلان ۱۰ شعبان ۱۳۰۸ھ (۱۱ سال ۷ ماہ ۱۰ یوم) مطابق ۱۰ مارچ ۱۸۹۲ع (۱۳ سال ۴ ماہ) پیدا ہوا - اور فرزند دوم بتاریخ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۹۲ع پیدا ہوا - اور دونون بمقام دہلی ہم مدرسہ اور ہمسبق ہین اور یہ مولوی ضیاء الدین حقیقی ماموں مولوی محمد انوار الحق کے ہین -

انکے چار برادر چچازاد یعنی ابناء مولوی محمد ولی اللہ کے تہے -

تجمل حسین [1] تفضل حسین مرحوم [2] مظفر حسین مرحوم [3] ولایت حسین مرحوم [4]

	سو اونہین سے صرف تجمل حسین اب موجود ہین - اور باقی ہر سہ صاحبان مرحومین چھہ فرزند مفصلہ ذیل حی اور قائم ہین - کہ یہ چھون حقیقی بھتیجے مولوی محمد ضیاء الدین کے ہوتے ہین - اور منجملہ ان چھون کے تین صاحبون کے بارہ فرزند ہین کہ جو یہ بارہون بھتیجے زادے مولوی صاحب موصوف کے ہوتے ہین کہ جنکی تفصیل آیندہ ہوگی - اس خاندان مین نہ کوئی عربی مین عالم ہے نہ انگریزی مین (بی اے) پاس - صرف تحصیل یہی معمولی نوشت خواند مروجہ فارسی کی ہے -
محمد تجمل حسین تخمیناً ۷۰ سال	ولد محمد ولی اللہ معروف نواب مرزا - بانکے - ترچھے - چھیلا - ٹیڑھا ترچھا بنارسی عمامہ سر پر لپیٹنے والے - دوشالہ زرین کمر پر باندھنے والے ہین یہ سوداگری پیشہ ہین - چنانچہ بیس پچیس ۲۵ برس سے اپنے شہر دہلی وطن سے گئے ہوے ہین - اور کسی سے خط وکتابت نہین رکھتے - اگر اونکی خدمت مین خط بھیجا جاوے - تو امید جواب کی بھی بہت کم ہے - اصلی زوجہ انکی دختر مولوی محمد امیر وکیل عدالت دہلی تھی جس سے کبھی نہ موافقت ہوئی نہ اولاد - ایک خادمہ ماما یا انّا وغیرہ کوئی تھی - اوس سے ایک بیٹا ہوا جسکو خود بھی ننّھا اور فرزند انّا فرمایا کرتے تھے - سو وہ مدت دراز سے مفقود الخبر ہے - نہ معلوم کہ اصلی نام اوسکا کیا رکھا گیا - اور اب تک زندہ ہے یا نہین -
محمد اکرام حسین تخمیناً ۴۲ سال	ابن محمد تفضل حسین مرحوم یہ مہتمم کوتوالی سرکار نظام حیدرآباد مین بمشاہرہ دو سو روپیہ ماہوار ملازم ہین - انکے پانچ بیٹے ہین - ممتاز الحق ۱۳ سالہ - اسکی پیدائش ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۶ اگست سنہ ۱۸۸۹ء کی ہے -

نام و عمر	حالات
	۲ سراج الحق - بتاریخ ۶ ر ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۳ ر مئی ۱۸۹۳ء پیدا ہوا - (۸ سالہ) ۳ معین الحق - تاریخ ۲۴ ر ربیع الاول ۱۳۱۴ھ مطابق ۳ ر ستمبر ۱۸۹۶ء کی پیدائش ہے (۵ سالہ ۹ ماہ) ۴ حفیظ الحق - اسکی پیدائش تاریخ ۲۸ ر ربیع الاول ۱۳۱۷ھ ہجری مطابق ۶ ر اگست ۱۸۹۹ء کی ہے - (۲ سالہ ۹ ماہ) ۵ افتخار الحق عرف نواب - یہ بتاریخ ۱۰ ر محرم ۱۳۱۹ھ ہجری مطابق ۳۰ ر اپریل ۱۹۰۱ء پیدا ہوا - (۱ سالہ) کہ یہ سب زیر تعلیم و پرورش اپنے والد کے ہین - اور یہ حیدر آباد دکھن مین ہی سکونت پذیر ہین -
محمد غلام محی الدین تخمیناً ۳۵ سال	ابن محمد مظفر حسین مرحوم - یہ وظیفہ خوار ریاست لوہارو تحت قسمت دہلی ہین انکے پانچ بیٹے ہین - ۱ ناصر الدین - ۲ سراج الدین - ۳ شریف الدین - ۴ حسن احمد - ۵ الطاف احمد - کہ جنکی تاریخ پیدائش و عمر تخمینی تا دم تحریر ہذا معلوم نہین ہوئی صرف ذیل کے دو لڑکون کی عمر دریافت ہوئی ہے - شریف الدین (۴ سالہ) - الطاف احمد (۵ سالہ) -
محمد سلیم الدین ۲۱ سال	ولد محمد مظفر حسین مرحوم - یہ ہنوز نا کتخدا ہین - اور اپنے بہائی محمد غلام محی الدین کے پاس رہتے ہین -
محمد عنایت حسین ۳۵ سال ۵ ماہ	ولد ولایت حسین مرحوم - انکی پیدائش ماہ رجب ۱۲۸۴ھ مطابق ماہ نومبر ۱۸۶۷ء کی ہی - انکے دو فرزند ہین - ۱ رشید الحق - ۲ سعید الحق - کہ انکی تاریخ پیدائش و عمر تخمینی اسوقت تک معلوم نہو سکی -
محمد عبد الحق ۱۹ سال	ولد ولایت حسین مرحوم - انکی پیدائش یکم ذی الحجہ ۱۳۰۱ھ مطابق ۲۱ ر ستمبر ۱۸۸۴ء کی ہے -
محمد انعام الحق ۱۵ سالہ	ولد ولایت حسین مرحوم انکی پیدائش ۳ ر شعبان ۱۳۰۴ھ مطابق ۲۴ ر مئی ۱۸۸۷ء کی ہے

اِن تینوں صاحبان فرزندان محمدؐ ولایت حسین مرحوم کی معاش بذریعۂ معاش خاندان تہور خان بہادر کے سے ہے۔ اب سرکار نظام حیدرآباد دکن سے وظیفہ خوار ہین۔ چنانچہ انکی بود و باش بہی حیدرآباد دکن مین ہی ہے۔

بعد اسقدر تحریر کے معلوم ہوا کہ۔ ایک نام مولوی حاجی محمد معراج الدین کا جو اولاد سے حافظ فخرالدین کی ہین۔ لکھنے سی رہگیا۔ اور نہ صرف یہی نام۔ بلکہ انکی چار پشت اوپر کا شجرۂ اولاد شیخ نورالحق۔ و نیز شجرۂ کل مین لکھنے سی فروگذاشت ہوگیا۔ یعنی حافظ فخرالدین مرحوم کے دو فرزند تہے۔ ایک اسداللہ۔ دوم شیخ الاسلام۔ سو صرف نام شیخ الاسلام اور انکی اولاد کا سلسلہ قلمبند ہوا۔ اور نام اسداللہ اور نیز اونسے غلام قادری۔ او اونسے اعظم علی اور اون سے جمال الدین اور اونسے یہ معراج الدین پیدا ہوے۔ تحریر مین نہین آیا۔ چونکہ اب اصلاح ہر دو شجرہ کی ہونی دشوار ہی۔ لہذا یہی تحریر موجب اصلاح ہر دو شجرہا متصور کیجاوے۔ اور بجاے اکیانوے ۹۱ اشخاص موجودہ اولاد حضرت شیخ کے بانوے ۹۲ شمار کیے جائین۔ اور انکی کیفیت حال یہ ہے۔ کہ یہ بعمر پچپن ۵۵ سال عربی اور فارسی دان اور پرہیزگار فقیر دوست اور بہت دیندار ہین۔ اور فی زمانہ ریاست پٹیالہ مین محافظ دفتر محکمۂ بندوبست ہین۔ انکے ایک فرزند وحیدالدین نامے عرف محبوب الٰہی تہی۔ کہ وہ اسی سال یعنی ۱۳۱۹ھ مین لاولد انتقال کرگئے۔ اب صرف یہی بنفس نفیس ہین۔ اور بود و باش بمقام پانی پت ہی۔

اب ذکر اولاد شیخ علی محمدؐ فرزند دوم شیخ علیہ الرحمۃ کا کرتا ہون

کہ انکے سلسلۂ اولاد سے صرف ایک خاندان ہی۔ کہ جسکے بزرگ محمدؐ عرفان الحق ہین۔ اسمین صرف محمدؐ مظہر الحق بن محمدؐ وحیدالحق برادر چچازاد حقیقی محمدؐ عرفان کی حافظ قرآن اور عالم فقہ و حدیث شریف کے ہین۔ اور دستار فضیلت بہی مدرسۂ اسلامیۂ دیوبند سے انکے سر بندہ چکی ہے۔ اور انگریزی مڈل بہی پاس ہین۔ اور باقی سب فارسی ان معمولی ہین

اور انکی معاش کی یہ صورت ہے

نام	کیفیت
محمد عرفان الحق ۶۶ سال	ولد مولوی محمد عین الحق - انکی تاریخ پیدائش سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۸ء کی ہے یہ کارخانہ مطبع کا رکھتے ہین - اور کاغذات سرکاری چھاپتے ہین - کہ جس سے اونکو بخوبی آسودگی ہے - اور یہ بڑے محاسب اور خوشنویس ہین - مکان قدیمی انکا کہ جو بہت بڑا مع چمن و چاہ پختہ بازار خانم مین تہا - وہ مع مکان نشستگاہ ہمراہ بازار مذکور بعد رفع غدر سنہ ۱۸۵۷ء سرکار کی طرف سے نیست و نابود کر دیا گیا اب انہون نے ایک حویلی تعمیر عالی بصرف زر کثیر کوچہ چیلہ مین واسطے رہنے خاص اپنے اہل و عیال کے بنائی ہے - اور چند مکانات دیگر بہی چہوٹے چہوٹے واسطے نشست خود اور کرایہ پر دینے کے بنوائے ہین - یہ تین ۳ بہائی تہے - ۱ محمد ضیاء الحق مرحوم - ۲ محمد عرفان الحق - ۳ محمد حسین الحق مرحوم - کہ نمبر ۱ - اور نمبر ۳ جو اولاد نرینہ نرکھتے تہے - وہ اپنا حصہ موضع بکروالہ یہ معافی بحالت حیات خود مولوی انوار الحق کے ہاتہ بیع کر گئے - اب یہ صرف حصہ ذاتی اپنا پاتے ہین - انکے دو فرزند ہین - کہ جنکی کیفیت یہ ہے -
۲ محمد منظور الحق ۳۲ سال	خلف محمد عرفان الحق - انکی پیدائش سنہ ۱۲۸۸ھ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء کی ہے - یہ زوجہ سابقہ مرحومہ سے ہین - اور انگریزی مڈل تک پڑہی ہے - مگر پاس نہین ہوے لیکن سر رشتہ انجنیری مین پاس شدہ ہین - اور محاسب بہی اچہے ہین - چنانچہ بذریعہ نوکری و ٹہیکہ وغیرہ اسی سر رشتہ سے حصول معاش کرتے ہین - اور انکے ایک لڑکا نصیر الحق (ڈیڑہ سالہ) ہے -
محمد لطیف الحق تخمیناً ۱۱ سال	بن محمد عرفان الحق - یہ زوجہ ثانی سے ہے - بعد کچہہ تحصیل فارسی کے اب انگریزی مدرسہ دہلی مین پڑہتا ہے - اور ماشاء اللہ خوشنویس فارسی کا ہے -

پانچ برادر چچازاد حقیقی یعنی پسران مولوی عبید الحق کے ہین اونکی کیفیت یہ ہے -

محمد حمید الحق تخمیناً ۵۰ سال	یہ تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ مین قرق امین بمشاہرہ تیس روپیہ ماہوار کے ہین۔ انکے دو لڑکے ہین۔ حافظ مظہر الحق۔ کہ جنکے علم و فضل کا ذکر اوپر ہوا۔ دوم ظفر الحق۔ کہ جو انگریزی تعلیم پاتا ہے۔
محمد انوار الحق تخمیناً ۴۳ سال	یہ محض ناخواندہ ہین۔ اور مختلف پیشون سے حصول معاش کرتے ہین۔ انکے دو لڑکے ہین۔ عثمان الحق۔ ابرار الحق
محمد افضال الحق تخمیناً ۴۱ سال	یہ معمولی نوشت خواند جانتے ہین۔ اور معاش بذریعۂ رنگ سازی مطبع حاصل کرتے ہین۔ انکے کوئی اولاد نہین ہے۔
محمد نثار الحق تخمیناً ۴۸ سال	یہ محرر اجلاس انریری مجسٹریٹان قصبۂ شاہ آباد ضلع ہردوئی بمشاہرہ پندرہ روپیہ ماہوار ہین۔ انکے دو لڑکے ہین۔ بشیر الحق۔ افتخار الحق۔ پسر کلان اردو مڈل مین پڑہتے ہین
محمد نصیر الحق تخمیناً ۴۵ سال	یہ نائب ناظر تحصیل موانہ ضلع میرٹھ بمشاہرہ پندرہ روپیہ ماہوار کے ہین۔ انکے ایک لڑکا محمد اعزاز الحق نامے ہے۔

انکے چچا مولوی جبید الحق مرحوم کی زوجہ سابقہ سے ایک بیٹا فرید الحق نامے تہا۔ کہ وہ فوت ہوگیا۔ مگر اوسکا ایک بیٹا رشید الحق موجود ہے۔ کہ جو انکے چچا کا نبیرہ اور انکا بہتیجا چچازاد ہوتا ہے۔ سو اوسکی کیفیت یہ ہے۔

محمد رشید الحق تخمیناً ۴۳ سال	بن فرید الحق بن مولوی جبید الحق۔ یہ بمشاہرہ پچیس روپیہ ماہوار اہلمد محکمہ کلکٹری ضلع ہردوئی کے ہین۔ انکے کوئی بیٹا تا آخر ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۲ء نہین ہے۔

ہر پنج برادران مندرجۂ بالا کا حصہ موضع بکروالہ دیہ معافی مین نہین رہا۔ والد انکا اپنی حیات مین مولوی محمد انوار الحق کے ہاتہ فروخت کر گئے۔ لہذا انکی گذر اوقات صرف نوکری سے ہی ہی۔ اور مکان سکونتی انکا کہ جو شمول مولوی محمد عرفان الحق بہت بڑا تعمیر کردۂ بزرگان بازار خانم مین تہا۔ کہ جسکا ذکر اوپر کیا گیا۔ جاتا رہا۔ لہذا یہ پانچون خانہ بدوش ہین۔ کرایہ کے مکانات مین رہتے ہین۔ مگر رشید الحق کے پاس کچھ حصہ

دیہ معافی کا ہے۔ کہ جو انکے دادا نے بعد وفات انکے والد کے بنام گذارہ انکی والدہ کو دیدیا تھا۔ لیکن ہمیکانی کا وہی حال ہے۔ کہ جو اون پانچون کا ہے۔

ذکر آبادی خاندان ہذا بدہلی جدید

ٹہیک تو معلوم نہین ہوتا۔ کہ پرانی دہلی سے کب اور کون صاحب اس خاندان کے وارد او مقیم شہر شاہجہان آباد کے ہوے۔ مگر حضرت شیخ الاسلام شارح صحیح بخاری فرزند حضرت حافظ محمد فخر الدین ابن مولانا محمد محب اللہ بزمانہ محمد شاہ بادشاہ شہر شاہجہان آباد مین رہتے تہے کہ ۱۱۴۷ھ یا ۱۱۵۰ھ کی نادر شاہی لوٹ مین اونکا گھر بہی لٹا تھا۔
اور علی الخصوص کتابون کے لٹ جانیکا صدمہ اور قلق شرح صحیح بخاری مین ظاہر فرماتے ہین کہ نمونہ۔ آیہ پارہ (۱۷) یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۔ بود۔ و نماند۔ مگر چند کتب در فنائے (بمعنی گوشہ ۱۲) خانہ افتادہ۔ الخ
ترجمہ۔ اوس دن دیکھوگے تم۔ بہول جاویگی ہر دودہ پلانیوالی اپنے شیرخوار بچے کو اور گرادیگی ہر حمل والی اپنا حمل۔ اور دیکھے گا تو آدمیونکو نشے کی حالت مین۔ حالانکہ وہ نشے کی حالت مین نہین ہین۔ ولیکن عذاب اللہ کا سخت ہے۔ (کہ جسکے خوف کے سبب سے وہ نشے کی حالت مین معلوم ہوتے ہین)
اسپر بطور قیاس سنہ ۱۱۰۰ھ بعد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ یا تخمیناً ۱۱۲۰ھ عہد بہادر شاہ اول یعنی معظم شاہ خلف عالمگیر بادشاہ۔ مردمان اس خاندان کی شاہجہان آباد مین آباد ہوے ہونگے واللہ اعلم۔ مگر تا عہد محمد شاہ بادشاہ کے چہہ خاندان از روے حصص کشی دیہ جاگیر کے دہلی جدید مین آباد تہے۔ بعد قتل اور لوٹ نادر شاہی کے تین خاندان یہان سے اوٹہکر مقامات ذیل مین جاکر آباد ہوے۔
ایک بمقام سونی پت جو دہلی سے بفاصلہ بیس کوس ہے۔ اور اب اسمین کوئی نہین رہا۔

دوسرا کاسنہ کہ وہ بہی دہلی سے بفاصلہ بیئل کوس ہے۔ اسمین صرف ایک محب الحق نامے لاولد بعمر ۸۰ سال باقی ہین حقیت سے اپنے موضع کی انہون سنے بدست زوجہ محمد شرف الحق فروخت کردی ہے۔ اسلیے یہ خاندان بہی مثل عدم وجود کے ہے۔
تیسرا خاندان اولاد سے حضرت شیخ نور الحق کے بقصبہ پلول کہ جو دہلی سی بفاصلہ پچیس کوس راستہ اکبرآباد پر واقع ہے۔ کہ جسمین یہ راقم الحالات تا آخر ۱۳۱۹ھ حسب مصرحہ بالا بتعداد ۲۶ کس بفضل آلہی آباد و موجود ہے۔
اور تین خاندان بدستور دہلی جدید مین آباد رہے۔ اونمین سے ایک خاندان حافظ احمد الحق کا سنہ ۱۲۹۱ھ سے بوجہ لاولدی جاتا رہا۔ دو آباد اور قائم ہین یعنی
ایک مولوی محمد انوار الحق کا جو اولاد سے حضرت نور الحق کے ہے (بمقام ترایہ بیرم خان) بتعداد ۱۴ کس۔ اور منجملہ دو خاندان متذکرہ ومفصلہ بالا متعلقہ خاندان ہذا ایک خاندان شمس الاسلام کا بتعداد یک کس۔ اور دومی مولوی محمد ضیاء الدین کا (جسکے اکثر اشخاص حیدرآباد دکن مین ہین) بتعداد ۲۲ کس۔
دوسرا مولوی محمد عرفان الحق کا۔ اولاد سے حضرت شیخ علی محمد کے (واقع کوچہ چیلہ) بتعداد ۱۷ کس باستثناے محب الحق کاسنوی۔

ذکر خادمان روضۂ حضرت شیخ عبد الحق رح

ہر چند کہ یہ ذکر بذیل تذکرہ احاطہ ومقبرۂ شریف حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے ہونا چاہیے تہا۔ اور ایسا ہی مین نے چاہا تہا۔ مگر اوسوقت کچہ اصلیت اور ماہیت ان لوگونکی مجکو معلوم نہین ہوئی تہی۔ لہذا اسکی تحریر سے دست کشی کی گئی تہی۔ اور لکہنا یا نہ لکہنا اسکا بشرط دریافت یا عدم دریافت انکی حقیقت واقعی کے منحصر کیا گیا تہا۔
کہ اس فروگذاشت سے کچہ عرصہ کے بعد دفعۃً بسبب میرے جانیکا قطب صاحب کو

ایسا پیدا ہوا - کہ جو پہلے سے کچھ بھی اپنے وہم اور گمان مین نہین تھا - یعنی عین ۱۰ محرم ۱۳۱۹ھ کو مقام پلول سے ۴ بجے رات سے سوار ہو کر قریب ایک بجے دن کے قطب صاحب مین پہونچا - اور ایک مہینہ تک وہان مقیم رہا - اس ضمن مین جیسا کچھ احوال ان لوگونکا معلوم ہوا - وہ یہ سب ہے کہ

خادمان آستانۂ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مع زن اور بچہ بتعداد سات سو پچاس نفر کے ہین - اور انمین چار فریق باین حسب و نسب ہین

کیفیت	نمبر
اولاد سے قاضی حمید الدین ناگوری (کہ جنکو اُستاد حضرت خواجہ صاحب کہا جاتا ہے) [نام مقام] ہین - اور یہ سب بلقب قاضی کہلاتے ہین - چنانچہ اب جو عہدۂ قضا پر اوس مقام شریف مین ممتاز ہین - وہ اسی فریق سے ہین - نماز جمعہ مسجد آستانۂ مبارک مین وہی پڑہاتے ہین -	۱
اولاد سے مولانا سید بدر الدین غزنوی کے ہین (کہ جو خلیفہ حضرت خواجہ صاحب کے تھے - اور وہ پائین مزار آپکے بیرون کٹھرہ [نام شہر] مدفون ہین) بعد فاتحہ خوانی مزار حضرت خواجہ صاحب کے انہین کی قبر پر فاتحہ خوانی ہوتی ہی - بعدہٗ دیگر قبور پر - اور یہ سب بلفظ ختمی مشہور ہین - وجہ تسمیہ ختمی یہ پائی جاتی ہی - کہ ہنگام ختم حیات حضرت خواجہ صاحب (جو ۶۳۳ھ مین ہوئی) منجملہ خلفای حضرت کے صرف مولانا بدر الدین ہی موجود تھے - اور انہین کی اہتمام سی تجہیز و تکفین عمل مین آئی -	۲
اولاد سے حاجی مولانا مجد الدین حاجری (جو مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے - اور بعد مین خلیفہ حضرت [نام شہر] خواجہ صاحب کے ہوے - کہ جنکا مزار باغ معروف ناظر واقع سواد قطب صاحب مین ہے) مجاور کہلاتے ہین فائدہ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ بھی انہین شیخ شہاب الدین کے مرید تھے	۳

۳	اولاد سے امام تاج الدین (جنکا مزار آبادی قطب صاحب مین قریب مکانات قصبا بان ایک بلندی پر واقع ہی) ہین - اور یہ سب امام زادے کہے جاتے ہین -

اور علی العموم جملہ مردمان ہر چہار فریق بلفظ صاحبزادہ مشہور ہین - اور جب بیرونجات مین جاتے ہین تو پیرزادی کہلاتی ہین - اور سوائے اِن لوگون کے اور کوئی قوم شریف اہل اسلام سے اوس مقام پر نہین رہتی - انہین مین سے ممبر کمیٹی مینوسپلٹی سرکار سے مقرر ہین - اور چند اشخاص سررشتہ پولیس و محکمہ مال مین نوکری بہی کرتے ہین -

اصل گذارہ انکی معاش کا آمدنی دیہات معافی موسومہ آستانہ شریف و ریاستہای اسلامی مثل حیدرآباد و رامپور وغیرہ (جو بطور سالانہ مقرر ہے) اور نیز آمدنی روزانہ مدخلہ گولک آستانہ شریف سے ہوتا ہے -

واضح ہو - کہ لفظ خادم اِن لوگونکی نسبت باعث انکے حسن عقیدت کے (کہ جو بحضور خواجہ صاحب رکہتے ہین) عائد ہے - نہ کہ اس معنی مین (جیسا کہ عام طور پر مستعمل ہوتا ہے) یعنی جاروب کشی و فرش گستری چراغ بتی وغیرہ وغیرہ کا کرنا - سو یہ لوگ اِن کامونکو نہین کرتے انجام دہندہ اِن خدمات کے اور اشخاص ہین - انکا صرف یہ کام ہے - کہ چند آدمی بتعداد مقررہ نوبت بنوبت ہر روز صبح سے تا نماز عشا بکمال ثقاہت حاضر آستانہ شریف رہتے ہین اور اس اثنا مین جو اشخاص زیارت کے واسطے وہان آتے ہین - یہ اونکو طریق زیارت وغیرہ بتلا کر اپنے ساتھ لیجاتے ہین - اور رسوم مقررہ اونسے ادا کراتے ہین - اور نشاندہی چند قبور بزرگان جو اوس احاطہ مین واقع ہین مع نام اور جسقدر اونکی کیفیت کر تے ہین - بعدہٗ روضہ حضرت شیخ محدث دہلوی پر لیجاکر زیارت مزار شریف و نیز اونکے فرزندان مشرف کراتے ہین - اور اونکے مختصر اوصاف حمیدہ سے مطلع کرتے ہین - اور جن جو صاحب نامی گرامی یا ذی مقدور رہتے ہین - اونکی فروکشی کے لیے یہی لوگ مکان تجویز کرکے اونکے ہر کام کے منصرم تا قیام وہ زی رہتے ہین - اور چونکہ یہ مقام شریف

بنام دوازدہ سواولیا۔ اللہ کی چوکھٹ کے مشہور ہے۔
لہذا تا امکان خود بسواد آبادی ہذالیجاکر اکثر قبور موجودہ کی فاتحہ خوانی کراتے ہین۔ اور اظہار اونکی صفات کا حسب معلومات خود اونسے کرتے ہین (کہ جو سینہ بسینہ اپنے بزرگون سے سنتے آئے ہین) اور سوائے انکے جا او رمقامات متبرکہ (مثل اولیا مسجد۔ وقبہ واقع حوض شمسی وتعمیرات جہرنہ وباولی وغیرہ ہین) وہان لیجاتے ہین۔ مسجد اولیا مین دو رکعت نماز ادا کراتے ہین۔ اور قبہ واقع حوض شمسی کی صرف زیارت۔
اس جگہ شرح قبہ موصوفہ کی کرنی ضرور ہوئی۔ وہ یہ کہ۔
سلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی کو (کہ جو مرید اور خلیفہ بہی حضرت خواجہ صاحبؒ کی تہی) ایک عرصہ سے یہ فکر لاحق تہی۔ کہ کون کام رفاہ عام کا کیا جاوے۔ تو اونہون نے ایک شب خواب مین دیکہا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہوڑی پر سوار ہوے فلان مقام واقع سواد آبادی ہذا پر تشریف فرما ہین۔ اور آپکے گہوڑے نے ٹاپ مین پر ماری ہے۔ کہ اوس سے پانی نمودار ہوا۔ کہ سلطان نے خدمت مین خواجہ صاحب کے آکر یہ خواب بیان کیا۔ تو آپ مع سلطان کے اوس موقع پر آئے۔ اور سم ہائے اسپ اور پانی برآمد ہونے کی جگہ کو ملاحظہ کرکے فرمایا۔ کہ تم جو اس سوچ مین تہے۔ کہ کون کام ایسا کیا جاوے کہ جو باعث رفاہ عام ہو۔ سو اوسکی بابت تمکو یہ بشارت ہوئی۔ کہ اس جگہ پانی کا چشمہ بنایا جاوے پس اونسے وہان تالاب نہایت وسیع اور طویل بتعمیر پختہ بنوایا۔ اور تہ زمین کو بہی پختہ کیا اور نام اسکا اپنے ہی نام پر حوض شمسی رکہا۔ اکثر اشخاص تالاب شمسی بہی اسکو کہتے ہین لیکن کتاب مین حوض شمسی ہی لکہا جاتا ہے۔
اور جہانپر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہوڑے نے ٹاپ ماری تہی۔ اور پانی نمود ہوا تہا۔ اوس جگہ پر ایک چبوترہ مربع پختہ بہت اونچا بنواکر اوسکے وسط مین ایک مکان بطور بارہ دری بناکر اوسپر قبہ یعنی گنبد بنوادیا۔ اور چارونطرف اوسکے کچہ حصہ

اوس چبوترہ کا بطور صحن قائم رکھا - اور گرد اوسکے تہ زمین سے سیڑھیان پختہ واسطے آمد و رفت اس مکان کے بنوا دین -

اور بیرون دیوار سمت شرقی اوس تالاب کے کچہ فاصلہ پر جھرنے کے مکانات بعمارت پسندیدہ و شاہانہ بنوائے - کہ پانی اس تالاب سے اون مکانات مین جاکر جھرتا ہے - کہ جس سبب سے وہ سب مقام بہت ہی عمدہ سیرگاہ کا ہے - ہر ایک بادشاہ دہلی ہر سال موسم برسات مین واسطے سیر جھرنہ ہائے مذکورہ کے جاتے رہتے تھے - اور اوس چبوترہ پر کہ جو بطور صحن باہر گنبد کے چھوٹا ہوا تھا - بذریعہ کشتی پہونچکر زیارت جائے اندرونی گنبد کی کرتے تھے - اور نیز جو اور شخص واسطے زیارت اوس مقام کے جاتے تھے - تو وہ بھی بذریعہ کشتیون کے ہی -

اور یہ بارہ دری تا آخر سلطنت دہلی پردہ ہا و فرش وغیرہ سے آراستہ رہتی تھی - اور مرمت اور صفائی حوض شمسی کی بخوبی ہوتی رہتی تھی - مگر بعد غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ یعنی جب سے کہ بادشاہ دہلی مین مطلقاً نہین رہے ہے - کہ جسکو عرصہ چھیالیس برس کا ہوتا ہے تب سے مٹی اس تالاب مین اسقدر بھر گئی ہے - کہ اس چبوترہ بارہ دری تک آگئی - اور کچہ عمق تالاب کا نہین رہا - پانی برسات کا زیادہ تر جمع نہین رہتا - تھوڑی ہی دن مین خشک ہو جاتا ہے -

لہذا گورنمنٹ انگریزی قریب دیوار تالاب جانب جھرنہ ہا کی کچہ تھوڑی سی جگہ مین بقدر ایک بیگہ کے مٹی کھدواکر گہرائی کر دیتی ہے - کہ بایام بارش اوسمین پانی بھر جاتا ہے - اور جھرنے اپنے وقت پر (یعنی ہنگام میلہ سیر پھول والون کے جاری ہو جاتے ہین) کہتے ہین - کہ جب یہ تالاب بنا تھا - تو وسعت اور طولانی اسکی بچند کروہ تھی - کہ اب اوسمین کئی گاؤن آباد ہو گئے ہین - مگر بالفعل جو حدود اسکی نمایان ہین - وہ ڈیڑھسو یا اڑہائی سو بیگہ مین ہین -

اور بعد کرانے زیارات موصوفۂ بالا - پھر سیر جھرنہ و باولی ہا وغیرہ کی کراتے ہین - کہ انفراغ
اِن امور سے تین چار روز مین ہوتا ہے - بشرطیکہ جلدی کی جاے - ورنہ بصورت
سہولت و طمانینت خاطر ایک ہفتہ مین حاصل ہو سکتا ہے - اور انھین سے جو صاحب
اول مہتمم امورات متذکرۂ بالا کسی زائر کے ہوتے ہین - وہی تا آخر اونکے ساتہ رہتے ہین
اور جب یہ زائر وہان سے رخصت ہوتے ہین - تو حسب حیثیت خود انسے بتواضع تمام
پیش آتے ہین - اور بعض صاحب انکو اپنا وکیل مقرر کرکے سند لکہدیتے ہین - کہ ہم نے
اپنی طرف سے فلان شخص کو بدرگاہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وکیل مقرر کیا
(کہ ہمارے حق مین طالب دعاے خیر رہین - اور ہم آیندہ بذریعہ انہین کے یہان
حاضر ہوتے رہینگے) سو اسطرح پر منجملہ انکے بہت اشخاص زائرون سے منتفع ہوتے ہین -
اب مین بر سر اصل مطلب کے رجوع لاتا ہون - کہ خدامی روضۂ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی
ایک گھرانہ مین نمبر اول کے تفویض ہے - کہ مین نے اپنے عہد طفولیت مین مسمے
فرخ محمد مراد عرف شیخ جٹو کو خادم روضۂ شریف دیکھا تھا - کہ وہ کبیرسن و پشت خمیدہ تھے
اور بہر طور نیک اور بزرگ تھے - وجہ تسمیہ جٹو کی یہ معلوم ہوئی - کہ انکی پیدائش کے وقت
والدہ انکی کسی امر مانع سے دودہ نہ پلا سکین - اور ایک عورت جاٹنی قوم سے دودہ انکو
پلوایا گیا - اسلیے یہ جٹو کہلانے گئے - انکی وفات کے بعد محمد ابراہیم پسر انکے اس خدمت پر
رہے - کہ جنکا ذکر خیر مین نے اوپر اس سے بتذکرۂ مقبرۂ شریف کیا ہے -
یہ بھی بہمہ وجوہ خوش صفات و نیک اوقات تھے -
محمد ابراہیم مرحوم نے پانچ فرزند اپنے بحسب ذیل از روے ترتیب پیدائش چھوڑے -

۱	۲	۳	۴	۵
محمد اسمعیل	محمد اسحاق	محمد اشرف	حافظ محمد اکبر	محمد مسیح

منجملہ انکے ۳ ہاتہ سے خسر پورۂ خود کسی امر نزاع خانگی مین مارے گئے - باقی چار وقت
تا دم تحریر ہذا حی او رقائم ہین - اور بہمہ نوع متشرع اور منکسر مزاج اور خوش اخلاق و بکمال عقیدت

خدمتگزار روضۂ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہین - اور بسبب ہونے حافظ قرآن و دیگر خصائل حسنہ کے محمد اکبر کوان سب مین ترجیح ہے - اور ہر دو برادران کلان بہی انکے ہر ایک کام مین موافق رائے انہین کے عامل ہوتے ہین بلکہ بوجہ انکی لیاقت و صلحکاری و نیک رائی کے ارکان ہر چہار خاندان متذکرۂ بالا نے بہی انکو ایک رکن منجملہ اپنے دربارۂ تجویز و تصفیہ امور متعلقہ درگاہ شریف حضرت خواجہ صاحب مثل تقسیم آمدنی وغیرہ داخل و شامل کیا ہے - اگرچہ آمدنی درگاہ شریف سی یہ چوبیسوان حصہ اپنا جدی لیتے ہین - مگراب بزمرۂ پنجان بہی ہو گئے -

اور آمدنی روضۂ حضرت شیخ صرف انہین کے واسطے ہے - اسمین وہ لوگ شریک نہین ہین - اور آمدنی یہان کی یہ ہے - کہ ہم جتنے آدمی اولاد سے حضرت شیخ کے قابض و متصرف موضع بکروالہ دیہ معافی حضرت علیہ الرحمۃ کے ہین - سالانہ بتعداد مقررہ انکو دیتے ہین - اور جب کبھی یہ ہمارے پاس آتے ہین - یا ہم زیارت کے واسطے وہان جاتے ہین - تو حسب لیاقت خود ہا انسے متواضع ہوتے ہین -

اور تین باغ انبہ متعلق روضۂ شریف کے ہین - منجملہ انکے دو قدیمی یعنی ایک خاص اندر احاطۂ مقبرۂ شریف کے - اور دوسرا بیرون احاطۂ ثانی - اور تیسرا جو تین چار سال سے مولوی محمد انوار الحق نے حوض شمسی مین زیر دیوار ہر دو احاطہ کے نصب کیا ہے - اور متصل اس باغ کے ایک باغ حافظ محمد اکبر وغیرہ نے اپنی ذات خاص سے لگالیا ہے - کہ ان سب باغون کی آمدنی انہین کے تصرف مین آتی ہے -

علاوہ ازین جتنے زائر صاحب علم وذی مقدور زیارت کے واسطے درگاہ حضرت خواجہ صاحب مین حاضر ہوتے ہین - اونمین سے شاید کوئی ایسا ہوگا جو روضۂ حضرت شیخ پر نہ آتا ہو - اور کچھ تواضع انکی نکرتا ہو - غرضکہ جانب معاش سی یہ خوشحال ہین اور خاص احاطۂ روضۂ حضرت شیخ مین ہر طرف کچھ کچھ حصہ زمین کا واسطے دفن ہونے

اولاد ہر ایک خاندان متعلقۂ حضرت شیخ کے منقسم ہے۔ ان لوگون کا کام اور ذمہ ہے۔
کہ کسی ایک خاندان کے مردے کو دوسرے خاندان کی قطعۂ زمین مین دفن نہونے دین۔
چنانچہ راقم اپنی خاندانی زمین کا پتا دیتا ہے۔ کہ دیوار روضۂ حضرت شیخ سی جانب غرب
تا دیوار احاطۂ موصوفہ۔ اور صدر دروازۂ احاطہ جانب شمال سے (کہ جو ایک عرصے
مسدود کیا ہوا ہے) تا حدود قبرستان مفتی اکرام الدین مرحوم جانب جنوب۔
اور اس قطعہ مین چند قبور زمانۂ ماضیہ سے ہمارے بزرگون کی موجود ہین۔ اور
زمانۂ حال کی دو قبرین ہین۔ یعنی
ایک میرے جناب والد مرحوم کی زیر چھجہ دیوار غرب رویہ روضۂ موصوفہ ہے۔
دوسری میری جنابہ والدہ صاحبہ مرحومہ کی۔ کہ جو زیر دیوار غرب رویہ احاطۂ مذکورہ ہے
اور یہ سب قبور تعمیر پختہ ہین۔ ہان اگر اجازت تحریری ہماری واسطے دفن ہونے
کسی شخص غیر کے اس زمین مین ان لوگون کے نام پر ہو۔ تو دفن کرا سکتے ہین۔
ورنہ نہین۔ اور اس حصہ زمین مین چند درخت ہار سنگار کے مدت دراز سے
ہین۔ مین امید رکھتا ہون۔ کہ میری اولاد در اولاد بھی انہین کو اور انکی اولاد در اولاد
کو دعا کے واسطے۔ آستانۂ شریف درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ
علیہ۔ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنے جد امجد کے روضے مین
نیک چلنی اور خوش عملی کے زمانے تک اپنا وکیل مقرر رکھین گے۔
اور بروقت جانے وہان کے انہین کی معرفت زیارت کنان ہونگے۔ کیونکہ
یہ پشتہا پشت سے تعلق ہمارے خاندان سے رکھتے ہین۔

خاتمۂ کتاب

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ کتاب جس ترتیب سے کہ خاکسار لکھنا چاہتا تھا اوسی طرح میرے دست و قلم سے تحریر پاکر خاتمہ کو پہونچی - امید ناظرین بآتمکین سے یہ ہے کہ جہان کہین اوس مضمون مین کہ جو خاص میری جانب سے لکھا گیا ہے - نسبت کسی لفظ کے کچھ خطا پاوین - تو براہِ کرم گستری معاف فرماکر مجھکو ممنونِ منت فرماوین - کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ -

قطعۂ تاریخ اختتام و طبع کتاب ہذا

ہوئی مختتم یہ کتابِ نفیس
مئی تھا سے تھے اونیس سو اور دو ۱۹۰۲
ہوئی خاص پلول مین تحریر یہ
یہ دہلی سے ہے جانب آگرہ
دو اور بیس اور تیرہ سو مین یہ نقش ۱۳۲۲
ہوئی درمیان طبع و تصنیف کے
جو جاتے تھے دہلی کو دو روز مین
یہ مضمون دو روزہ تھا کیسا ادق

بماہِ صفر تیرہ سو اور بیس ۱۳۲۰
یہ سے ہے عیسوی سال و ماہ لے انیس
جو دہلی سے چھ میل ہے اور تیس
یہان ہین زیادہ مسلمان رئیس
ہوا طبع مطبوعِ طبع و نفیس
رواں ریل گاڑی یہان سے چلیں ۱۲ چھاپہ ۱۲ طبیعت
دو ساعت مین اب جاتے ہین ای انیس
ہوا فضلِ یزدان سے کیسا سلیس

ہوئی دستِ برکت سے ختم اب کتاب
جو مشہور منشی ہے اور خوشنویس

بفضل خداوند عالم این کتاب مستطاب مفید ہر شیخ و شاب در مطبع عزیزی واقع ریاست رامپور باہتمام تام و سر انجام تمام احقر الانام سید عبد السلام اخلہ طبع محلی گردید

خاتمۃ الطبع

شکرِ خداوند عالم و نعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ این کتاب مستطاب جامع خیر و ثواب یعنی سوانح عمری علامۂ حقی امام العلما مقدام الکملا بحرِ زخارِ علوم کشاف اسرار مکتوم مقتدائے اصاغر و اکابر وارثِ علوم الانبیا کابراً عن کابر حق شناس و حق آگاہ آیۃ من آیات اللہ۔ تاج المحدثین صاحب الحق المبین مولانا الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی قدس سرہ المعنوی مصنفہ صداقت آثار راست گفتار عالی تبار بدیع نگار جامع علم و ہنر قدردانِ اہلِ جوہر جناب منشی برکت علی صاحب سررشتہ دار نشپنز ساکن قصبہ پلول ضلع گوڑگانوہ عمّ فیضہم فی الخلوۃ والجلوۃ بتصحیح نظر عالم عامل فاضل کامل جامع فضائل صوری و معنوی جناب مولانا محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی لکھنوی پروفیسر عربی و فارسی مدرسۂ انگریزی ریاستِ رامپور صانہا اللہ الغفور عن الفتن والشرور مع قصیدۂ غرای تاریخِ طبع طبعزاد ایشان از حلیۂ طبع محلّی گردید و میل سرمۂ نفع انتظار در دیدۂ منتظرین درکشید۔

وھی ھٰذہ القصیدۃ الغراء للفاضل الآسی سلّمہ ربّ الاناسی

للّٰہ الحمد اندرین دوران چہ نیکو چاپ شد
نسخۂ حالات شیخ دہلوی باصد صفا

یعنی آن شیخی کہ عبد الحق بعالم شد علم
شیخ اربابِ سلوک و پیرِ اصحاب ہدے

بود اندر بزمِ اہلِ علم صدرے بر زمین
ہمچو بدرے صدر آرائے کواکب بر سما

نائبِ حکمِ رسالت وارثِ علمِ رسول
عندلیبِ گلشنِ عشق محمد مصطفے

کاشفِ اسرارِ دین جانِ ختمِ پیغمبران
مفتیِ احکامِ شرع حضرتِ خیر الورے

ہم محدث ہم مفسر ہم محقق ہم فقیہ
ہم در ارشادِ طریقت مرشدِ شاہ و گدا

عارفان را دست داد از شمعِ عرفانش فروغ
عالمان را شد چراغ از نورِ علمش پر ضیا

شاهد عادل بود بر صالحهٔ اعمال او — آیهٔ ان لیس للانسان الا ما سعی
عالمی در علم و فن جز وی بهندستان نبود — کو بدهلی بر سریر علم اول یافت جا
سیما در علم تفسیر و حدیث و فقه دین — صاحب الاشراق بود و صاحب کشف الغطا
بود الحق حقی و ترک و بخاری دهلوی — باد بر روح و روانش رحمت حق دائما
مولوی برکت علی کز آل و اولادش بود — از کلید خامه قفل باب ذکرش کرد وا
یعنی احوالش بصد تحقیق و صحت زد رقم — گوییش جام جم و آیینهٔ صورت نما
کلک گوهر سلکش از ایجاز اعجازی نمود — بحر را اندر کوزه در آورد و شهری در سرا
جابجا الفاظ تازی را در آرد و حل نمود (اختصار) — هم بشرح فارسی پرداخت اکثر جایها
خامه اش مشتی طراز و نامه اش معنی نواز — چامه اش روشن سواد و آمه اش بیضا ضیا (دوات)
شد مسمی پر ز برکت از مبارک اسم خود — هم برین اسم آفرین هم بر مسمی مرحبا
نیکی اندر نیکی آمد این مسمی را چه خوش — برکت اندر برکت آمد این مبارک اسم را
ناظم دیوان بود هم ناثر جادو رقم — هم بود سررشته دار دفتر صدق و صفا
هم بود چشم و چراغ نسل شیخ دهلوی — هم بود نور و ضیای شمع شیخ مقتدا
هم بود در زمرهٔ اولادش این فرخ سیر — هم بود در مجمع احفادش این فرخ لقا
هم بود در خاندانش فائق حسب و نسب — هم بود در خاندانش (بزرگان) لائق مدح و ثنا
جلد مجدد را چه خوش حالات تاریخی نوشت — بی کم و بیش از زمان ابتدا تا انتها
وه چه خوش در رامپور این نسخهٔ زیبا رقم — چاپ شد با صد صفا چون شاهد گلگون قبا
کرد حاجی مظهر الحق هم ازین سعی جمیل — کاین خلف باشد موفق را سعادت انتما
ذکر او روی فصاحت را بود حسن و جمال — فکر او روی بلاغت را بود زینت فزا

سالش از روی حساب ابجد آسی خواست چون
حال شیخ دهلوی شد جابجا زد هاتف ندا